UNIVERSAL
LIBRARY

OU-232853

UNIVERSAL
LIBRARY

اشاعۃ السنۃ النبویۃ

علی صاحبہا الصلوۃ والتحیۃ

نمبر ہشتم و نہم — جلد ششم

معہ

ضمیمہ متضمن مسایل مذہب [illegible]

بابت [illegible]

شرح قیمت [illegible] رسالہ

درجات و مراتب			قیمت سالیانہ	
درجہ	مرتبہ		بابت رسالہ	بابت ضمیمہ
۱	اخص قیمت	اسلامی ریاستوں کی نواب اور رئیس۔	للعہ	سے
۲	خاص قیمت	گورنمنٹ انگریزی کی معزز عہدہ داران گورنمنٹ و عام اغنیا و ایسر یری سوسایٹیان	[illegible]	[illegible]
۳	عام قیمت	متوسط اہل وسعت۔	[illegible]	[illegible]
۴	رعایتی قیمت	کم وسعت جو دس روپیہ ماہوار سے زیادہ آمدنی نرکھین و سالانہ یکمشت قیمت [illegible]	—	[illegible]
۵	للّٰہی قیمت	بیوسعت جو دس روپیہ ماہوار کی آمدنی نہ رکھین مگر علمیت رکھین و اشاعت کرین	ثواب آخرت	دعاء خیر

۱۔ ضمیمہ رسالہ سے علیحدہ فروخت نہوگا ہان رسالہ بدون ضمیمہ ملسکیگا۔ اسکی وجہ یہہ ہے کہ ضمیمہ کی بہت باتون کی تفصیل اور دلیل رسالہ مین مندرج ہی لہذا بدون رسالہ ضمیمہ سے مطلب اکثر ناظرین ممکن نہین اور رسالہ کی کوئی بات متعلق ضمیمہ نہین ہے اسلیئے رسالہ سے بدون ضمیمہ کا ربرآری ممکن ہے

۲۔ جنکو نام اصل رسالہ یا اُسکا ضمیمہ بلا درخواست پہنچے وہ حسب حیثیت خود اُسی مہینے سے قیمت واجب الادا تصور فرماوین جس مہینے کا پرچہ وصول فرماوین اور جبتک خریداری منظور نہو وہ اصل رسالہ یا فقط ضمیمہ واپس کرین۔

۳۔ خط و کتابت متعلق پرچہ راقم کے نام اور پورے عنوان و نشان [illegible] سے ہونا ضرور ہے اور ارسال زر بذریعہ منی آرڈر ڈاکخانہ مناسب ہے۔

راقم ابوسعید محمد حسین لاہور محلہ سید مٹھہ

لاہور مین چھپا [illegible]

مختصر و ضروری عرض

سال کا بارہوان (۱۲) مہینہ ہی۔ اور یہہ رسالہ کا نوان (۹) نمبر۔ خریداران رسالہ آخر سال نوین
نمبر تک حساب بیباق کرین۔ اسوقت کئی نمبرون کا مضمون تیار ہی مگر مصارف
طبع کے لئیے روپیہ درکار ہی۔ پس اگر اشاعت رسالہ منظور ہی تو جنکے ذمہ ۸ رہی
باقی ہون وہ آٹھ آنہ ہی ارسال فرماوین اور دل مین یہہ خیال نہ لاوین کہ ۸ ر
نہ پہنچنے سے دہان کیا حرج متصور ہی۔ اس خیال نے بڑے بڑے معاونون کو روک رکھا
ہی۔ پچاس خریدار آٹھ آٹھ آنہ ارسال فرماوین تو یہان پچیس عہ روپیہ ہوجاوینگے
اور اگر قیامت سے پہلے فیصلہ حساب کا ارادہ نہین ہی تو ہمکو اس سے مطلع کیا جاوے تاکہ
انکے حصّے کے رسایل چہاپنے اور روانہ کرنے سے ہمارا وقت ورنج جاوے۔ رہا فیصلہ
حساب سابق سو بقول ان کے قیامت ہی پر رہے جو لوگ ہمارے رجسٹری
شدہ خطوط تقاضا کے جواب تک نہین دیتے وہ ہماری اسی بات کو قبول
کرین۔ ایسے حق خواہ وہ ہمارے سوا کہان پاوینگے۔

استفسار

ضمیمجات ششماہی کی قیمت بہی ابتک بہت لوگون نے نہین بہیجی [illegible]
بہت تحسین کی اور اسکی اجرا کی مصلحت دی۔ پس اگر اسکو بہی رسالہ کا ضمیمہ سمجہکر اسکی
قیمت کا فیصلہ بہی قیامت ہی پر چہوڑنا ہی تو ہمکو اس سے اطلاع دینا مناسب ہی تاکہ ضمیمہ کو
موقوف کردین۔ یا اسکے مضامین نصف حصہ رسالہ مین درج کردیا کرین۔ اور
نصف رسالہ [illegible] مین مخصوص رہین اور اگر اسکا اجرا رسالہ [illegible]
[illegible] قیمت ششماہی سابق مین [illegible] قیمت بہجا
[illegible] رسالہ سے جہپا ہی تو خریدارونکو مفت ملیگا۔

النیچر

نیچر

وما ادریک ما النیچر

اور تو کیا جانے کیا ہے نیچر

لا علم لک بہ لا خبر فکیف تزعم انہ ھو کقانون لما امر اللہ و

تجھے نہ اسکا علم ہے نہ خبر پھر کیونکر خیال کر رہا ہے کہ وہی قانون قدرت ہے اور

قدرہ ولا تدری ان العلم بہ خارج عن طوق البشر فالحذر الحذر

وہی قانون مذہب اور تجھے یہہ خبر نہیں کہ اسکا علم طاقت بشری سے خارج ہے پس اس خیال سے بچ جا

فانک علی خطاء و خطر

تو خطا اور خطرہ مین ہے

مدعیان پیروی نیچر مدت سے نیچر نیچر پکار رہے ہین مگر ابتک اتنا نہین سمجھے کہ نیچر چیز ہی کیا ہے۔ پس انکے حال و خیال پر وہ مثل خوب صادق آرہی ہے جو کسی بوالہوس کے حق مین کہی گئی ہے **چندین مدت خدائی کردی ہنوز گاؤ و خر را نشناختی**۔

اس سے ہماری مراد یہہ نہین ہے کہ وہ لفظ نیچر کے لغوی معنے نہین جانتے یا اس کے مورد استعمال و موضوع لہ کو نہین پہچانتے۔ ان باتون کو تو وہ جانتے اور خوب طمطراق سے بیان کرتے کہ یہہ لفظ لاطینی الاصل ہے اور انگریزی زبان مین فلان فلان معنی مین مستعمل ہے بلکہ اس سے ہماری مراد یہہ ہے کہ جس چیز کو وہ نیچر سمجھ رہے ہین وہ درحقیقت نیچر نہین۔ اور نیچر کے معنے جو وہ بیان کرتے ہین وہ اسپر صادق نہین۔

انکی اس نافہمی کو ہم پہلے بھی اشاعۃ السنۃ نمبر ۳ و ۶ و ۸ جلد ۲ و نمبر ۔۔ جلد ۳ مین کچھ وجہ سے بیان کر چکے ہین۔ اس مقام مین اس غلط فہمی کو اور وجوہ سے بیان کرتے ہین۔

نیچر کے لفظی معنے انگریزی ڈکشنریوں (لغات کی کتابوں) ۔۔۔ ڈکشنری و ۔۔۔ ڈکشنری وغیرہ میں مختلف و متعدد بیان کئے ہیں ۔ خالق۔ مخلوق۔ خداوندی ۔۔۔ کا عمل سبب یا علل کسی چیز کی ۔۔۔ علم ۔۔۔ ذاتی یا طبعی ۔۔۔

کی باقاعدہ آئین - زندہ جسم کی بناوٹ - زمین کی کروی شکل - دل کی خاصیت - علم طبعی - برہنہ پن - وغیرہ - وغیرہ -

مگر ہمارے ملک کے نیچری اس لفظ سے منجملہ معانی مذکورہ معنی ذاتی حالات و طبعی خواص موجودات کی مراد رکھتے ہین اور ان ہی حالات و خواص کو وہ قانون قدرت و مذہب قرار دیتے ہین - پہر ان حالات [illegible] حالات و خواص مشاہدہ و موجودہ مراد رکھتے ہین - بلکہ حالات [illegible] وہ (جو انکی تجربہ سے پہلے ہو گذرے ہون یا آیندہ آنیوالے ہون [illegible] ساتھ شامل کر لیتے ہین -

[illegible]یل و تشریح

آگ کو جب وہ دیکھتے ہین کہ یہہ احراق یعنی جلانے کی حالت و صفت رکھتی ہے - تو انسے وہ یہہ خیال و قیاس کرتے ہین کہ ہماری رویت و مشاہدہ سے پہلے بھی ہمیشہ سے اسکی یہی حالت و خاصیت تہی - اور زمانہ آیندہ مین بھی ہمیشہ کیلئے اسکی یہی خاصیت رہیگی - ان تینون زمانون (ماضی - حال و استقبال) کے لحاظ سے وہ جلانے کو آگ کی ذاتی حالت و طبعی خاصیت اور اسکا قاعدہ و قانون کلی سمجھتے ہین اور اسیکو قانون قدرت الہی ٹہراتے ہین جس سے وہ یہہ مراد رکھتے ہین کہ خدا تعالی کو آگ سے صرف یہی (جلانے کا) کام لینے کی قدرت ہے اس سے پانی کا کام لینے کی قدرت نہین ہے - اور اسیکو وہ عین مذہب ٹہراتے ہین جس سے انکی مراد یہہ ہے کہ آگ کو اس صفت (جلانے) پر پیدا کرنا عین اسباب کا حکم دینا ہے کہ آگ سے بچو اور جو چیز آگ مین ڈالنے سے خراب ہو اسکو آگ مین [illegible] ایسا کرینگے تو خدا کے عذاب و غضب کے محل ہونگے -

[illegible] غلطی شاحنۃ السنۃ نمبر ۳ و ۴ جلد ۲ مین تو ہم یہہ ثابت کر چکے [illegible] مین حالات کو یہہ نیچری قانون قدرت سمجھے ہوے [illegible] مستحق مقرر ہے [illegible] نہین تو قانون ہونا کہان - اور نمبر ۶ مین یہہ ثابت کر [illegible] ین کہ جو حالات [illegible]

عالم یہہ سمجہہ رہے ہین وہ واقعی حالات نہین انکی خیالی حالات ہین - اور نمبر ۸ جلد ۲ مین یہہ ثابت کر چکے ہین کہ حالات واقعی یہی ہون تو بہی مذہب اور حکم شرعی کا ماخذ قبل ورود شرع نہین ہو سکتے اور نمبر ۱۱ جلد ۳ مین نیچر کا ہمیشہ ایک حالت پر نرہنا اور معجزہ سے اسکی عموم و کلیت کا ٹوٹ جانا بیان کر چکے ہین - اور نمبر ۱۲ این ایسی تمثیلات لائے ہین جنسے نیچر کا عادت سے بہی ناچار و مغلوب ہونا ثابت ہوتا ہے ان پرچون کیطرف شایقین (جنہون نے وہ پرچے ملاحظہ نہین کیئے) مراجعت فرماوینگے تو عجیب لطف اُٹہاوینگے -

اس مقام مین اُن غلطیون کے علاوہ دو ڈبل غلطیان اور بیان کیجاتی ہین -

ایک یہہ کہ جس مجموعہ (حالات زمانہ ماضی وحال و استقبال) کو یہہ لوگ نیچر اور قانون قدرت سمجہہ رہے ہین وہ مجموعہ بجمیع اجزاء نیچر و قانون قدرت ہونے کے لایق نہین ہے - اس مجموعہ مین جو جزو موجود و مشاہد ہے وہ قانون کلی نہین ہو سکتی اور جن سب اجزا کے شامل ہونے سے اس مجموعہ کا قانون کلی ہو جانا ممکن ہے وہ موجود نہین جزو موجودہ تو وہ حالات ہین جو انکی تجربہ و مشاہدہ مین آچکی ہین - اور وہ حالات محدودہ و جزئیات مخصوصہ ہین - انکا قانون اور امر کلی ہونا کچہہ معنی نہین رکہتا -

اور جن سب اجزاء کے شامل ہو جانے سے اس مجموعہ کا قانون ہو جانا ممکن ہے وہ حالات زمانہ ماضی ہین (جو تجربہ کرنیوالونکے زمانہ سے پہلے گذر چکی ہین اور اُن کی وجود و کیفیت کا کسیکو علم نہین) اور حالات زمان آئندہ ہین جنکا ... ہنوز نام و نشان نہین ... ایسے مجموعہ کو جسکے اجزاء موجودہ قانون کلی ہونیکے لایق ... جن اجزا سے اسکا کلی ... موجود نہین قانون قدرت کہنا ... -

تمثیل و تشریح عام فہم

آگ کے زمانہ ماضی و استقبال کا حال تو کسیکو معلوم نہین کہ کیا تہا اور کیا ہوگا صرف زمانہ حال (یعنی وہ زمانہ جس مین لوگون نے آگ کو جلانیکی صفت پر پایا) کی حالت و کیفیت کا لوگون کو علم ہے ولیکن صرف ایک زمانہ کا حال دیکھہ کے زمانہ ماضی و استقبال کا بہی وہی حال فرض کر لینا اور بنا بران جلانیکو آگ کا خاصۂ قاعدہ کلیہ ٹہرانا - پھر اسیکو خدا تعالی کی قدرت کا (جو اسکو آگ کے متعلق ہے اور تہی اور ہوگی) قانون و پیمانہ مقرر کر لینا اپنا قیاس و خیال ہے جو نفس الامر اور واقع مین آگ کے لیے صفت جلانیکا خاصہ طبعی و قاعدہ کلی ہونا اور قدرت خداوندی کے لیئے قانون و پیمانہ ہونا ثابت نہین ہو سکتا - ممکن ہے کہ زمانہ ماضی و مستقبل مین آگ اس صفت جلانے کے علاوہ صفت تبرید (یعنے ٹہنڈا کرنیکی) بہی رکہتی ہو - اور خدا تعالی کی قدرت اس سے عام اور وسیع تر ہو اور تمہارا قیاس و خیال اس کرم کا سا قیاس و خیال ہو جو پتہر مین رہتا ہے اور آسمان و زمین اور بادشاہت خدا کی وسعت اسی پتہر کو سمجھتا ہے - چنانچہ مثل مشہور ہے - کرمیکہ در سنگ نہانست زمین و آسمان وی ہمانست یا اُس مچہلی کا سا خیال و قیاس ہے جو کسی تالاب مین رہتی اور اُسی تالاب کو سمندر سمجہتی ہے انسان قطرۂ آب و مشت خاک کی ہستی و علمیت اس شہنشاہ کی قدرت و سلطنت کے مقابلہ مین اس کرم و مچہلی سے بڑہکر کیا وقعت رکہتی ہین کہ اس کے قیاس و خیال کو اس کرم و مچہلی کے خیال سے زیادہ وقعت دیجاوے اور اس کی اس اٹکل و تحکم کو (کہ جہانتک قدرت خداوندی مین نے دیکھی ہے وہین تک اس قدرت کی حد ہے) صحیح مانکر اس کے خیال و قیاس کو قانونی قانون سمجہا جاوے -

ہماری اس بات سے شاید نیم خام منطقی فلسفی و کلامی جو نئے پڑہے ہین اور اسپر یہہ اعتراض کرین کہ اس صورت مین کسی چیز کا کوئی خاصہ قائم نہین رہتا اور علم

حقایق و خواص اشیاء باطل ہوتا ہے۔ جیساکہ سوفسطائیہ ولا ادریہ کا خیال ہے۔ اس خیال پر جا پہونچے کہ کسی چیز کی کچھہ تاثیر نہ سمجھیں زہر کہالیں اور آگ میں کود پڑیں۔ یہہ سمجھہ کر کہ شاید زہر و آگ میں ہمارے مشاہدہ و تجربہ کے برخلاف قوت تریاقی و سلامتی بھی پائی جاتی ہو۔

اسکا جواب یہ ہے کہ جو کچھہ ہم نے کہا ہے وہ خدا تعالیٰ کے علم و قوت و قدرت کی نسبت اور لحاظ سے کہا ہے کہ انسان اپنے علم و تجربہ کو خدا کا علم و تجربہ نہ سمجھہ لے۔ اور اپنے خیالی قاعدوں کو قوانین خدا وندی نہ خیال کر بیٹھے اور اپنے اس علم و قوانین کو خدا تعالیٰ کے حق میں واجب العمل اور دستور العمل نہ جان لے۔

انسان کے عمل و علم کی نسبت نہیں کہا کہ جو کچھہ اُسکے تجربہ و مشاہدہ میں آوے اُس میں خدا کے علم و قدرت کے لحاظ سے خلاف مشاہدہ تجویزیں نکالیں۔ اور بناءً علیہ اپنے عمل و برتاؤ میں اپنے علم و تجربہ کا لحاظ نہ کریں۔ ہمارے کلام کا نتیجہ صرف یہی ہے کہ اگر خدا یا اُسکے رسول (علیہم السلام) کسی چیز میں کسی اثر خلاف مشاہدہ کا پایا جانا بیان کریں یا اُسکا مشاہدہ کرا دیں (جیسے حضرت ابراہیم خلیل اللہ علی نبینا و علیہ السلام کے حق میں خدا نے فرمایا ہے۔ منکروں نے اُنکو آگ میں ڈالدیا تو ہم نے آگ کو

قُلنا یا نار کونی برداً و سلاماً علی ابراهیم۔ (الانبیاء، ۶۹)

حکم دیا تو ٹھنڈی اور سلامتی والی ہو جا۔ اور ایسا ہی صدہا بلکہ ہزارہا معجزات میں انبیاء علیہ السلام سے وقوع میں آیا ہے) تو اُسکو خدا کی قدرت کے لحاظ سے ممکن سمجھہ کر مان لیں اپنے علم و تجربہ کے لحاظ سے اُسکو محال و خلاف عقل سمجھہ کر سحر و ہتھنا ٹک و نظر بندی و خیال بندی نہ کہنے لگیں جیسے کہ منکروں کا قول ہے۔ اور اسکا یہ نتیجہ نہیں

لقالوا انما سکرت ابصارنا بل نحن قوم مسحورون۔ (الحجر، ۱۵)

ہے کہ انسان عمل و فعل میں بھی اپنے علم و تجربہ کا پابند نہ رہے۔ زہر کھالے اور آگ میں

کو دپڑے۔

جب ہم عالم ناسوت کیطرف خیال کرینگے اور انسانی کاموں مین مقتضائے انسانیت پر چلینگے تو ان ہی ضوابط و قواعد کی (جو ہمکو اپنے علم و تجربہ سے حاصل ہوئے ہین۔ گو وہ بوجہ لاعلمی زمانہ ماضی و آئیندہ کے کلی نہین جزئی یا اکثری ہین) پابند رہینگے انسے سرمو تجاوز نہ کرینگے۔ دریا مین بلا وساطت کشتی کبہی پا اُترنے کا قصد نہ کرینگے۔ کوٹھے پر سے بغیر زینہ کے سوا کبہی نہ اُترینگے۔ جلتی آگ مین کبہی قدم نہ ڈالینگے وقس علی ہذا۔ اور جب عالم جبروت کی باتین کرنے لگینگے اور خداوندی علم و قدرت کو بیان کرنا چاہینگے تو اس مقام مین اپنے علوم و تجارب و ضوابط و قواعد کو اس پتہر کے کیڑے اور تالاب کی مچہلی کے خیالات سے زیادہ وقعت نہ دینگے۔

حکمائے فلاسفہ نے بہی علم حقایق و خواص اشیاء کا دعوی کیا ہے تو ان کا یہہ منشا نہین ہے کہ جو حقایق و خواص اشیاء ہماری سمجہہ مین آئے ہین خدا کے علم و قدرت کی رو سے بہی وہی حقایق و خواص اُن اشیاء کے ہین بلکہ انکا منشا یہہ ہے کہ جہانتک ہماری طاقت بشری کو رسائی ہوئی اُسکا مبلغ علم یہہ حقایق و خواص ہین خدا کی علم و قدرت انہین محدود و منحصر نہین ہے۔ چنانچہ تعریف حکمت (جو علم اشیا کما ہی ہے فی نفس الامر سے عبارت ہے) مین انکا قید بقدر طاقت بشریہ کو ضم کرنا اس منشاء کو صاف ظاہر کرتا ہے۔

بالجملہ حالات و خواص موجودات جو انسانی تجربہ مین آئے ہین (گو بشری عملدرآمد کے لیئے قواعد و ضوابط ہین) خدا تعالی کی قدرت کے لیئے قانون نہین ہو سکتے۔ اور اس بات کا علم طاقت بشری سے خارج ہے۔ اور اہل نیچر کا اُن حالات موجودہ مشاہدہ کو نیچر یعنی قانون قدرت رکہنا غلط ہے۔

اس مطلب کو ہم دوسری عبارت مین یون بیان کرسکتے ہین کہ نیچر دو قسم ہی ایک محسوس (یعنے حالات و خواص موجودات جو دکہائی دیتے ہین) دوسرا معقول جو لوگون کی عقل نے نیچر محسوس پر قیاس کر لیا ہے) نیچر معقول کا تو خارج مین وجود ہی نہین ہوہے تو اُسکی عقل مین ہی جسنے وہ تجویز کیا ہی نیچر محسوس سی کسیکو انکار نہین مگر وہ قدرت خداوندی کے لیئی قانون نہین ہو سکتا۔

وبطرز دیگر

نیچر دو قسم ہے حِسّی (جو حس و مشاہدہ مین آتا ہے) اور خیالی جو حسی نیچر سی خیال نے اخذ کیا ہی۔ خیالی تو خیالی ہی حسی واقعی نیچر ہی مگر وہ قانون قدرت خداوندی بن جانے کی لیاقت نہین رکہتا۔

دوسری غلطی یہہ ہی کہ نیچر کو جو کچھہ سمجھو (حسی و واقعی خواہ عقلی و خیالی) اور جو کچھہ قرار دو (قانون قدرت کلی خواہ جزئی یا اکثری) اسی عالم و عالمیان سی تعلق ہے کیونکہ وہ اسی جہان کے حالات سے (موجودہ ہون یا متخیلہ) عبارت ہی اور مذہب کو بہت سا تعلق عالم اخروی سے ہی۔ اور اس عالم یا اسکی دہلیز عالم برزخ کے ہی متعلق اعتقادات کی اسمین ہدایت ہی۔ چنانچہ کسی اہل مذہب پر مخفی نہین ہی۔ پہر نیچر کا عین مذہب یا مذہب کا رہنما ہونا کیونکر ممکن ہی۔

ہم نے دلایل مندرجہ اشاعۃ السنۃ نمبر ۸ جلد ۲ سے (جنسے قبل ورود شرع واقعی نیچر کا بہی احکام شرعیہ کیطرف رہنما نہ ہو سکنا ثابت ہوتا ہی) قطع نظر کرکے بطور فرض محال مان لیا کہ نیچر بعض احکام مذہب کا جو دنیا کے متعلق ہین (جیسے شکر محسن و بر و صلہ و احسان اقارب کا اچہا ہونا اور کفر منعم۔ زنا و قتل نفس ناحق کا بُرا ہونا) رہنما ہو سکتا ہی و لیکن اکثر عقاید مذہب کا (جو معاد و آخرت سے متعلق ہین) تو اس مین کہین سراغ نہین ملتا۔

شیرون کا غرانا پپیہون کا مرجھا جانا - بجلی کا چمکنا - بادل کا گرجنا - مینہہ کا برسنا - دریا کا بہنا - ہوا کا چلنا - آگ کا جلنا - پانی کا بجھانا - لوہے کا سخت ہونا - پتہر کا اچہالے سے نیچے کو آنا وغیرہ وغیرہ جو نیچر سے مراد ہے کہان بتاتا ہی کہ قبر مین انسان کو یہہ میشر آئیگا اور منکر ونکیر سے یہہ سوال وجواب ہوگا - قیامت کے دن نامہ اعمال ہاتہہ مین دیا جائیگا - بہشت و دوزخ مین ایسا آرام یا الم ہوگا - پس مذہب کو جسمین اکثر اسی قسم کی باتین ہین عین نیچر کہنا اور نیچر کو عین مذہب ڈبل غلطی نہین تو کیا ہی؟ -

شاید حضرات نیچریہ یہہ کہین کہ ہم ان بکھیڑون کو قایل ہی نہین اور ہمارے نزدیک مذہب کو ان باتون سے کچھہ تعلق ہی نہین نہ کوئی قیامت ہی نہ برزخ نہ حساب وکتاب ہی نہ دوزخ وبہشت - یہہ سب ملاؤن کی باتین ہین جو چاندی کے کنگن والی حورون پر (جو ہمارے ملک کی گھوسنون سے زیادہ حسن نہین رکھتین) مرتے ہین اور لونڈون کی تمنا مین عمر بسر کرتے ہین - ہمارے نزدیک تو مذہب عین لامذہبی کا نام ہے جسمین کوئی قید عملی واعتقادی ماخوذ ومعتبر نہین ہی - چنانچہ تمہارے رسالہ اشاعۃ السنۃ نمبر ۲ جلد ۳ مین ہمارے مذہب کی تفصیل موجود ہی پہر نیچر مین ان خرابات کا پتہ وسراغ نہ ملنا کون سے اعتراض کا محل ہی - اس صورت مین غلطی دوم کا الزام ہم ان نیچریون کو نہ دینگے انکے الزام وافحام کے لیئے پہلی غلطی کے بیان کو کافی سمجہینگے - اور اس غلطی دوم کے الزام کا مورد ان لوگون کو ٹھرا دینگے جو ہنوز ان باتون کے قایل ہین ومعہذا نیچریون کی تقلید سے نیچر کو عین مذہب سمجہتے ہین - اور اس مین شک نہین کہ جو شخص حشر ونشر وحساب وکتاب و دوزخ وبہشت وحور وقصور وسلاسل واغلال کو اس تفصیل سے جو کتاب وسنت مین وارد ہے مان کر نیچر کو عین مذہب یا رہنمائی مذہب کہے (چنانچہ آجکل ایسے لوگ بہی پائے جاتے ہین جو مذبذبین بین ذلک لا الی ھؤلاء ولا الی ھ

م ہوکر ہم نے مضمون سے یہ ثابت کر دیا ہے کہ اس غلطی دوم کا الزام بجا ہے اور ہمارے الزام سے بانی مذہب کو کسی غلط فہمی ہوا اور اس سے جا بجا ہونا دکھا اس نیچریت کے بنیاد کی ہے - یہہ روا - ایڈیٹر

بقیۂ اثبات نبوت

یہہ مضمون چونکہ جلد ۲ و ۳ کے متفرق پرچون مین متفرق طور پر چہپکر ناتمام رہگیا تہا اور بعض لوگون کو اُن سب پرچون کا اتفاق مطالعہ نہین ہوا اس لیئے قبل آغاز اس مضمون کے مطالب سابقہ کا خلاصہ بیان کیا جاتا ہے تاکہ وہ لوگ جن کو سابق پرچے نہین پہنچے اسکے لطف سے محروم نرہین۔

جلد ۲ کے نمبر ۳ سے نمبر ۷ تک ہم نے یہہ ثابت کیا تہا کہ عقل انسانی حسن و قبح اشیا (جو خداے تعالی کی رضا و عتاب و ثواب و عذاب کا متعلق ہے) قبل ورود شرع نہین سمجہتی اور اشیا پر از خود نیک و بد ہونیکا حکم شرعی نہین لگا سکتی۔ اسیکے ضمن مین کانشنس کا بہی ذکر کیا گیا اور نیچر خیالی اہل نیچر مین بہی خوب مباحثہ ہوا۔ اور یہہ ثابت کیا گیا کہ کانشنس بہی سچی ہادی نہین ہے اور جسکو نیچر سمجہا جاتا ہے وہ بہی رہنما ہونے کے لایق نہین۔ اس سے یہہ شُبہ پیدا ہوا کہ جبحالت مین تمہارے نزدیک قبل ورود شرع نہ عقل یا کانشنس رہنما ہے اور نہ نیچر رہنمائی کے لایق ہے پہر تمنے نبوت اور اُسکے ماننے کی ضرورت کو (جو منجملہ احکام شرعیہ ایک حکم ہے) کسن دلیل سے سمجہا اور مان لیا ہے۔ اس شبہ کو مٹانے کے لیئے و مثل سوال و جواب ہوئے اسی ضمن مین ایک بات یہہ بہی کہی گئی تہی کہ نبوت بذات خود ثابت ہے نبی کی تعلیمات اس قسم سے ہین کہ وہ ثبوت نبوت پر خود دلیل ہین ؎ آفتاب آمد دلیل آفتاب ۔ گر دلیلی بایدت ز و رو متاب۔ اس امر کے اثبات کے لیئے بیان حقیقت نبوت اور اسکے خواص کی ضرورت ہوئی۔ اس بیان کے لیئے مقدمات ذیل کی تمہید مناسب نظر آئی۔

مقدمہ اولی یہہ کہ خدا یتعالی قیوم عالم موجود ہے۔

(۲) خدا یتعالی کی حقیقت ذات و صفات کا عامہ خلایق کو علم نہین۔

(۳) ہر چیز موجود کے لئے ضروری نہین ہے کہ وہ ہر کسی کے دیکہنے سننے سونگہنے چکہنے ٹٹولنے مین آوے

(۴) محال و مجہول الکنہ مین فرق ہے۔ اول کے وجود سے انکار جائز بلکہ لازم۔ ثانی کے وجود سے انکار جائز نہین۔

(۵) موجودات عالم سے جو چیز انسان کے حواس خمسہ مین نہ آوے اُسکو انسان بقوت انسانی جان نہین سکتا۔

(۶) انسان اپنی ملکی طاقت سے ایسی چیزون کا بہی علم رکہتا ہے جو حواس خمسہ سے معلوم نہو سکین۔ اس مقدمہ کی تمثیل و تائید مین سچی خوابون اور غیبی خبرون کا جو ملکی صفتہ لوگون سے سرزد ہوئی ہین ذکر کیا گیا۔ پہر انکے موجود ہونے پر ملی دانی دلیل کو وارد کیا۔ پہر اس باب مین فلاسفہ اور صوفیہ کا خیال (کہ انسان کے لئے اس ملکی طاقت کا حصول اور مغیبات کا علم کسبی و اختیاری ہے) بیان کر کے اسکی غلطی کو ظاہر کیا گیا۔ اس غلطی کے اظہار مین جو صوفیون سے خطاب ہوا ہے اسمین آیات سے استدلال کیا گیا اسکا تتمہ یہہ ہے جو ذیل مین لکہا جاتا ہے۔ اسکے بعد بقیہ مقدمات کو بیان کیا جاویگا۔

اور خدا تعالی نے سورہ لقمان مین فرمایا ہے خدا تعالی کے پاس ہے قیامت کا علم اور وہ

اِنّ اللّٰہ عندہ علم الساعۃ وینزل الغیث ویعلم مافی الارحام۔ وماتدری نفس ماذا تکسب غدا۔ وما تدری نفس بای ارض تموت۔ لقمان ۴۶

مینہہ برساتا ہے۔ اور کوئی جی نہین جانتا کہ کس مین مین مریگا۔ اس آیۃ کی تفسیر دوسری آیۃ اور حدیث مین اسطرح آئی ہے کہ ان چیزون کا علم بجز خدا کسیکو نہین ہے۔ وہ آیۃ یہہ ہے کہ خدا کے پاس غیب کی کنجیان

وعندہ مفاتح الغیب لا یعلمہا الا اللّٰہ (انعام)
قال رسول اللّٰہ مفاتیح الغیب خمس لا یعلمہن الا اللّٰہ لا یعلم ما فی الارحام الا اللّٰہ ولا یعلم

ہین۔ اور حدیث یہہ ہے جو ابن عمر سے مروی ہے کہ آنحضرت نے فرمایا غیب کی کنجیان پانچ ہین جنکو بجز خدا کوئی نہین جانتا۔ کوئی نہیں

متی یاتی المطر الا اللّٰہ ولا تدری نفس بای
تموت ولا یعلم متی تقوم الساعۃ الا اللّٰہ
(رواہ البخاری) صـ ۱۶۸

جانتا بجز خدا کہ کل کو کیا ہوگا اور کوئی نہیں
جانتا بجز خدا جو رحم گھٹاتی ہیں اور کوئی نہیں
جانتا بجز خدا کہ مینہہ کب آویگا اور کوئی
نہیں جانتا کہ وہ کہان مریگا اور کوئی نہیں جانتا بجز خدا کہ قیامت کب آویگی۔
اور حضرت **عائیشہ** صدیقہ نے فرمایا ہے جو کہو کہ آنحضرت اُن پانچ چیزون کو

عن عائیشۃ قالت من اخبرک ان محمدًا یعلم الخمس
التی قال اللّٰہ تعالیٰ ان اللّٰہ عندہ علم الساعۃ
فقد اعظم الفریۃ

جانتے تھے جنکا آیتہ (انّ اللّٰہ عندہ علم الساعۃ)
مین ذکر ہے اُس نے بڑا جھوٹ بولا اور
خاصکر علم قیامت سے آنحضرت کا بیخبر ہونا
توصریح آیات واحادیث مین پایا گیا ہے۔ آیتہ یہہ ہے تجھہ سے قیامت کی بابت پوچھتے

یسئلونک عن الساعۃ ایان مرساھا
قل انما علمھا عند ربی لا یجلیھا لوقتھا
الا ھو۔ فی حدیث ابی ھریرۃ ان جبرئیل قال للنبی
صلعم اخبرنی عن الساعۃ قال ما المسئول عنھا
باعلم من السائل۔ (رواہ البخاری) صـ ۱۲

ہین کہ کب گھڑی ہوگی تو کہدے اسکا
علم خدا کے پاس ہے اسکو وہی اپنے وقت
پر کھولیگا۔ آنحضرت نے جبرئیل علیہ السلام
سے پوچھا کہ قیامت کب ہوگی تو آپنے
فرمایا مین تجھہ سے زیادہ نہیں جانتا۔

ان احادیث وآیات سے بخوبی ثابت ہوا کہ جو لوگ خیال کرتے ہین کہ ملکی طاقت کے حصول سے علم مغیبات اختیاری وغیرہ محدود ہوجاتا ہے یہہ غلطی ہے۔ آنحضرت سے بڑھکر اس امتہ مرحومہ مین کوئی ملکی صفتہ نہیں ہے۔ اور جب آن حضرت کا علم وسیع واختیاری تھا تو اَور کسی کا کب ہوسکتا ہے یہہ ایک ضمنی مباحث مین جسمین غلطی صوفیہ وغیرہ کا اظہار رہا۔ اب بقیہ مقدمات کو بیان کیا جاتا ہے۔

مقدمہ سابقہ

[یہہ مقدمہ دقیق باتون پر مشتمل ہے خصوصًا جو باتین اسکے حواشی مین بیان]

ہوئی ہین وہ اور بہی دقیق ہین - جو لوگ اُنکو خود نہ سمجہین وہ کسی اور اہل علم سے
اُنکا مطلب پوچہہ لین - ان باتون کے سمجہنے کو علم کے سوا ذہن ثاقب و فکر صایب
بہی بکار ہے - جو لوگ اسکا مطلب سمجہہ جاینگے کمال حلاوت علمی و عقلی پاینگے

فطرت انسانی (جو مشاہدہ مین آتی ہے (اور وہ دوسرے محاورہ مین نیچر محسوس یا نیچر
حسی یا واقعی کہلاتی ہے جسکا نیچری معاملات مین لایق اعتبار و اعتماد ہونا ہم تب+ ہی
سے مان رہے ہین جب سے نیچر عقلی و خیالی تجویزی حضرات نیچریہ سے انکار کر رہے ہین)
اپنی زبان حال سے باواز بلند اپنے فاطر و خالق و قیوم عالم کے حضور مین پکار رہی ہے
کہ اے بار خدا تو نے مجہہ مین اون علوم و اخلاق نیک و بد (+بمعنی صفت کمال و نقصان)

+ دیکہو مضمون (خدا کا نیچر اور ہے اور سید احمد خان کا اور) جو حصہ دوم نمبر ۸ جلد ۱
اشاعۃ السنۃ مین شایع ہوا ہے اور نمبر ۹ جلد ۲ کا صفحہ ۲۲۷ جس مین صاف تصریح ہے کہ پیدایش
عالم اور اسکو مرئی اور محسوس حالات جنین کثر ہویت عقل کو دخل نہین اور انکو نیچر کہنے مین
ہمکو نزاع نہین الخ - اور مضمون (النیچر) مین (جو اسی پرچہ مین لکہا گیا ہے) تو اس بات کی
خوب ہی توضیح کی گئی ہے - یہہ بات ہم نے اس لیئے جتا دی ہے کہ ہمارے دانا دشمن اور نادان
دوست یہہ نہ لکہنے لگین کہ مدت سے نیچر کا ابطال کر رہے تہے اب اسی نیچر سے استدلال
کرنے لگے ہین - اور یہہ جان لین کہ جس نیچر کا ابطال کرتے تہے وہ اور (نیچر عقلی و خیالی)
ہے اور جس سے استدلال کیا ہے یہہ اور (حسی و واقعی) ہے جس سے ہمکو پہلے ہی اعتراف تہا -

+ اس معنی کہ نیک و بد (یا حسن و قبیح) کا عقل یا نیچر سے معلوم ہونا کسیکا محل اختلاف نہین ہے
دیکہو اشاعۃ السنۃ نمبر ۷ جلد ۱ و نمبر ۳ جلد ۲ - یہہ بہی اسی لیئے جتا یا گیا ہے کہ نا فہم لوگ ہم پر
یہہ اعتراض نہ کرین کہ پہلے نمبر ۳ جلد ۲ مین عقل کا ادراک حسن و قبیح اشیا مین بیکار ہونا
ثابت کیا ہے اور نمبر ۹ جلد ۲ مین نیچر کا (حسی و واقعی کیون نہ ہو) مثبت احکام نہ ہونا بیان
کیا ہے - پہر نیک و بد ہونا اخلاق کا قبل اثبات نبوت و شرع کہانسے سمجہہ لیا - اور یہہ جان لین

کے حاصل کرنیکا مادہ رکہا ہی جو میری ہمجنس مخلوقات (حیوانات نباوات وجمادات) مین نظر نہین آتا اور مجہہ اُن علوم واخلاق کے لیئو استعداد وتمیز دی ہے جو میری ہمجنسون مین دکہائی نہین دیتی ای بار خدا مجہسے اس مادہ و استعداد وتمیز کے موافق کام لے۔ اور میری تکمیل کیواسطے نہ اپنی ذاتی غرض کیواسطے مجہہ اس نیک و بد کے کرنے و نہ کرنیکا حکم دے۔ میرا اسی مین کمال ہے اور مجہہ مہمل چہوڑنے مین میرا طبعی نقصان ہی ✢ جیسے آفتاب بزبان حال پکار رہا ہے کہ ای بار خدا تونے مجہہ قوت اشراق عطا کی ہے مجہہ اس قوت کو کام مین لانے اور اپنے نور سے عالم کو روشن کرنیکا حکم دے آور زمین پکار رہی ہے کہ ای میرے قیوم تونے مجہے منتقل چیزونکا مرکز ومرجع بنایا ہے مجہہ ان چیزون کا بوجہہ اُٹہانے اور اپنی طرف کہینچنے اور رُلانے کا حکم دے۔ اور خود حضرت انسان بلسان طبع پکار رہا ہی کہ خدایا تونے مجہہ بہوک کیوقت روٹی کہانے اور پیاس کیوقت پانی پینے کے لایق کیا ہی مجہے بہوک و پیاس کیوقت روٹی اور پانی کیطرف میلان کرنیکا حکم دے۔ ✋ ہر چند یہہ حکم جس کی فطرت انسانی خواستگار ہی طبعی ہے (جیسے آفتاب و زمین

کہ یہان اخلاق کو نیک و بد بمعنی صفتہ کمال و نقصان کہا گیا ہی جیکے ادراک کی لیئے عقل کافی ہے اور نیچرو واقعی اسکا مثبت ہی۔

❤ اس مین اُس مسئلہ کی رعایت ہی جو نمبر۸ جلد۲ مین بصفحہ ۲۲۸ بیان ہوا ہی کہ خدا تعالی کے افعال واحکام کسی ذاتی غرض ومنفعت سے معلل ومسبب نہین ہوتی۔

✢ یہہ تمثیل اُس دعوی کے موافق ہی جو نمبر۸ جلد۲ صفحہ ۲۲۴ مین کیا گیا ہی کہ انسان کا مکلف باحکام ہونا ایسا بحیثیم عقل دکہائی دیتا ہی جیسے آفتاب کا بچشم جسمانی روشن ہونا۔ اب ناظرین اس دعوی کا ثبوت لین اور ہمارے وعدہ کا ایفا دیکہین۔

✋ یہہ جواب ہی اُس اعتراض کا کہ جس حکم کا فطرت انسانی مین ثبوت پایا جاتا ہی وہ حکم طبعی ہی اور جس حکم کو اثبات کو تم درپے ہو اور اُسکے اثبات سے اثبات نبوت چاہتے ہو وہ حکم شرعی ہے

بقیہ حاشیہ صفحہ [illegible]

وغیرہ اشیاء کے احکام مطلوبہ بحسب مقتضائے طبع طبعی ہین) جیسے حصول رضا و عتاب الٰہی و ثواب و عذاب اُخروی عقل یا طبع از خود تجویز نہین کرسکتی ولیکن بعد ورود حکم خداوندی یہی حکم طبعی شرعی ہو جاتا ہے جیسے رضا و عتاب و ثواب و عذاب کا مرتب ہونا شرع سے معلوم ہوتا ہے۔ شرع عین طبع کے موافق وارد ہوتی ہے۔ اور اس حکم طبعی کو باثبات لوازم (رضا و عتاب و ثواب و عذاب) شرعی بنا دیتی ہے۔ اس نظر سے فطرت انسانی گویا حکم شرعی سے مامور ہونے کی طالب ہے۔

یہہ مقدمہ اگرچہ بظاہر عنوان ایک مقدمہ ہے مگر درحقیقت یہہ کئی مقدمات پر مشتمل ہے اس لیئے اس مقدمہ کا اثبات اُن سب مقدمات کی تفصیل ہوسکتا ہے جو ضمن تشریحات ذیل قلم مین آتی ہین۔

اول تشریح حقیقت وصفات انسانی

انسان کو ہم بظاہر مجموعہ صفات جسمانی و روحانی دیکھہ رہے ہین (جیسے لنبا چوڑا جسمدار ہونا۔ اُس جسم کا بڑہنا۔ اُسکا خوبصورت وخوش رنگ ہونا۔ ارادہ سے چلنا پھرنا دیکہنا۔ ٹٹولنا۔ کلی و جزئی امور کو سوچنا۔ عمدہ عمدہ چیزین بنانا۔ کسی پر حملہ یا غصہ کرنا رحمت یا شفقت سے پیش آنا۔ اپنے خالق وقیوم کے آگے یا زوجہکانا۔ علیٰ ہذا القیاس)۔

پہر یہہ سوچتے ہین کہ منجملہ ان صفات کے وہ صفات جو انسان سے مختص ہین اور وہ انسانیت کا مناط و مدار ہین اور انکے سبب سے انسان انسان کہلاتا ہے۔ کونسی صفات ہین۔ اگر ہم یہہ خیال کرتے ہین کہ وہ صفت اُسکا طول قامت اور عظم وضخامت جسم ہے تو ہم کو خیال آتا ہے کہ یہہ صفات تو انسان کی نسبت درختون اور پہاڑون مین بدرجہا بڑہکر ہین۔ اگر یہہ امور مناط انسانیت ہین تو پہاڑ اور درخت بطریق اولیٰ مستحق اطلاق لفظ انسان ہین۔

(۱) حاصل جواب یہہ ہے کہ جس حکم کی فطرت اور طبیعت انسانی سے ضرورت ثابت کرتی ہے وہی حکم بعد صدور شرعی ہو جاتا ہے شرع عین مقتضائے طبع کے موافق وارد ہوتی ہے اور اس حکم طبعی کو بانضمام لوازم شرعی بنا دیتی ہے۔

ہندوستان کے حدیث پر عمل کرنے والے وہابی نہین

(لایق توجہ گورنمنٹ و اعیان مذہب)

نمبر (۱)

منجملہ اُن الفاظ غیر مہذبانہ کے (جو بحث و تکرار مین نا انصاف حجاولین ایک دوسرے کو کہدیتے ہین جن سے بضمن نمبر ۶ جلد ۴ مضمون (مناظرات مذہبی) مین ہم بدلایل روک چکے ہین - ایک لفظ وہابی ہے جو قرآن و حدیث پر عمل کرنیوالون کو انکے مخالف کہدیتے ہین اور درحقیقت وہ اس لفظ کے مصداق اور وہابی نہین ہین -

اُنکو وہابی کہنا ایسا ہے جیسا انکا اپنے مخالفین کو بدعتی اور مشرک کہنا - اور بعض اہل سنت کا شیعہ کو رفضی کہنا - اور بعض اہل تشیع کا سنیون کو ناصبی یا خارجی کہنا ہے مگر حقیقت و انصاف کی نظر سے دیکھا جاوے تو یہہ بھی الفاظ و القاب غالباً بیجا استعمال کیئے جاتے ہین - نہ اہل سنت بدعتی یا خارجی ہین - نہ اہل تشیع رفضی - نہ اہل حدیث ہندوستان کے وہابی -

بطور سب و شتم یا بطور حکم و افتا کسیکو کافر یا مشرک یا بدعتی بیدین کہدینا دوسرا امر ہے (جسکا بیان حکم اس مقام مین ہمارا مقصود نہین ہے اس بیان کے لیئے ایک اور مضمون بعنوان (کفر و کافر) عنقریب شایع ہونیوالا ہے) مگر کسیکا کوئی مذہبی لقب مقرر کرنا اور اسکو اس نام سے مخاطب کرنا تب ہی مناسب و زیبا ہے جبکہ وہ اس لقب کو اپنے لیئے پسند کرے اور اس نام سے اپنے اہل مذہب کو پکارتا ہو اور جو کوئی کسی لقب و نام کو اپنے لیئے پسند نکرے اور اُس سے تبری و تحاشی ظاہر کرے تو اسکو اس نام سے پکارنا اور وہ اُسکا مذہبی لقب مقرر کرنا مناسب نہین ہے - اور نہ وہ اُسکا مذہبی لقب ہوسکتا ہے -

بنائے علیہ اہل سنت جو بدعت سے بیزار ہین اور ما انا علیہ و اصحابی کو اپنا اشعار رکہتے ہین بدعتی کہنا اور اہل تشیع کو جو رفض سے محترز ہین رفضی کہنا اور سنیون کو جو حب اہل بیت کو جزو ایمان جانتے ہین ناصبی کہنا اور اہل حدیث کو جو وہابیت سے تبری و تحاشی کرتے ہین وہابی کہنا اہل انصاف کے نزدیک پسندیدہ نہین ہے۔

اس مقام مین شیعہ و سنی کی باہمی زشت خطابی سے بحث مقصود نہین بلکہ صرف اہل سنت کے دو فرقے (جن مین ایک فریق اپنے مخالف کو وہابی کے نام سے پکارتا ہے دوسرا اسکو بدعتی کے نام سے یاد کرتا ہے) کے باہمی ناملایم خطاب و تنابز بالالقاب* سے روکنا مدنظر ہے۔

پس اولاً اپنے بہائی موحدین متبعین سنت سید المرسلین کیخدمت مین ناصحانہ التماس ہے کہ اپنے اخوان دین اہل سنت وجماعت کو جو بعض فروع مین اُنسے اختلاف رکھتے ہین اور اصول عقاید مین انسے متفق ہین سنت و حدیث کو مانتے ہین بدعت کو بُرا جانتے ہین صرف ارتکاب بعض بدعات کے سبب (جو ناواقفی یا تاویل کی وجہ سے انسے سرزد ہوتی ہین) بدعتی لقب مقرر کرنا اور دایرہ اہل سنت وجماعت سے خارج سمجھنا چھوڑ دین۔ اور اس باب مین حضرت مولانا محمد اسمعیل دہلوی علیہ الرحمۃ (جنہون نے اس ملک ہند مین سنت کو بدعت سے ممیز کیا ہے اور توحید و اتباع کا طریق شہرۂ عام کیا ہے) کے قول کو ملاحظہ فرماوین۔ آپنے بیسیون امور کو جو اہلسنت زمانہ حال مین معمول و مروج ہین بدعت ٹہرایا ہے۔ ومع ذلک یہہ بہی فرمایا ہے کہ ہمارے ان باتون کو بدعت کہنے سے کوئی انکے مرتکبین کو جو اہل سنت کہلاتے ہین بدعتی نہ کہدے اور اُنکو دایرہ اہل سنت سے خارج نہ کرے۔ اسکی وجہ وہی ہے

---

* یہ سے خدا تعالی نے اس آیۃ سورہ حجرات مین منع فرمایا ہے ولا تنابزوا بالالقاب بئس الاسم الفسوق بعد الایمان ومن لم یتب فاولئک ھم الظلمون یعنی ایک دوسرے کو برے لقب سے نہ پکارو (ایسا کرنا فاسق ہونا ہے) اور مومن ہو کر فاسق نام رکہنا بُرا ہے جو (اس سے) توبہ نکریگا وہ ظالم ہے۔

جو ہم نے بیان کی ہے ورنہ قاعدہ مشہورہ قیام مبدء حمل مشتق کا موجب ہوا کرتا ہے انہیں یا کسی اور اہل علم پر مخفی نہیں ہے آپ کتاب ایضاح الحق الصریح فی احکام المیت الضریح چھاپہ قدیم دہلی کے صفحہ ۵۳ مین فرماتے ہین **مسئلہ سادسہ** باید دانست کہ ہرچند در شرع شریف بسیاری از افعال و اقوال و اخلاق از شعب کفر و نفاق شمردہ اند اما از اطلاق لفظ کافر و منافق بر شخصی خاص ہمین متبادر میشود کہ عقیدۂ کفر و نفاق میدارد وہمچنین باید فہمید کہ ہرچند ہزاران ہزار امور از قسم بدعت است کہ بارہ از آن بطریق نمونہ درینمقام ذکر کردہ شد۔ اما از اطلاق لفظ مبتدع یا صاحب بدعت بر شخصی خاص ہمین معنی فہمیدہ میشود کہ شخص مذکور عقیدہ بدعت میدارد پس بنا بر ارتکاب اقسام باقیہ از بدعۃ حقیقیہ وجمیع اقسام بدعۃ حکمیہ مرتکب آنرا مبتدع وصاحب بدعت نتوان گفت پس چنانکہ از معدود کردن بعضی[۳] افعال و اقوال و اخلاق از شعب کفر و نفاق مقصود ہمین ست کہ سامعین از آن اجتناب نمایند نہ آنکہ آنچہ در قرآن مجید از احکام کفار و منافقین از قسم قتل[۴] ونہب وسبی و ترقیق و وضع جزیہ کہ درحق کفار وارد شدہ وحرمت صلوۃ جنازہ وممنوعیت زیارت قبور ایشان ونہی از استغفار برائے اموات ایشان کہ درحق منافقین وارد شدہ بر صاحب افعال اقوال و اخلاق مذکورہ مطلقا اجرا باید کرد۔ وہمچنین از تعداد اقسام بدعۃ درین مقام مقصود ہمین ست کہ سامعین از جمیع اقسام مذکورہ اجتناب نمایند و راہ سنت خالصہ اختیار کنند نہ آنکہ آنچہ در حدیث شریف از احکام مبتدعین و اہل بدعات از قسم حبط اعمال ایشان وحرمت توقیر ایشان واجتناب از عیادت ایشان واحتراز از مجالسہ ومخالطت ایشان وممنوعیت ابتداء ومصافحہ در کلام وسلام با ایشان بر مرتکب

[۳] چنانچہ اُن افعال و اقوال کی تفصیل مضمون (کفر وکافر) مین ہوگی۔ انشاء اللہ تعالی۔

[۴] اُن ہی شروط سے اور اُن ہی لوگون کے حق مین جنکی تفصیل نمبر ۶ و ۸ و ۹ جلد ۱ و نمبر ۱ جلد ۳ و نمبر ۱ جلد ۴ اشاعۃ السنہ مین ہوچکی ہے۔ اور بعض شروط کی تفصیل اس مضمون مین بھی ہوگی۔ انشاء اللہ تعالی۔

وہبھی از اقسام مذکورہ مطلق اجرا نماید حاشا کہ کسی از منصفان حق طلب این راہ افراط و غلو پیماید نعوذ باللہ من ذلک"۔

اور ثانیاً اپنے دوسرے **بھائیون اہلسنت** کی خدمت مین مؤدبانہ التماس ہے کہ وہ اہل توحید و اتباع سنت ہندوستان کو (جو اتباع کتاب اللہ و احیاء سنت رسول اللہ شعار رکھتے ہین اور بہ تحمل تعب و مصایب اخمال و ابطال بدعات پر جنہین اکثر عوام سنی مسلمان مبتلا ہین (باوجودیکہ مذہب اہل سنت انسے مانع ہے) شب و روز سرگرم ہین اور آیۃ لا یخافون فی اللہ لومۃ لائم کے مصداق ہین اور حدیث لا یزال طائفۃ من امتی منصورین لا یضرہم من خذلہم حتی تقوم الساعۃ رواہ الترمذی۔ وقال قال ابن المدینی ہم اصحاب الحدیث کے مورد و مبشر ہین] وہابی نہ کہین اور انہین زمرہ اہل سنت سے انکو خارج نہ سمجھین

+ اس قول مجتہد مذہب و مجدد طریقت کو بعض متشدد موحدین (جو حنفیہ مقلدین کو صرف اس جرم کے بدلے کہ یہہ ایک امام کے مقلد ہین گو اور بدعات شرکیہ سے وہ بری ہون مذہب اہل سنت بلکہ دین اسلام سے خارج سمجھتے ہین اور انسے ابتدائے بسلام ناجایز جانتے ہین۔ اور اگر وہ انکو سلام کرین تو اسکے جواب مین صرف ہداک اللہ کہہ دیتے ہین اور انکے جنازہ پر نماز نہین پڑھتے اور انکے پیچھے نماز پڑھنے کو جایز نہین جانتے چنانچہ یہہ باتین ہم نے اپنی آنکھ سے دیکھین اور کانون سے سنی ہین) انصاف سے پڑھین اور اسمین غور کرکے ایسے تشددات بیجا سے (جو فرقہ خوارج کا ورثہ و شیوہ ہے انکو سوائے سلف صالحین مین کہین ان تشددات کا اثر و نشان پایا نہین جاتا) باز آئین۔

اور اگر وہ کہین کہ مولوی اسمعیل کون تھا جب انہونے ابوحنیفہ و شافعی کی تقلید چھوڑدی ہے تو اسکی تقلید کیون کرتے تو اسکا جواب یہہ ہے کہ جو کچھہ حضرت مولانا محمد اسمعیل علیہ الرحمت نے فرمایا ہے وہ عین قرآن و حدیث کا مفاد ہے۔ اور وہی صحابہ و تابعین و اہلسنت کا اعتقاد ہے۔ اسکا قبول کرنا تقلید محض نہین ہے چنانچہ اسکی تفصیل مضمون (کفر و کافر) مین عنقریب آنیوالی ہے۔ انشاء اللہ تعالی۔

+ یعنے اللہ کی راہ مین ملامت سے نہین ڈرتی۔ ※ یعنے میری امت سے ایک فرقہ ہمیشہ خداکی مدد

وہ بجز اہل سنت یا اہل حدیث یا جو اسکے معنی مین ہو کچھہ کہلانا نہین چاہتے اور اپنے لیئے وہابی لقب و نام کو پسند نہین کرتے بلکہ اسکو اپنے حق مین طعن و توہین و دشنام سمجھتے ہین اور اس سے کمال تنفر و استنکاف و انکار رکھتے ہین ۔

اس استنکاف و انکار پر انکو کئی وجوہات باعث ہین از آنجملہ ایک بڑی بھاری وجہ (جسکی طرف ہم اس مضمون مین اپنی دور اندیش گورنمنٹ کو توجہ دلانا چاہتے ہین) یہہ ہے کہ لفظ وہابی (گو لغت یا مذہب کے رو سے کچھہ ہی معنی رکھتا ہو) ایک مدت سے گورنمنٹ انگریزی سے بغاوت کرنیوالے کے معنے مین استعمال کیا جاتا ہے اور ان ہی معنی کو بعض لوگون نے اکثر آفیسران گورنمنٹ کو خیال مین جما کر انکو زمرہ اہل حدیث کی طرف سے بدظن کر رکھا ہے اور چونکہ اہل حدیث ہند ان معنی کا اثر و نشان اپنے گروہ مین نہین دیکھتے اور بغاوت گورنمنٹ کو جسکے ظل حمایت مین امن و آزادی سے بسر کرتے ہین اپنے مذہب و اعتقاد مین ناجائز جانتے ہین ۔ اس لیئے وہ اس لفظ کو اس معنی کر اپنے حق مین استعمال کرنا دشنام و توہین خیال کرتے ہین اور اس سے استنکاف و انکار اپنا مذہبی اور ملکی فرض سمجھتے ہین جیسے ہر کوئی شریف نیک معاش لفظ مفسد و بدمعاش کو اپنی نسبت اطلاق ہونیکو دشنام و توہین سمجھتا ہے اور اس سے احتراز و انکار اپنا دنیاوی و شریفانہ فرض جانتا ہے ۔

اسی وجہ کو معہ چند وجوہات کے جو اس انکار پر انکو باعث ہین ۔ اہل اسلام خصوصاً اہل حدیث کے ایک جلیل القدر رئیس و پیشوا سید محمد صدیق حسن خان بہادر نواب ریاست بھوپال نے (جنکو قصی درجہ عروج دین و دنیاوی کے علاوہ گورنمنٹ انگلشیہ مین بھی پورا قرب و اعتبار حاصل ہے اور انکا گورنمنٹ اور ملک کے لیئے خیرخواہ ہونا انکی عمدہ اور نمایان کارروائیون سے ثابت ہو کر

مین رہیگا ۔ انکو ضرر نہ دیگا ۔ جو انکو رسوا کرنا چاہیگا یہانتک کہ قیامت کا وقت آئیگا

علی ابن مدینی نے کہا کہ یہہ حدیث والے لوگ ہین ۔

جیسے جنگ کابل مین زر نقد و فوج سے مدد دینا (۲) سال تک سرکاری فوج متعینہ چھاؤنی سیہور (؟) ...

جس کی نظر سے ان کے بیان وشہادت کو ان معاملات وامور مین جنکو گورنمنٹ سے تعلق ہے صدہا صادق البیان اشخاص کے بیان وشہادت سے گورنمنٹ مین زیادہ وقعت واعتبار ہے اور ہونا چاہیئے اپنی مستعدد تالیفات (اتحاف النبلاء۔ الحطۃ فی احوال الصحاح الستۃ۔ ہدایۃ السایل الی ادلۃ المسایل۔ موائد العوائد فی عیون الاخبار والفوائد۔ روض الخصیب من تزکیۃ القلب المنیب۔ تاریخ جدید بھوپال) مین بیان کیا ہے چنانچہ صفحہ ۴ موائد العوائد مین فرمایا ہے۔ تسمیہ مسلمانان ہند کہ گورہا ویران رانہ می پرستند ومردم را از اعمال نکوہیدہ منع می نمایند بوہابیہ سخت غلط ودروغ محض است بچند وجہ اول اینکہ این قوم خود را باین نام مسمی نمیکنند چنانکہ خود را برابر شیعہ سنی مینامند ودر مقابلہ مقلدہ متبع میخوانند۔ پس اگر در گستر ایشان رائحہ از مفہوم وہابیت میبود لابد خود را موسوم میکردند باین نام واز ان استنکاف نمی نمودند۔ حالانکہ نامردم را اگر یکے بہ لفظ وہابی یاد میکنند بے شائبہ کذب چنان مینماید کہ کسے دشنام دادہ۔ چہ وقتیکہ باخود را المسنوئی

گئی تھی) کی قایمقام ریاست کی فوج متعین رکھنا (۳) ابتدا ئے جنگ کابل سے آجتک بھوپال مین آمد ورفت عربیون اور ترکیون اور ولائتیون کو موقوف رکھنا (۴) ملکہ معظمہ کی یادگار مین ایک محلہ (قیصر گنج) آباد کرکے اسمین کارخانہ جاری کرنا (۵) پرنس آف ویلز کی یادگار مین ایک ہاسپٹل جسکی تیاری مین چالیس ہزار روپیہ صرف ہوا ہے قایم کرنا (۶) لنڈن کے کالج لارڈ نارتھبروک ودہلی واندور وغیرہ کے کالجون مین چندہ معقول دینا (۷) ریلوے علاقہ بھوپال مین پچاس لاکھ روپیہ دینا (۸) لاکھون روپیہ صرف کرکے کئی سڑکین اور پل ورتالاب بنوانا (۹) رعایا سے ٹکس موقوف کرنا اور انکے سوا اور بہت سی کارروائیان مفید ملک وگورنمنٹ ریاست سے بہ تجویز نواب صاحب ہوئی ہین جب سے وہ ریاست بھوپال مین ذی اختیار ہوئے ہین۔ ان کارروائیون کی تفصیل ہم تاریخ جدید بھوپال کے ریویو مین کرینگے۔ انشاء اللہ تعالے

امامی از ایمہ مذاہب منسوب نمی کنیم و تقلید حنفی و شافعی و مالکی و حنبلی روا نمی
داریم پس تقلید محمد بن عبدالوہاب و اتباع یعنی چہ دوم آنکہ انتحال مذہبی زنداً مذاہب
صورت نمی بندد مگر بطریق تلمذ یا ارادت یا اتحاد وطن و نحو آن و در ہندوستان
مسلمانی از علماء و جہلا معلوم نمیشود کہ شاگرد صاحب نجد یا مرید یا ہموطن او باشد
پس دخول ہندیان در مذہب و طریقہ او چہ قسم متصور تواند شد سبحانک ھذا بھتان
عظیم سیوم آنکہ محمد بن عبدالوہاب مذکور از زمانہ دراز گذشتہ کہ ازین جہان
فانی پدرود کردہ احدی از اولاد و احفاد او خود در وطن وی باقی نیست کہ داعی
باشد بسوی نحلہ خود و مردم ہند این مذہب را از وی انتحال نمایند دیرباز ست کہ
فتنہ صاحب نجد سر در گریبان عدم کشیدہ و عامر داری و تاریخ تاری از کسان او باقی
نماندہ پس مذہب مسلمانان ہند را بدامن طریقہ او بستن خون انصاف از رگ اندیشہ
باطل چکانیدن ست بین نیست نجد کجا و ہند کجا چہارم آنکہ ایثار مذہبی از مذاہب
گاہی بطریق استفادہ از کتب صاحب آن مذہب می باشد چنانکہ مذہب حنفیہ ہند
ماخوذ ہست از کتب اصحاب این مذہب و مذہب+ مبتدعہ ہند ماخوذ ہست از کتب
مبتدعین و صحبت مشرکین و این وسیلہ نیز در میان مسلمانان موحدین ہند
ثابت نمیتواند شد زیرا کہ ہیچ کتابی از کتب مولفہ صاحب نجد در مدارس ہند و در
زمرہ علمائی این مملکت موجود و مروج نیست تا میتوان گفت کہ استفادہ وہابیت
از آن کتاب کردہ اند بلکہ چنانکہ مردم ہند بیشتر حنفی مذہب اند و بعضی شیعہ ہمچنین نجد ئی کور
متمذہب بمذہب حنبلی بود و خود وی ایجاد کدام مذہب و دعوت بسوی کدام نحلت

+ یہہ لفظ بالمقابلہ بولا گیا ہی ورنہ مولف کی مسلک اعتدال سی معلوم ہوتا ہی کہ ایسی الفاظ کی ساتہہ کسی سی تخاطب انکو دل سی پسند نہیں ہے ۔

؏ اور جو اسکے رسایل چھپی ہین وہ زمرہ علماء مین متداول و عام مروج نہیں ہین ۔

نکردہ۔ ومعلوم ست کہ ما مردم چنانکہ تقلید مذہب حنفیہ وشافعیہ مثلاً نمی پسندیم
ہمچنان نزد ما تقلید مذہب مالکی وحنبلی ہم روا نیست پس درینصورت تہمت وہابیت
راست نمیتواند نشست و مراد باہل اتباع آنست کہ پیروی قرآن شریف وحدیث کنند
ونماز وروزہ وحج وزکوٰۃ ونحو آنرا مطابق شرع شریف بجا آرند وقول احدی از متمذہبان
قدیم وجدید قبول ننمایند وبروفق آن در امر جہاد وجز آن کاربند نشوند۔ پنجم آنکہ
احدیرا از مردم ہند آمد وشد بملک نجد از قدیم الایام کہ زمان وجود صاحب نجد بود
نبودہ وتا زمان حاضر ہیچ یکی را نشنیدیم کہ از ہند بہ نجد از برائی اخذ مذہب بلکہ از
برائی تجارت یا کار دیگر رفتہ باشد یا راہ ورسم خط وکتابت با مردم آن ملکہ بہم رسانیدہ
پس حصول طریقہ نجدی وتمذہب بمذہب وی درین مملکت چہ قسم متصور میتواند
شد۔ آری مردم ہند از برائی حج وزیارت حرمین شریفین میروند وخود مردم آنجا
از نام صاحب نجد افروختہ میگردند زیرا کہ نجدی وہابی بلاہائی بسیار بر سر ایشان
ریختہ بود پس ہرکہ از مکہ معظمہ ومدینہ منورہ باز پس می آید وی عداوت محمد بن
عبدالوہاب ہمراہ خود می آرد مگر کسیکہ او را غرضی باین کار نیست وکیف کہ صاحب
نجد مقلد مذہبی از مذاہب اربعہ اہل سنت بود کہ آن مذہب حنبلی ست وما مردم
بمقتضائی ادلہ شرعیہ کتاب وسنت تقلید احدی نمیکنیم وآزادگی را از بند ملایان
پیشین وپسین بدل خریداریم۔ تقلید وہابیہ فرضاً اگر کند کسی کند کہ تقلید مذہبی
از مذاہب منحوتہ اسلام فرض یا واجب میدانستہ باشد وتارک آنرا بنابر
افروختن حکام انگلشیہ وہابی نام نہد۔ این عکس القضیہ بیگناہان بسیار را در دام
بلا انداختہ۔ باری الحمد للہ کہ درین نزدیکی بر حکام دانشمند حقیقت این ماجرا بر
وجہی منکشف گردیدہ ست کہ الحال توجہ برامثال این اجہال وخرافات نمے
فرمایند ومیدانند کہ منجملہ اسباب عداوات باہمی این مردم بدنام کردن کسی ست

باین اسم و رسم و در این پرده اینها خصومت باطنی خود را جلوه میدهند ششم آنکه فتنه جو مفهوم وہابیت را در ذہن حکام وقت چنین نشانده اند که اینها را که وہابیہ گفته میشود نزد ایشان جهاد کردن با دولت برطانیه فرض یا واجب ست و کشتن اہالی این دولت موجب حصول بہشت حالانکه این خیال ز البطل باطلاست بدلیلی که در حدیث متقدم تقریر آن گذشته و آنانکه اقدام بر قتل اصحاب دولت برطانیه یا دیگر مردم میکنند خود ایشان از علم و دین بی بہره محض افتاده اند ہرکه شریعت اسلام را بر وجه تحقیق می شناسد از وی ہرگز این جریمه کبیره سر زد نمی تواند شد یاد باشد که پیش ازین در ۱۲۹۲ ہجری در کتاب ہدایة السائل بذیل ذکر وہابیہ نوشته ایم که از حال ایشان و مخالفین ایشان ہیچ میرس که عجب جہل مرکب نصیب ایشان شده است و توقع خلاص ازان علی مرار الدہور منقطع گردیده و این در صفحه (۱۱۹) قلمی گشته و در صفحه (۱۲۱) تحریر کرده ایم که نه اتباع محمد بن عبدالوہاب نجدی بر ما لازم ست و نه اقتدائی عالم دیگر متحتم - و نیز در صفحه (۱۱۵) نشان داده ایم که محمد بن عبدالوہاب نجدی حنبلی المذہب بود و ما مقلد کدام مذہب نیستیم پس اتباع او بر ما در امر جهاد و جز آن یعنی چه ہفتم آنکه مورخین اسلام و مذہب عیسوی تاریخ فتنه صاحب نجد ۱۲ سکله ہجری نوشته اند و در حدود و سنه مذکور احدی از مردم مملکت ہند از ہند به نجد نرفته بلکه خود ہند را از حال نجد خبری بحصول نپیوسته تا بانتحال طریقه او چه رسد و نه امروز اخبار آن ملک تا مردم میرسد و نمیدانیم که شیوه امر نجد و ہنجار رعایا و برایائی آن الکه الان چیست غرضیکه ہیچ مناسبت دینی و دنیوی مسلمانان ہمه ہندوستان را که از انواع شرک و بدعت نہی میکنند و مردم را از کبایر و منکرات تحذیر می نمایند با نجد و اہل نجد حاصل نیست - چندی از مقلدان مذہب حنفی و مبتدعان که روزی ایشان موقوف ست بر تعصب دین و بر نذر و نیاز قبور این تہمت بر بانفان این امور لبسته اند و نزد حکام وہابی و مجاہد بودن ایشان از برائی حفظ طریقه تعصب

وتعسف خود که مخالف از اویست به تلفیق کذبات چند و بافیدن بعض مکر و زور ثابت و مشهور میکنند ولیس الامر کذالک والله اعلم بالصواب۔ سُلیم بن عامر گفته میان معاویه و میان روم عهد بود و معاویه بسوی بلاد آنها میرفت تا آنکه چون عهد منقضی شد غارت کرد بر آنها پس مردی بر اسپ عربی یا ترکی سواره بیامد گفت الله اکبر الله اکبر وفاء لا غدر چون نظر کردند دیدند که عمرو بن عبسه است معاویه او را پرسید چرا آمده گفت شنیدم که آنحضرت صلی الله علیه وسلم میفرمود من کان † بینه و بین قوم عهد فلا یحلن عهدا ولا یشدنه حتی یمضی امده او ینبذ الیهم علی سواء راوی گوید پس معاویه با مردم برگشت یعنی اغاره بر آنها نه کرد رواه الترمذی وابوداود۔ این حدیث دلیل است بر آنکه نقض عهد هر چند با غیر اهل اسلام باشد روا نیست ولهذا ابو رافع که قریش او را نزد رسول خدا صلی الله علیه وسلم فرستاده بودند خواست که مسلمان شود و باز پس نگردد آنحضرت فرمود انی † لا اخیس بالعهد الحدیث رواه ابوداود رضی الله عنه یعنی من عهد شکن نیم در حاشیه مشکوة در ترجمه لفظ اخیس گفته ای † لا اغدر ولا انقضه یعنی غدر و نقض عهد نمی کنم و ازینجاست که غدر عهد را آنحضرت صلی الله علیه وسلم منجمله خصال نفاق شمرده چنانکه در حدیث متفق علیه از روایت عبد الله بن عمرو آمده واذا عاهد غدر یعنی چون عهد میکند آنرا می شکند پس این کار نفاقست و در جای این نفاق در حدیث عمرو بن الحمق خزامی آمده که گفت سمعت رسول الله صلی الله علیه وسلم یقول من آمن رجلا علی نفسه فقتله اعطی لواء الغدر یوم القیمة رواه فی شرح السنة یعنی معاهده را کشتن سبب یافتن نیزه غدر است در روز قیامت یعنی در محشر مشهور شود که این کس عهد شکن است و هیچ بدنامی بدتر ازین رسوائی عام نیست و در حدیث ابی هریره مرفوعا آمده که

† جبکا کسی قوم سے عہد ہو وہ اسکو نہ کھولے اور نہ باندھے جب تک اسکی مدت نہ گذرے یا برابر سے اسکو اٹھالے۔ † میں عہد شکنی نہیں کرتا۔ † یعنی میں غدر نہیں کرتا اور عہد کو نہیں توڑتا۔

مَن لا یفی لذی عهد عهده فلیس منی ولست منه رواه مسلم گویا غادر را از اسلام بیرون فرمود و ابن عمر گفته آنحضرت فرمود صلی الله علیه وسلم ان الغادر ینصب له لواء یوم القیامة فیقال هذه غدرة فلان بن فلان متفق علیه و مروی از اوست حدیث انس مرفوعًا قال لکل غادر لواء یوم القیامة یعرف به و این نیز متفق علیه است و لفظ حدیث ابی سعید درین باب مرفوعًا اینست قال لکل غادر لواء عند استه یوم القیامة و در روایتی نزد مسلم باین لفظ وارد شده لکل غادر لواء یوم القیامة یرفع له بقدر غدره و فقه این احادیث کبیره بودن غدر و نقض عهد است خواه با مسلمان باشد یا نامسلمان و همین است مختار جمهور اهل علم و بر همین است عمل اهل اسلام قدیمًا و حدیثًا و از نیجاست که ملوک و سلاطین و رؤسا با هر که از اهل دولت و حکومت معاهده دوستی و صلح و نه عدم حرب و جز آن میکنند در حفظ آن عهود و مواثیق تا آخر زمان میکوشند و نقض آن خلاف شرع اسلام و منافی انصاف و داخل گناه بزرگ و بیوفائی میشناسند و این معاهده درمیان ملوک و رؤسا صورت می بندد رعایای آن ریاست نیز بدلالت تضمنی و التزامی داخل میباشد و ایفای آن عهد واجب است بر ذمه همت ایشان گو ذکر عهد رعایا در وقت آن معاهده درمیان نیامده باشد چه رئیس معاهد گویا از طرف همگنان عهد می بندد نه از طرف ذات خود تنها و معاهده وعهد او عین اقرار و اعتراف تابعان اوست دیده باشی که در زمان غدر هند لشکریان دولت برطانیه منحرف شدند و آنچه کردند براه نادانی کردند اما رؤسای هند همچنان بر معاهده خود استوار ماندند و همین است شایان شان ایشان و در خور حکم دین و ایمان ایشان. و هر که خلاف آن کرده و بکند وی نه تنها نزد حکام مجرم قرار یافته و یابد بلکه در دین خود نیز غادر و ناقض عهد و

---

* یعنی عہد کر کا عہد پورا نہ کرے وہ ہم مین سے نہین اور نہ ہم اس سے۔

+ عہد شکن کیلیئے قیامت کو دن نشان کھڑا کیا جاویگا اور کہا جاویگا کہ یہہ فلانے کا غدر ہے۔

ناکث عقد و مرتکب کبیره باشد و آنچه در پاداش آن روز حشر ببیند باو را، این آفت ست
پس گویا که اینکس درین جهان خود را از بند ایمان و عدل بیرون کرده و بیم آن جهان
را بر خود فاسد ساخته زیرا چون مضی مدت عهد در وفا بعهد و عدم غدر در شرع معتبر
ست پس بر ذمه همت هر معاهد خواه رئیس کدام ریاست باشد یا رعوی کدام دولت
واجب است که تا آن مدت معهود اندیشه نقض عهد معقود بخاطر نگذراند خصوصاً آنست
که عهود و مواثیق روسائی هند با دولت برطانیه نسلاً بعد نسل و بطناً بعد بطن معقود
شده است و بمسائل چند مربوط گشته که در عهد نامهائی هر واحد از آنها مبسوط ست۔
پس این زمره امرا و جماعهٔ روسا را که معاهد اند باین عهود مضبوط و موید هرگز نمی
رسد که سهواً از مواثیق و اعترافات محرره مقبوله طرفین برگردند و خود را بشکستن
این اقرارات و اختیار غدرات و ایثار جهادات و نحو آن رسوائی دنیا و آخرت
گردانند و بپاداش آن در هردو جهان خوار و بیمقدار گردند۔ این حرکات بی برکات
از قومی صادر شده و می شود که آشنائی ایشان باحکام شریعت خود نیست یا مقلد
مذهبی بوده اند و در آن مذهب روایات رطب و یابس از هر جنس موجود ست و ایشان
به تقلید آن آرا از رایقه در بهیچ محن و فتن دست انداخته اند و دین و دنیای خود را در
سر آن سودا در باخته۔ ورنه هر که عارف ست به کتاب و سنت و عامل ست بر آن وی
نیک میداند که وزر این جریمه در شرع تا کجاست و این علم و معرفت زاجر و مانع و عایق
و حایل و وازع اوست از گرفتاری در دام این بلا که ثمره آن در هردو سرائی
خلاف مراد این واقعه طلبان تارک دین و مذهب است و کیف که منبع جمله حیل و خدع
و آفات و وقایع و حوادث ناجایزه همین علم فقه + مصطلح ست و آلات این حیل مقالات

+ یہہ فقہ متاخرین کی نسبت کہا ہے جسمین باطل حیلون کے تعلیمات ہین۔ فقہ متقدمین آئکی مراد نہین جو حدیث من یرد اللہ بہ خیرا یفقھہ فی الدین کے مصداق ہین۔ ایسے ہی فقہ کے متبعین اس ہے پہلے چہٹی سطر مین مراد ہین نہ تمام پیروان جملہ مذاہب۔ ان مین مسائل تحقیقی و نیک نیت بہی ہین

فقہائے زمان و مقلدان دوران ست و پیشوایان این کار و گردش دہندگان این پرگار
زمرہ ملایان تقلید کیش و مبتدعان فساد اندیش ست پس بس بخلاف اہل حدیث و قرآن
و عصابۂ توحید نشان کہ در طریقہ سنیہ ایشان احداث محدثات و پیروی عقلیات و ایجاد
حیل و تجدید نحل و ملل حرام محض و ضلالت بحت و ممنوع صرف ست ۵ ما اہل حدیثیم و غارا
نشناسیم صد شکر کہ در مذہب ما حیلہ و فن نیست - و اگر نیک بنگاہی دریابی کہ مایہ فساد دنیا
و دین در ہمہ عالم عموما در مملکت ہند خصوصا ہمین گروہ است کہ خود را مقلد مذہب حنفی می
گوید و ہر کہ گور نمی پرستد و تعزیہ نمیسازد و از عبادت غیر اللہ منع مینماید و باتباع کتاب خدا
و حدیث مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم میخواند او را وہابی نامی نہد و بس شعر ہر خس و خار کہ
در راہ نمودی دارد + آن جز ای باد صبا اینہمہ آوردۂ تست - ہرگز نہ شنیدہ باشی کہ موحدی
متبعی با احدی راہ نقض عہد سپردہ یا بغدر و فتنہ انگیزی بر خاستہ بلکہ این ہمہ مفاسد
کہ در زمانہ غدر ہند ملاحظہ افتاد مجموع آن از پیش ہمین ناکسان بود تا آنکہ براہ زور و فریب
بازی و مکر بایان زمانہ تہمتش بر دیگران بستند و اہل غدر را وہابی لقب بخشیدند و در نظر
حکام عکس قضیہ جلوہ دادند - رحمہم اللہ تعالی -

۵ کار زلف تست مشک افشانی اما عاشقان * مصلحت را تہمتی بر آہوی چین بستہ اند

و درین معرکۂ انحراف جنود کہ در ۱۲۷۳ ہجری در ہند با دولت انگلشیہ اتفاق افتادہ بسیار ملاحظہ
شد کہ ہر کہ از دل دشمن سلطنت برٹش بود وی باستعمال چالاکی و چستی خود خیر خواہ و دعاگو
بر آمدہ بحصول جاہ و منصب و خلعت و جاگیر امتیاز اندوخت و جمعی ہم کہ بر تلفیق مقدمات و
تدبیر و مراوات دست قدرت نداشتند و از غایت سادگی قاصر البیان و خانہ نشین و

---

* یہہ بہی بالمقابلہ کہا گیا ہے اور اُن ہی لوگون کے حق مین ہے جو حطام دنیا کے لئے اپنے مذہب اور
دین اسلام کا خلاف کرتے ہین - اور اہل حق پر ناحق تہمتین لگاتے ہین عموما مقلدین کی نسبت
نہین کہا انمین بعض نیک نیت بہی ہین -

از سواد فساد و فتن گوشه گزین بودند باخبار مخبرین کذاب بنا بر عجز خود از بیان براهین صدق مبتلائی صدها آفات و بلیات روئی زمین گردیدند تا آنکه بعضی مصلوب شدند و بعضی بتاراج رفتند و بعضی را معیشت ضبط گردید و بعض بآب سیاه فرستاده شدند و قس علی ذلک - گذشتیم ازین و هستان اجنبی ازین مقام و آمدیم بر آنکه علمائی اسلام تصریح کرده اند بآنکه عدم وفا بعهد یکی از جمله کبائر ست - شیخ ابن حجر مکی در کتاب زواجر عن اقتراف الکبائر کبیره پنجاه و سوم را همین نقض عهد نشان داده و آنرا بقوله تعالی واوفوا بالعهد ان العهد کان مسئولا[1] و قوله تعالی یا ایها الذین آمنوا اوفوا بالعقود[2] ابتدا کرده و در آخر بحث گفته و یدخل[3] فی ذلک ما یاتی فی الجهاد ان من آمن حربیا ثم غدر به وقتله کان کبیرة انتهی و این نص ست بر آنکه غدر با حربی نیز گناه بزرگست تا به دیگری چه رسد و برین بنا اگر فرض کنیم که اصحاب دولت برطانیه در اصل محارب اند و هندوستان دار الحرب ست تاهم عهدی که درباره عدم جدال و قتال و جهاد و جز آن با ایشان بسته ایم وفا بآن عهد برما واجب باشد و نقض آن از بیائی ما کبیره بود و بعده در جزو دوم از کتاب مذکور بذیل باب الامان از کتاب الجهاد اول همین آیه شریفه مذکوره را نوشته بعده گفته و من جملتها[4] العهد

ف۱ عہد پورا کرو اس سے سوال ہوگا ف۲ ای ایمان والو عقد و عہد پورے کرو ف۳ اسی مین داخل ہے جو جہاد کے بیان مین آویگا کہ جو کسی حربی کو امان دیوے پھر اس سے غدر کرے اور اسکو مارڈالے تو یہہ بڑا گناہ ہے۔ ف۴ ازانجملہ عہد و امان ہے جو ہم مین اور مشرکون مین ہو چنانچہ بعض مفسرین نے کہا ہے۔ امام احمد و بخاری نے ابو ہریرہ سے روایت کیا ہے کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا ہے کہ خدا تعالی فرماتا ہے تین شخص ہین جنسے مین قیامت کو جھگڑونگا۔ ایک وہ شخص جو میرے نام سے عہد دے پھر غدر کرے۔ دوسرا وہ جو آزاد کو فروخت کرکے اور اسکے دام کھاوے تیسرا وہ جو کسیکو مزدور بناوے پھر اس سے کام پورا لے اور مزدوری پوری نہ دے۔ مسلم وغیرہ نے روایت کیا ہے کہ قیامت کے دن جب خدا پہلے اور پچھلونکو اکٹھا کریگا تو عہدشکن کیلئے ایک نشان

ولا امان الذی بیننا وبین المشرکین کما قال بعض ائمۃ التفسیر قال وروی احمد والبخاری عن ابی
ہریرۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال اللہ تعالی ثلثۃ انا خصمہم یوم
القیامۃ رجل اعطی بی ثم غدر ورجل باع حرا فاکل ثمنہ ورجل استاجر اجیرا فاستوفی منہ العمل ولم
یوفہ اجرہ اخرج مسلم وغیرہ اذا جمع اللہ الاولین والآخرین یوم القیامۃ یرفع لکل غادر
لواء یعرف بہ یقال ہذہ غدرۃ فلان بن فلان ۔ وروی احمد والبزار والطبرانی فی الاوسط
عن انس قال ما خطبنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الا قال لا ایمان لمن لا امانۃ لہ ولا دین
لمن لا عہد لہ ورواہ ابن حبان فی صحیحہ لکن بلفظ خطبنا رسول اللہ صلعم فقال فی خطبتہ
فذکر الحدیث واخرج الحاکم قال صحیح علی شرط مسلم ما نقض قوم العہد الا کان القتل بینہم
الحدیث ودر روایت ابو داود از صفوان بن سلیم از چند ابنائے اصحاب رسول خدا
صلی اللہ علیہ وسلم آمدہ کہ فرمود من ظلم معاہدا او انتقصہ وکلفہ فوق طاقتہ او اخذ منہ شیئا
بغیر طیب نفس فانا حجیجہ یوم القیامۃ وروی ابن حبان فی صحیحہ ایما رجل امن رجلا علی دمہ ثم
قتلہ فانا من القاتل بری وان کان المقتول کافرا واین دلیلیست بر آنکہ کشتن معاہد اگرچہ

گیرا کریگا جس سے . وہ پہچانا جاویگا اور کہا جاویگا کہ یہہ فلانے شخص کا غدر ہے امام احمد
وبزار وطبرانی نے اوسط (کتاب کا نام ہے) انس سے روایت کیا ہے کہ آنحضرت نے کبھی ہمکو خطبہ نہیں
سنایا مگر اسمین یہی کہا کہ جسکی امانت نہیں اُسکا ایمان نہیں اور جسکا عہد نہین اسکا دین نہین
ابن حبان نے اسکو روایت کیا تو یہہ لفظ کہا کہ آنحضرت نے ہمکو خطبہ سنایا تو یہہ فرمایا۔ حاکم نے روایت
کی ہے اور کہا کہ مسلم کی شرط پر ہے کہ کوئی قوم عہد شکنی نہین کرتی مگر ان مین قتل واقع ہوتی ہے
جو کسی عہدی سے ظلم کرے یا اُسکا عہد توڑے یا اس سے طاقت سے زیادہ کام لے یا اسکی کوئی
چیز بلا اذن لے لے تو مین قیامت کو اُس سے جھگڑنیوالا ہون۔ ابن حبان نے روایت کیا ہے
کہ جو کوئی کسیکو امان دیکر قتل کرے مین اُس سے بیزار ہون۔ اگرچہ مقتول کافر
ہی ہو۔

مسلمان نہ باشد مثل حکام دولت برطانیہ بعد از عقد حرام ست و پیغمبر صلعم از ناقض وی بریست + رواه ابن ماجه وابن حبان فی صحیحه واللفظ له وقال ابن ماجه فانه یحمل لواء غدر یوم القیامة واخرج ابو داود والنسائی وابن حبان فی صحیحه من قتل نفسا معاهدا بغیر حق لم یرح رائحة الجنة وان ریح الجنة لتوجد من مسیرة مائة عام وفی روایة من قتل معاهدا فی عهده لم یرح رائحة الجنة وان ریحها لتوجد من مسیرة خمسمائة عام ※ معنی الکل لم یشم الرائحة - واخرج الترمذی وقال حسن صحیح واللفظ له وابن ماجه الا من قتل نفسا معاهدة له ذمة الله وذمة رسوله فقد اخفر بذمة الله فلا یرح رائحة الجنة وان ریحها لتوجد من مسیرة سبعین خریفا واین احادیث نادی ست باعلی اصوات بانکه نقض عهد وقتل کسیکه باو عهد بسته شده است موجب گناه عظیم وجرم کبیر در دنیا وسبب رسوائی در آخرت میان اہل محشر و باعث بیزاری خدا و رسول او ست ازین کس و در نقض آن اخفار ذمه وشکستن پیمان الہی و ذمه رسالت دستگاہی ست گویا اینکس باین نقض نه تنها عقد عهد خود شکسته بلکه این عهد که در حقیقت عهد

+ اس حدیث کو ابن ماجہ و ابن حبان نے اپنے صحیح مین روایت کیا ہے - ابن ماجہ نے کہا ہے کہ وہ قاتل غدر کا نشان قیامت کو اٹھائے ہوئے ہوگا - اور ابوداود و نسائی اور ابن حبان نے روایت کیا ہے کہ جو کسی عہدی کو بلا عوض مار ڈالیگا وہ بہشت کی خوشبو نہ پائیگا حالانکہ اسکی ہوا سو برس کے فاصلہ پر پہنچتی ہے - اور ایک حدیث مین ہے اسکی خوشبو پانچ سو برس کے فاصلے سے پہنچتی ہے ※ اسکے معنے یہہ ہین کہ وہ خوشبو نہ سونگھیگا - ترمذی و ابن ماجہ نے روایت کیا ہے کہ جو کسی عہدی کو مارتا ہو وہ خدا کے عہد کو توڑتا ہے سو بہشت کی خوشبو نہ پاویگا اور اسکی خوشبو ستر برس کے فاصلہ پر پہنچتی ہے -

※ مترجم کہتا ہے یہہ اختلاف فاصلہ اختلاف درجات بہشت سے پیدا ہوا ہو یعنی بہشت کی خوشبو ستر برس کے فاصلہ پر پہنچتی ہو بعض کی سو کی بعض کی پانچسو کے -

ازطرف خدا ورسول او بود شکستن آن عقد نبوت وعهد الوهیت را بربادداده وخسران دارین از برائی خود بدست آورده ونعوذ بالله من جمیع ما کرهه الله. قال فی الزواجر هذه الثلثة یعنی قتلا وغدرا وظلما من له امان وذمة وعهد صریح هذه الاحادیث الصحیحة وهو ظاهر وبه صرح بعضهم فی قتل المعاهد وفی الغدر وقد جاء عن علی کرم الله وجهه عد من الکبائر نکث الصفقة ای الغدر بالمعاهد وصرح شیخ الاسلام العلائی بانه جاء فی الحدیث عن النبی صلی الله علیه وسلم انه سماه کبیرة لکن اعترضه الجلال البلقینی بانه لم یرد فی الاحادیث السابقة النص علی ان ذلک کبیرة قال وانما فیه وعید شدید کما تقدم انتهی والظاهر انه انما اراد بما نقل حدیث احمد والبخاری الذی قدمته انتهی. گویم در حدیث مذکور لفظ انا خصمهم آمده و خصومت باریتعالی دلیل ست بر کبیره بودن آن واحادیث دیگر موید اوست کما تقدم وبسیار چیزهاست که شارع بر آن ایعاد کرده وخود در کتاب زواجر آنرا از انجمله کبائر شمرده پس در کبیره بودن این امور شکی وریبی نیست این ست آنچه درین مسئله درین تاریخ که غره ربیع الاول ۱۲۹۶ھ هجری ست حواله قلم راستی رقم شد والله اعلم۔

+ کتاب زواجر مین کہا ہے یہہ تینون بتیں قتل۔ غدر۔ ظلم عہدی کا صریح مطلب ان حدیثون کا ہے۔ ایسا ہی بعض اکابر نے قتل عہدی اور غدر کے باب مین کہا ہے۔ حضرت علی مرتضی سے مروی ہے کہ انہون نے عہدی کا عہد توڑنے کو کبائر سے شمار کیا ہے۔ شیخ الاسلام علائی نے کہا ہے کہ آنحضرت نے اسکا کبیرہ گناہ نام رکہا ہے۔ اِس پر جلال الدین بلقینی نے اعتراض کیا ہے کہ سابقہ حدیثون مین لفظ کبیرہ صاف طور پر نہین آیا۔ ہان اسمین وعید بے شک آئی ہے۔ ظاہرا اس سے مراد وہ حدیث ہے جو امام احمد و بخاری کی گذر چکی ہے۔

یہہ جو کچھہ نواب صاحب نے فرمایا ہی وجہ ششم (منجملہ وجوہات وہابی نہونے اور نہ کہلانے اہلحدیث ہند) کی تائید ہی - اس سے بڑہکر تائید اس وجہ کی آپکی اس کلام مین پائی جاتی ہی جو اس کتاب موائد العوائد کے صفحہ ۳۲ مین آپنے فرمایا ہے

وہ یہہ

عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من آمن باللہ ورسولہ واقام الصلوۃ وصام رمضان کان حقًا علی اللہ ان یدخلہ الجنۃ جاہد فی سبیل اللہ او جلس فی ارضہ التی ولد فیہا الحدیث - وفیہ فاذا سألتم اللہ فاسألوہ الفردوس فانہ اوسط الجنۃ واعلی الجنۃ وفوقہ عرش الرحمن ومنہ تفجر انہار الجنۃ رواہ البخاری - درین حدیث دلیل است بر آنکہ جہاد با عدا فرض کفایہ است نہ فرض عین وبر آنکہ دخول جنت را ایمان و اسلام کافی است گو در وطن خود نشستہ باند وجہاد نکند و ہمین است قول جمہور اہل علم وفضائل و مناقب جہاد در راہ خدا (کہ در قران وکتب دین وارد است و این قران و این کتب در جملہ بلاد اسلام متداول است وہر کہ ومہ از اطفال و زنان و مردان عامہ وخاصہ آنرا میخوانند وتراجم آنہا در زبان فارسی و اردو در ہر ملک و دیار خصوصًا بلاد و امصار ہندوستان موجود است) ثبوت فضیلت وترتب اجر موعود بر آن منوط بحصول شرائط و احکام صادقہ آن ورنہ چنین جہاد کہ امروز عامہ مسلمین از اسباب فوز خود ونجات وبلوغ بدرجہ شہادت کبرے گمان میکنند فتنہ بیش نیست و احدی از اہل علم و معرفت بشریعت اسلام سببے آن نرفتہ چنانچہ در زمانہ برگشتگی افواج وعساکر دولت

ابو ہریرہ سے مروی ہے انحضرت نے فرمایا ہی جو کوئی خدا اور رسول پر ایمان لایا ہی - اور نماز پڑہتا ہی اور رمضان کے روزے رکہتا ہی اسکا خدا پہ حق ہوچکا ہی (یعنی خدا کے فضل اور وعدہ کے سبب اسکو ذاتی استحقاق ہی) کہ اسکو بہشت مین داخل کرے پہر خواہ وہ خدا کی راہ مین جہاد کرے خواہ اسی زمین مین بیٹہا رہے جہان پیدا ہوا ہی - اسی حدیث مین یہہ بہی ہی جبتم خدا سے سوال کرو تو فردوس مانگو وہ بیچ کا بہشت ہی اور اعلی بہشت ہی اسکے اوپر خدا کا عرش ہی اور اسی سے نکلتی ہین نہرین بہشت کی - [illegible]

انگلشیه در مملکت هند جمعی از رایان و نوابان و دیگر مردم برخاستند و باحکام فرنگ
معرکهٔ حرب و ضرب آراستند و بیهوده خیال کردند که این جهاد است و نوبت تا آنجا رسید
که زنان و طفلان بیچاره را پاره پاره ساختند و بآتش غم و غصه سوختند حالانکه این حرکت
بے برکت ایشان محض خلاف شرع اسلام بود و هرکه امروز اینچنان کند که انها در زمان
عذر کردند و حکم او همان حکم آن کسانست چه اهل علم اختلاف دارند در آنکه هندوستان بعد
از در آمدن در قبضهٔ اقتدار حکام انگریزی دار اسلام است یا دار حرب فتوی حنفیان است
که دار اسلام است و چون بر اسلام باقی ماند جهاد در آن یعنی چه بلکه گناهی از گناه و کبیره
از کبایر باشد و نزد بعضے که دار حرب است مثل علمائے دهلی و هرکه موافق ایشان در
مدارک و مفاهیم است پس نزد وے جهاد درین ملک با احدے خواه
حکام انگلشیه باشند یا غیر ایشان هرگز روا نیست ـ بجهت آنکه
تا از دار حرب هجرت[+] گزیده رحل اقامت در مملکت دیگر از دیار اسلام نیند از ند در سرزمین
دار الحرب نشسته جهاد کردن مذهب احدی از مسلمانان قدیم و حدیث نیست علاوه
آن برائے جهاد شرط نخستین بیعت کردن است باکسے که اوصاف امامت بروجه کمال
داشته باشد و اهل حل و عقد آنرا پسند کنند و مردم دانشمند صاحب رائے امامت او را
قبول دارند و بعد از بیعت بر دست او اگر دیگرے دعوی امامت کند باغی و حیا القتل باشد
و در آن معرکه زن و طفل را نکشند و این همه شروط در زمان غدر ندکوریک قلم مفقود بود
و تا زمان حاضر و وقت موجود نیز معدوم است لهذا بنائے شریعت اسلام هیچکس را از مسلمانان

+ یهه سب سے پہلی شرط جهاد هے ـ که جس قوم سے جهاد کرنا چاهیں انکے ملک و عهد مین نه رهیں ـ کیسے امن و ملک مین
رهکر اس سے لڑینگے تو بلاشبه غادر و مفسد هونگے پس جو لوگ برٹش گورنمنٹ کے عهد و سلطنت مین با امن رهتے هین
انسے باوجود اس خیال کے که وه اپنے مذهب کے پابند هین کیونکر متوقع هے که اس ملک مین رهکر اس گورنمنٹ یا رعایا سے
لڑیں ـ یا لڑنے والوں کی کسی نوع سے مدد کرین ـ یهه بات بهت توجه گورنمنٹ کے لائق هے ـ

ہند درین مملکت جہاد نمودن بلکہ اندیشہ آن در خاطر گذرانیدن نمی رسد وہر کہ میدان
صف آرائید یا بجمع مردم بر داختہ آتش جدال و قتال افروزد وی در حقیقت خلاف
منشار شرع خود کردہ باشد و بامید دروغ جان و مال خود و دیگر مردم را برباد داد
وندانستہ کہ اجر ہیچ عمل کہ از برائے خدا کنند و دران وجائے ثواب دارند حاصل نمی شود
مگر وقتے کہ آن عمل موافق حکم خدا و رسول او واقع شود وچون وقوع آن بر مقتضائے
آمال و امانی خود شد و باقیود شرع کار نماند ثمرہ آن جز خسران دنیا و آخرت دیگر نیست
مارا عجب مے آید از ان موالی ہندوستان کہ در زمانہ غدر فتوی داوند بانکہ جنگ
باحکام وقت ثواب دارد و در حکم جہاد ست آخر ما خدا این فتوی چیست بیان نمایند و نشان دہند
کہ در وقت واحد در ملک واحد تعدد ائمہ جہاد و قتل نسوان و صبیان بکدام دلیل از حدیث
و قران ثابت ست طرفہ تر آنکہ بیشتر امراء این بغاۃ ہنود بودند کہ امامت آنان در ہیچ
مذہب از مذاہب اسلام صحیح نیست **علاوہ** اش غالب مردم فوج کہ با سرکار انگریزی ریز
معرکہ طرف و مقابل شدند مسلمان نبودند و اگر گیریم کہ ہمہ نام اسلام داشتند تاہم این حرب
وضرب نمی تواند شد تا وقتیکہ ازین مملکت بدر رفتہ کدام مملکت دیگر یرا کہ سلطان آنجا مسلمان
باشد مہجر و مسکن خود ننمایند و امامی عادل متصف باوصاف امامت بہم نرسانند و این
چنین امام خود درین زمانہ عزیز الوجود ست تا آنکہ اگر رسیت رسی ملوک اسلام کہ امروز
حکمرانی در جہان میکنند صفات امامت در خود حاصل ندارند تا بکسیکہ باغیان زمانہ غدر
و واقعہ طلبان دولتخواہ ملک ستان را بر سر خود امیر گرفتند و ہمراہ او آتش فتنہ افروختہ
نام ش جہاد نہادند۔ وباین بلوائے عام خود را و دیگر حمقا را برباد دادند چہ رسد و لہذا
محققین اہل علم معارک جمعے از ملوک اسلام را کہ از برائے ملک گیری[+] محض بہت قتال و جدل
افراختہ اند مثل تیمور لنگ و امثال وی داخل جہاد ندانستہ اند علامہ[+] **شوکانی** در بدر

+ یہہ شخص ملک یمن میں ایک جلیل القدر عالم ہوا ہے اور نہدوستان کی اہلحدیث کا انکی تحقیقات و تصنیفات پر بہت اعتماد ہے۔

+ یعنے ملک گیری بغرض ذاتی نہ بغرض اغراض قومی۔

بدر طالع در زیر ترجمہ تیمور مذکور حکایت فرمودہ کہ وی در مجلس خود از اہل علم پرسید کہ انہ قد قتل منا و منکم من قد قتل فمن فی الجنة ومن فی النار بل قتلانا او قتلاکم # یکی از علماء حاضرین جواب داد کہ در حدیث آمدہ است کہ الرجل یقاتل حمیة ویقاتل شجاعة ویقاتل لیری مکانہ فمن قاتل لتکون کلمة اللہ ہی العلیا فہو فی الجنة # او کما قال یعنے اصل مقصود از جہاد اعلاء کلمہ خداست نہ مقاتلہ +

تم مین سے اور ہم لوگون سے بہت لوگ مارے گئے ہین پھر ان مین سے بہشتی کون ہوا اور دوزخی کون۔ ہمارے مقتول یا تمہارے۔

ایک شخص حمیت وجوش سے لڑتا ہے اور ایک شجاعت اور اپنی جگہہ دکہانیکو۔ پر جو خدا کا بول بالا ہونے کے لیئے لڑے وہ بہشتی ہے۔

نوٹ لایق توجہ

+ اعلاء کلمہ خدا اُسی جہاد سے مقصود ٹہرایا جاسکتا ہے جو جہاد اپنی شروط کے ساتھہ اپنے محل مین متحقق ہو اور بحکم دین اسلام وہ جہاد مشروع ہو۔ اور جو جہاد بدون شروط اور بے محل پایا جاوے جیسے کسی ملک کی رعایا کا اپنے بادشاہ سے (گو وہ غیر مذہب ہو جیسا چنانچہ رعایا ہند کی نسبت برٹش گورنمنٹ ہے) جہاد یا کسی اسلامی بادشاہ یا اسکی رعایا کا اپنے عہد اور صلح والون سے (گو وہ غیر مذہب ہون) جہاد وہ جہاد شرعی جہاد نہین بلکہ بہر اسر فساد ہے۔ اس مین اگر کوئی اعلاء کلمۂ خدا کی بہی نیت کرلے۔ اور اس سے یہی اعلاء مقصود ٹہرائے تو اسکی نیت و مقصود بے محل ہین اس سے اسکا جہاد شرعی جہاد نہین ہوسکتا۔

مذہبی جہاد جو اسلام کا ایک فرض ہے اسمین اعلاء کلمہ خدا کے مقصود ہونے کے یہہ معنی نہین ہین کہ لوگون کو کلمہ (لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ) جبراً پڑہادین اور جو کلمہ نہ پڑہے اُسکو قتل کر ڈالین۔ ان دونون فعلون سے[۵] اسلام مین صاف ممانعت آچکی ہے۔ بلکہ

۵ دیکہو آیہ لا اکراہ فی الدین اور احادیث ممانعت قتل نسوان و صبیان وغیرہ۔ حاشیة اشاعة السنة۔

اُس کے معنے

از برائی طرفداری یکدیگر و اظهار شجاعت و ناموری خود و این مقصود بعد از اعتبار شرائط و قیود مذکوره در جهاد ست و این همه درین زمان مفقود ست پس حمل این حروب و قتالات که در عموم بلوی و فتن و محن رو میدهد و غالب غدر و فساد از بهر آن میشود بر جهاد شرعی سر

اسکے معنے یہہ ہین کہ اس کلمہ اور اُن لوگون کو جو اس کلمہ کے قایل ہین غیر زنکی مزاحمت سے بچاوین اور اُن مزاحمون بے جا دست اندازی کرنیوالون اہل اسلام کو ستانیوالون سے جنگ کرکے اس کلمہ اور اُسکے لوگون کو عزت دین اور اس عزت و شوکت کے ذریعہ سے اپنی قلمرو اور اپنے گروہ مین شریعت کے احکام حدود جاری کرین اور اُن احکام حدود کا اکرام و احترام عمل مین لاوین۔ اس معنی کی تفصیل۔ راسپر دلیل اہ ہر رسالہ اقتصادی فی مسایل الجہاد مین بخوبی مذکور ہو چکی ہے جسکی اشاعت مین اب تہوڑی دیر باقی ہے اور اسکا حاصل آنرابل سید احمد خان بہادر کے رسالہ جواب ڈاکٹر ہنٹر صاحب مین بھی موجود ہے۔ اس معنی کر علاء ہر ایک مذہب و ملت کے لوگ اپنے مذہب کے لیئے چاہتے ہین اور اسی اعلاء کے قصد و نظر سے مذہبی لڑائیان کرتے ہین۔

آنرابل سید احمد خان بہادر اسی رسالہ جواب ڈاکٹر ہنٹر صاحب مین فرماتے ہین غازی یا جہادی وہ شخص ہوتے ہین جو بلا تخصیص کسی قوم و فرقہ کے ایک مذہبی لڑائی مین شریک ہو جائین۔ سابق مین تمام فرقون مین جہادی ہو چکے ہین اور اب بھی موجود ہین جو مذہبی لڑائی یروشلم یعنے بیت المقدس مین ہوئی تہی اس مین عیسائی بہی جہادی تہے۔

اس کلام سے مقصود یہہ ہے کہ مذہبی جہاد یا اسکی غرض و معنی (اعلاء کلمۃ اللہ) کو اہل اسلام سے کچھ خصوصیت نہین ہے۔ جس غرض و معنی سے اور قومین سابق مین جہاد کر چکی ہین اور زمانہ حال مین کرتی ہین۔ اسی غرض و معنی سے اہل اسلام مذہبی جہاد کرتے ہین اور اسکو اپنا مذہبی فرض سمجھتے ہین۔ پس اُن اقوام کا اہل اسلام پر بھی لازم کہنا جہاد مذہبی مزاحمت بیجا اور جبر بار روا کی غرض سے ہے کیونکر قرین انصاف خیال کیا جا سکتا ہے۔

شرعی[+] دور از مقصود ست و صاحب آن مستحق اجر و تسمیه باسم مجاہد نیست و لہذا ابن عرب شاہ
در عجائب المقدور و سیوطی در تاریخ الخلفاء بذم تیمور و مظلوم بودن معرکه او که جهاد شن نامید
بود پیر و ختہ اند و پرده از رخ شاہد مدعا بر داشتہ علما اتفاق کرده اند بر آنکه احکام شریعت تعلق
بمجرد اسم ندارند بلکه بحقیقت آن شی[ہو] و اسمار ادر تحویل احکام اسلام تاثیری نیست شوکانی
در فتح ربانی نوشتہ احکام الشریعۃ لا تتعلق بمجرد الاسم بل بالحقیقۃ لذلک الشئ قال
والاسمار لا تاثیر لہا فی تحویل الاحکام الشرعیہ باجماع المسلمین و در کتاب تنبیہ الامثال
علی عدم جواز الاستعانۃ من خالص الاموال تصریح فرمودہ است بانکہ این حروب که میان

+ ان مفسدین بلوائیون کا جہاد شرعی جہاد کیونکر ہو سکتا ہے جس حالت میں انکو عین حالت جہاد مین اور اس سے پہلے اور پیچھے شریعت اسلام سے خلاف رہا ہے۔ اکثر ان بلوون مین خصوصاً مفسدہ ۱۸۵۷ء مین ہندو پوربئے اور راجہ اور رانی تھے جنکو شرع اسلام سے قطعی مخالفت تھی اور جو لوگ نام کے پیرو اسلام تھے اکثر وہ بھی شریعت سے سروکار نہ رکھتے تھے۔ عین جہاد مین انہون نے وہ کام کئے جنسے شریعت اسلام بتاکید مانع ہے۔ جیسے بچون اور عورتون کو قتل کرنا۔ عورتون سے بدفعلی کرنا۔ اپنے ہی بادشاہ کا مقابلہ کرنا وعلی ہذا القیاس۔ اگر وہ فتح و فیروزی پاتے تو وہ ملک ہندوستان مین بجز اسکے کہ سو سو دو دو سو جورو دن کر لین یا محمد شاہ بادشاہ کیطرح ناچ و رنگ مین اپنی عمر بعیش بسر کرین اعزاز و اکرام شعائر اسلام و اقامت و احترام حدود اللہ کیا کرتے۔ اور ان کے ہمجنس سابق طالبان دنیا نے کیا کیا۔

ہو احکام شرعیہ صرف نام سے تعلق نہین رکھتے کہ (یہہ جہاد ہے اور وہ نماز ہے) بلکہ حقیقت سے متعلق ہین (جو واقعی جہاد یا نماز ہو) نامون کے احکام شرعیہ کی تبدیل مین بالاتفاق تاثیر نہین ہے۔

ملوک واقع میشود از جنس جہاد نیست بلکہ فتنہ جاہلیت است+ قال رضی اللہ انما النزاع
فی اخذ شیء من اموال الرعایا زیادۃ علی ما فرضہ اللہ علیہم فی اموالہم یاخذہ
السلطان طوعا او کرھا رضوا ام ابوا وقد یاخذون ذالک فی جہادات لا
تاتی للرعیۃ بنفع بل فیہا اعظم الضرر کما یقع بین سلاطین الاسلام
من الحرب علی بعض البلاد ھذا یرید ان تکون الولایۃ فیہا لہ والاخر یرید
ان تکون الولایۃ فیہا لہ وان ھذا لیس ھو من الجہاد الذی شرعہ اللہ
وندب عبادہ الیہ بل ھو شبیہ بالحروب الجاہلیۃ وکثیرا ما یقتل اجناد
ھولاء ضعفاء الرعایا ویاخذون اموالہم ویہتکون حرمہم وتتفق بینہم
معارک جاہلیۃ وقتلات طاغوتیۃ فلیس ھذا الا من الظلم البحت والجور الخالص
انتہی ـــ واین عبارت نص است برانکہ معرکہ غدر ہند از طرف جنود منحرفہ وجدال
وحرب ایشان ظلم خالص وستم صرف بود نہ جہاد دینی وغزو شرعی وہمین است
حکم دیگر حروب کہ از اہل اسلام برخلاف مقصود شرع واقع شود وکیف کہ معرکہ مذکور

+ آپ فرماتے ہین نزاع اسمین ہے جو لوگون کے مال قدر واجبی سے زیادہ بادشاہ (اسلام) لیتے ہین
خواہ وہ اپنی آپ دین خواہ جبر سے خواہ وہ اسمین راضی ہون خواہ انکار کرین - ایسی ہی مال
بادشاہان اسلام اون جہادون مین بہی لے لیتے ہین جنمین رعایا کا کچھہ نفع نہین بلکہ بڑا ضرر ہے
جیسا کہ سلاطین اسلام کی باہمی لڑائیون مین واقع ہوتا ہے ایک انمین سے چاہتا ہے مین سردار
ہو جاؤن دوسرا چاہتا ہے مین ہو جاؤن - یہہ وہ جہاد نہین ہے جو خدا تعالی نے مشروع کیا ہے
اور جسکی طرف لوگون کو بلایا ہے بلکہ یہہ ان لڑائیون کے مشابہ ہے جو زمانہ جاہلیت مین ہوا کرتی
تہین - بہت دفعہ انکے لشکری ناتوان رعایا کو مار ڈالتے ہین اور انکے مال لوٹ لیتے ہین
اور حرمتمین ہتک کرتے ہین اور انمین باہم زمانہ جاہلیت کیسی لڑائیان اور سرکشی والی
خونریزیان ہوتی ہین بجز ظلم محض اور جور خالص اور کچھہ نہین ہے -

سبب آفات بسیار از برائے رعایائے ہند شد و امن و آسائشے کہ بوجہ دولت انگلشیہ ہر کہ و مہ حاصل ہست یک قلم از دست رفت و جہاد از برائے امن میباشد نہ از برائے فتن و محن شوکانی رحمہ اللہ تعالے جائیکہ بہ بیان عدل حکام پرداختہ آنجا از برائے سلاطین عدل مثال حکام برطانیہ نوشتہ و گفتہ کہ اگر زیادہ نمی تواند شد باری مثل فرنگ در اصلاح رعایا و امن پیرا و رفاہ عام و نفع انام میباید بود و این شہادت ہست بانکہ قوم فرنج درین امور مقدم ست بر جمہور اہل دہور چون در مسئلہ غزوہ جہاد کہ در ہند در زمان انحراف جنود نا بہبود از دولت عالیہ برطانیہ واقع شدہ ہموارہ مردم عوام با خود قیل و قال دارند و ہر یکے بسوئے رائے میرود و ملایان فتوے ہائے دیگر گون میدہند و احدی بتحقیقت کار نمیرسد لاجرم درین مقام آنچہ بنظر راقم راجح و صحیح نمود، نوشتہ آید قبول آن و ہدایت و توفیق بدان بدست خداوند حقیقی است۔

اور جناب ممدوح کتاب ہدایۃ السائل کے صفحہ ۱۱۳ میں محمد بن عبدالوہاب نجدی (جسکی طرف موحدین و متبعین ہندوستان کو نسبت کیا جاتا ہے) کے حق میں فرماتے ہیں و رسائل او معروفست اما در دیار ہند تو الیف او نتوان یافت الا ماشاء اللہ تعالے و درین رسائل قول مقبول و مردود ہر دو ست و اشہر منکرات بروئے دو خصلت ست یکے تکفیر اہل ارض بمجرد تلفیقات کہ دلیلے بران نیست دوم تجاری بر سفک دماء معصومہ بلا حجت و بلا اقامت برہان و دیگر جزئیات کہ تابع این ہر دو خصلت باشند حقیر اند۔ اور صفحہ ۱۱۶ محمد بن عبدالوہاب کی اہل اسلام کو کافر کہنیکی غلطی اور منشاء غلطی کو بیان کرکے صفحہ ۱۱۷ میں فرماتے ہیں و ازینجا معلوم شد کہ مخالط را حکم جاحد نباشد و برین قول اطباق اہل علم از سلف و خلف و جملہ حدیث و آثار بودہ و مذہب ایشان قطع بقبح بدع و انکار محدثات و انکار بر اہل اوست و ما انکار نمی کنیم بر کفری کہ تکفیر فاحش البدعہ میکنند بلکہ او را بحال او میگذاریم و قول با تولے و لا توقف میکنیم در رد و علم او و حکم خود را در حق وے سپرد خدائے سبحانہ مے نمائیم بچند وجہ یکے خوف عظیم کہ بران وعید شدید وارد شدہ و از پنج صحابی در صحاح با کثرت طرق

وشواہد حجیت متواترہ سے گذشتہ ففی الصحیحین عن ابی ذر مرفوعاً+ من دعا رجلا بالکفر
او قال عدو اللہ الا حار علیہ ودوم امر آنحضرت صلعم بنصوص وخصوص از انس
مرفوعاً آمدہ ثلاث‡ من اصل الایمان الکف عمن قال لا الہ الا اللہ ان لا تکفرہ بذنب
ولا تخرجہ من الاسلام اخرجہ ابوداود فی الجہاد ابو یعلی وابن عدی
واقل احوال این حدیث آنست کہ حسن باشد و در معجم کبیر طبرانی از ابن عمر مرفوعاً آمدہ کفوا
عن اہل لا الہ الا اللہ لا تکفروہم بذنب من کفر اہل لا الہ الا اللہ فہو الی الکفر اقرب# واز ہفت
صحابی بعبارات متفرقہ در کتب شتی مرفوعاً وارد شدہ منہا اقتلتہ بعد ان قال لا الہ الا اللہ ما تصنع بلا الہ
الا اللہ و این روایت علاوہ صحیح مذکور است و صحابہ بر آن عمل کردہ اند عن جابرھ قیل لہ
ہل کنتم تدعون احدا من اہل القبلۃ مشرکا فقال معاذ اللہ وجزع لذلک
اخرجہ الطبرانی فی الکبیر وابو یعلی سوم عفو کردن از خطا و آیات و احادیث درین

+ جو کسی کو کافر کہتا ہے یا خدا کا دشمن وہ کہنا اسکی طرف عائد ہوتا ہے (یعنے اگر وہ ویسا نہو)

‡ تین چیزیں ایمان کی جڑیں ہیں لا الہ الا اللہ کہنے والے قتل وغیرہ سے رک جانا۔ نہ اسکو کافر کہو۔ نہ کسی گناہ کے سبب ایمان سے نکالو۔ باقی دو چیزوں کا ذکر مولف نے بنظر اختصار چھوڑ دیا ہے انمیں ایک جہاد ہے (انہی شروط و تفصیل سے جسکا ذکر وبیان اسی مضمون مین بخوبی ہو چکا ہے کوئی حرف نقطہ جہاد اس مقام سے نہ لی جاوے گی) دوسرا ایمان بتقدیر

لا الہ الا اللہ کہنے والوں سے رک جاؤ انکو گناہ کے سبب کافر نکہو جو کوئی لا الہ الا اللہ کہنے والے کو کافر کہیگا وہ آپ کفر کے قریب ہوگا۔

ہو کیا تو نے اسکو لا الہ الا اللہ کہنے کے بعد مار ڈالا اس لا الہ الا اللہ کو کیا کریگا یعنے قیامت کے دن کیا جواب دیگا۔

ھ جابر سے کسی نے پوچھا تم (صحابہ) کسی اہل قبلہ کو مشرک کہا کرتے تھے۔ انہوں نے کہا معاذ اللہ اور یہ بات سنکر گھبرائے۔ مترجم کہتا ہے اس مسئلہ عدم تکفیر اہل القبلہ کی تفصیل اشاعۃ السنہ نمبر ۸ جلد (۲) مین دیکھنی چاہیے۔ اور اسکا تتمہ مضمون (کفر و کافر) میں

[illegible]

باب بسیار آمده و ظاهر آنست که اہل تاویل خطا کار اند و علم بتعمد ایشان حاصل نیست زیرا که
از جنس علم باطن ست که جز خدا کسی انرا نمیداند چہارم آنکہ ہرگاہ خارجی آنحضرت صلی اللہ
تعالی علیہ و آلہ و بارک وسلم را گفت □ اعدل یا محمد واللہ ان ہذہ قسمۃ ما ارید
بہا وجہ اللہ و تکلم باقبح کلام وظن باسوء ظنون کرد تکفیر وی نفرمود اگر تکفیر میکرد
قتل او واجب می شد زیرا که وی بر شہادت حق باقی بود ہمین تجویز ذنب بر معصوم کرد
وکذلک حاطب بن بلتعہ را باوجود مودت باہل کفر تکفیر نفرمود حال انکہ بنص تلقون الیہم
بالمودة تولی او بمودت ثابت گشته پس ثابت گردید کہ موالات محرمہ باجماع ہمانست کہ کافر را بجہت
کفر و عاصی را بجہت عصیان وی دوست دارد بلا عذر و مصلحت پنجم آنکہ او تعالے الفرموده ما
بہ تحریم تفرق در کتاب عزیز و عبارت کثیرہ شتی در کتاب و سنت مطہرہ درین بارہ وارد
شده و ہیچ چیز فاحش تر در تفرق از تکفیر با دلہ محتملہ کہ معارضہ او بمثل ممکن ست و بدان
توصل بسوئی جمع کلمہ نتوان کرد نیست و نہ چیزے اعظم تر از تنافر و تعادی و تباین باشد
و در وی ضعف اسلام و تقلیل مسلمانان و توہین مومنین است قال اللہ تعالی + یا ایہا الذین امنوا
اتقوا اللہ حق تقاتہ ولا تموتن الا وانتم مسلمون واعتصموا بحبل اللہ
جمیعا ولا تفرقوا تا آخر دو آیۃ کریمہ و بعد این ہر دو آیہ ولا تکونوا ‡ کالذین تفرقوا
واختلفوا من بعد ما جاءتہم البینات واقع شدہ و در قرآن کریم ازین جنس بیان
کثیر طیبست ولا تنازعوا فتفشلوا وتذہب ریحکم ‡‡ و قولہ ان اقیموا الدین ولا تتفرقوا فیہ

□ اے محمد انصاف کرو۔ تمہاری اس تقسیم مین خدا کی رضامندی مطلوب نہین۔

+ ایمان والو خدا سے ڈرو جیسا کہ چاہئے اور مرتے وقت تک مسلمان رہو اور اللہ کی رسی (یعنی دین) کو ملکر تھامے رہو اور آپسمین پھوٹ نہ ڈالو۔

‡ اور ان لوگون کے سے نہو جاؤ جو متفرق ہوئے بعد اسکے کہ انکی پاس احکام و نشانات پہنچے۔

‡‡ آپسمین نزاع نہ کرو بزدل ہو جاؤ گے اور تمہاری عزت جاتی رہیگی ‡‡‡ دین کو قایم رکھو اور اسمین پھوٹ نہ ڈالو۔

‡‡‡ توہین پیغمبر کے عوض دشمن امین جو اس سے سرزد ہوئی۔

وقوله الذین فرقوا دینهم وکانوا شیعا لست منهم فی شیء[+] واصلاح ذات
البین افضل از عامهٔ صلوة و صیام و افساد اوست که حالقه باشد نمیگویم حالقهٔ موی ست
لیکن حالقهٔ دین و احادیث صحیحهٔ کثیرهٔ متواتره درین باب بسیار است ششم آنکه توقف از
تکفیر نزد تعارض و اشتباه اولی و احوط باشد زیرا که خطا در وقف بر تقدیر بودن او
تقصیر است در حقی از حقوق غنی حمید واسع العفو اسمح الغرماء وارحم الرحماء
واحکم الحکما تعالی شانه وخطا در تکفیر بتقدیر وجودش از اعظم جنایات
بر عباد مسلمین مومنین و مفاد حب و نصر موجبهٔ الٰهی ست و فی ذلک احادیث جمة هفتم
آنکه خطا در عفو بهتر از خطا در عقوبت باشد و از قرآن عظیم معلوم میشود که الله تعالی
ذم خاطی نکرده چنانچه در قصهٔ داؤدؑ و سلیمانؑ در کریمه اذ یحکمان فی الحرث دلالت ست
بران و همچنین در قصهٔ ابراهیمؑ و لوطؑ یا ابراهیم اعرض عن هذا و در قصهٔ عیسیؑ وان
تغفر لهم و در صلوة و استغفار آنحضرت صلعم بر منافقین حال آنکه طریقهٔ اسلام توقف
ست در حق کسیکه بدعت وی فاحش گشته و مقارب کفر گردیده ولای او نباید و نیز برای
او دعا برحمت و مغفرت شاید مگر آنکه مسلمانان بطور حذر از ولا اعداء الله در باطن گریز نمایند
و پناه بخدا از آنکه دشمنان او را دوست داریم بلکه انکار بدعت او شان میکنیم و تامی توانیم
کراهت و نهی و تبری می نمائیم از آن و خدا گواه ست و عالم الغیب آگاه که هرگز دوستدار دشمنانش
او نیستیم بلکه عدو او شانیم یا الٰهنا اللهم ما صلیت من صلوة فعلی من صلیت وما لعنت من لعن
فعلی من لعنت اخرجه احمد والحاکم وصححه و این حدیث شاهد صحت اعتقاد اجمالی نفع
اوست حاصل آنکه تکفیر اهل ارض عموما و نبا را راقت و مار معصومه بران چیزی مذموم نامحمود
غیر ثابت از شرع شریف ست ۔

اور بصفحہ ۱۱۹ موحدین ومتبعین ہندوستان کی تاریخ بیان کرکے انکو وہابیت سے
متہم ہونے کی وجہ بیان کرتے ہین آنا وہ بیہ ہندیس از حال ایشان ومخالفین ایشان

[+] جنہوں نے دین مین پھوٹ ڈالی اور گروہ گروہ ہوگئے تو انمین سے نہین ۔

ہیچ میرس کہ عجب جہل مرکب نصیب ایشان شدہ توقع اخلاص ازان علی مر الدہور منقطع گردیدہ
اجمالاً حکایت ماجرائے ایشان این ست کہ تا در ہندوستان اسلام آمدہ مسلمانان اینجا بہ تبعیت
کہ ملوک بحکم الملک والدین توامان والناس علی دین ملوکہم حنفیہ بحت بودند و قرون
متطاولہ برین حال گذشت تا آنکہ در عہد سلاطین تیموریہ رواج علم بیشتر شد و علما و فضلا از
ہر جا مطلوب شدہ بمناصب گرانمایہ از قضا و افتا ممتاز شدند و طرح اقامت درین کشور
انداختند و جوق طلبہ علم بہم رسیدند و گرم بازاری علوم نقلیہ و فنون عقلیہ شد تا آنکہ در عہد
عالمگیر بادشاہ فتاوی ہندیہ بنام او تالیف شد و جمعی از اہل علم کہ من جملہ ایشان یکی شیخ
عبدالرحیم دہلوی والد بزرگوار شاہ ولی محدث دہلویست قیام بسرانجام این مرام کرد
و این کتاب دستمال مفتیان و قاضیان گردید و از ہند بعرب و روم رسید و عالمگیر شد چون
آن دور آخر شد شاہ ولی اللہ محدث کہ در علم و عمل ہمسر خود در عرب و عجم نداشت و خاندان او
حنفی مذہب بود از اولاد عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ در تالیف خود تخریج و تفریع را مفرد
داشت و تفریع را تابع تخریج کرد و برین بنا در مسائل اعتقادیہ و احکام فرعیہ اقوال ضعیفہ را
از قویہ جدا کرد و تمام اہل اسلام را ہدایت بسوئے اتباع نمود و در غیر منصوص تابع حنفیہ ماند و قشر
آنرا از لب منفصل ساخت و جادۂ تطبیق و توفیق در مذاہب اربعہ با تقدیم احکام سنن بسپرد
و بعد از وی پسرانش ہمبرین نہج قیام کردند و در فتوی و قضا اتباع سنت را مقدم داشتند
و حق تعالی ایشانرا با علم کامل عقل شامل ہم بخشیدہ بود کار خود کردند و نزاعے در میان نیامد
چون در اوایل سال سیزدہ صد از ہجرت رنگ گیتی دگرگون شد بنا بر برہمی سلطنت اسلام و طوائف
الملکی و قلت علم و شیوع جہل و کذب و رواج طرائق متصوفہ و اقتصار بر درس فنون عقلیہ و انہماک
د...ان و عدم مبالات بعلوم سینہ عجب ضعف اسلام و قوت رسوم کفریہ و شرکیہ و بدعیہ پیدا گردید
ناچار حق تعالے محمد اسمعیل بن عبدالغنی بن ولی اللہ محدث و اصحاب و احباب و تلامذہ و اتباع
ایشانرا بسوئے ہدایت خلق توفیق خیر رفیق گردانید و ایشان دعوت خلق بسوئے دین حنیفی کہ از مرور

وہو رمندرس شدہ بود و بجائے آن شرک و بدعت نشستہ کردند و ہرچہ حق جد وجہد در ترویج شریعت حقہ بود بزبان و بیان وتالیف کتب و رسائل بجا آوردند و عمل بحدیث را جلوہ استحسان در نظر زمانیان دادند فوج فوج خلق ببرکت خلوص نیت و وعظ سراپا رحمت وامنیت ایشان راہ یاب شد و توحید را از شرک وسنت را از بدعت بازشناخت و آثار کفر محو شد و مساجد و مدارس معمور بعبادت و علم گردید کہ ہنوز آن برکت از در و دیوار ہند نمایان ست و مثال باران برعی کے اہل ایمان ریزان جمعے از علمای سوء و نیا طلب بیزرادگان نکس طینت بدمشرب کہ در معاش ایشانرا ازین اصلاح عقاید عامہ فتور دست بہم داد و کسر شان وحط رتبہ خود دیدند بمدافعہ آن برخاستند و برای تحریش عوام واغوای انام این جماعہ را منسوب بوہابیہ ساختند حال آنکہ نیک میشناسند کہ خاندان محمد بن عبدالوہاب بیت علم حنابلہ بود و خاندان ایشان بیت علم حنفیہ ست و ایشانرا با اوشان ہیچ علاقہ تلمذ یا ارادت یا ہموطنی یا صحبت یا معرفت گاہی نبودہ پس الصاق این جماعہ ہند بجماعہ اہل نجد یعنے چہ و از کجا صحیح تواند شد بلکہ ہنوز با وجود انقضای عہد سعادت مہد ایشان کدام کتاب یا رسالہ از مؤلفات اہل نجد در ہند در میان عصابہ بالخصوص مروج نیست از ہند تا نجد مراحل بعیدہ و منازل شاسعہ درمیان ست و بحر محیط حائل و طریق آمد و شد یکدیگر مسدود و ہمچنین در اخلاق و عادات معاشیہ و معادیہ میان ہر دو بون باین علاوہ آن گاہی این جماعہ تقریراً و تحریراً ادعای وہابیت خود نکردہ و نگفتہ کہ انحصار حق در طریقہ اہل نجد ست یا ما و اہل نجد ہم مذہب ہستیم اینک تصانیف علمای دہلویہ موجود ہست ہرکہ شک کند در آن نظر نماید و دلیلے از آن بیارد تا جواب دادہ شود مجرد ادعا محض افترا مفید مدعا نیست و کاری از پیش نمے برد۔

اور بصفحہ ۱۴۱ و ۴ بی کہنے کے کئی اور وجوہات و معانی جو لوگون نے اپنے خیال مین ٹھہرا رکھی ہین بیان کرکے اخیر مین فرماتے ہین کہ ہندوستان مین وہابی کوئی نہین ہے چنانچہ لکھتے ہین و بالاتر از ہمہ آنست کہ در امصار ہندیہ ہر جا معنے وہابیت جداگانہ تراشیدہ اند مثلاً در بنگالہ

دوم آنکه وهابی کسی ست که گور پرستی و تعزیه داری و استعانت باولیا و تصور شیخ و مجلس میلاد
نبوی و نذر رسول صلعم و امثال آن نمیکند و در حیدرآباد وهابی آنست که سینه بی سنی
نو شده و سراویل تا نیم ساق می پوشد و ریش نمی تراشد و مقید صوم و صلوة است و نحو آن و در
بندر ممبئی وهابی کسی ست که شیخ عبدالقادر جیلانی حنبلی المذهب را متصرف در عالم اعتقاد نمی کند
و انکار انعقاد محافل موالید می نماید و نزد اهل پورب از بلاد شرقیه هند و حرمین شریفین
وهابی آنست که تقلید مذهبی خاص از مذاهب اربعه که محدث بعد قرون مشهود لها بالخیر ست
نمیکند و عمل بسنت می نماید و نزد جمعی وهابی نام کسی ست که جامع این خصال باشد و در هند
لفظ وهابیه مقابل لقب مبتدعه میشود و مبتدعه کسانی هستند که تعصب در تقلید مذهب میکنند
و عمل بحدیث را جایز نمیدارند و در تعظیم مشایخ و اولیا و زیارت مزارات ایشان بقصد
استفاده از روح اموات باعتقاد تصرف شان در عالم ناسوت و اطلاع بر غیبات قدم
اقامت افشرده اند و انواع شرک و بدعت مقبول و معمول ایشان ست و لا یزال میان جهله
فریقین صناف تعصب و تشدد با تکفیر و تضلیل یکدیگر روز افزون و زلازل و قلاقل بوقلمون
پیدا ست و درین حیص بیص انچه حق بحت و صدق صرف بود پنهان ماند الا ما شاء الله تعالی
و از اعظم مفاسد فرقه مبتدعه و مکائد این قوم یکی آنست که در اذهان حکام انگلشیه
که بادشاه حال هندوستان اند حالی و راسخ کرده اند که زمره موسومه بوهابیه دشمن شما
و در اندیشه برگشتن شما هست و حکمرانی شما را بدل نمی پسندد حال آنکه بر فرض محال اگر
ایشان وهابیه باشند تا هم این معنی بوئی از راستگوئی ندارد زیرا که بر تقدیر هندوستان
نزد وهابیه دار الحرب خواهد بود نه دار الاسلام و جهاد و غزو در عین دار الحرب بحالت
اقامت در انجا نزد ایشان جائز نیست و در غدر هندوستان کسانیکه بنام نهاد جهاد
بجنگ برخاستند خطائی فاحش کردند زیرا که شرائط جهاد مطابق کتاب و سنت یافته
نشده و اگر هست بدرستی مقصود بسیاری از ایشان جهاد و دین پرستی نبود و سودای خام ملک

ستانی وحصول مرز باقی بود الا من رحمه الله تعالی و آن جماعهٔ قلیل که بخلوص نیت وحسن عاقبت جان
خود درین بلوائے عام فنا ساختند گرفتار اشتباه وخطای اجتهادی شدند والعلم عند الله تعالی
حاصل آنکه در ہندوستان کسی وہابی نیست وتسمیه اہل اتباع بوہابیه تحکم بحت یا تہکم صرف مبنی بر غرور
وخدع وزور وتعسف وجور است پس بس واتباع سنت ہرگز قاضی بفساد ومفتی بجہاد الآن
در بلاد ہندیه نیست باقی ماند آنکه نفس جہاد با کفار وفضیلت آن در شرع اسلام ثابت است
وایقاع آن بوجود شرائط صحیحه بلفتوی پس ہیچ مقلد ومتبع وہابی ومبتدع در ان مخالف
نمی تواند شد وحکم غدر را منسوخ ثابت نمی تواند کرد ومجرد ثبوت وصحت کدام حکم در شریعت
مستلزم وقوع آن عقلاً وشرعاً نیست غرض که القاء این وساوس از طرف طائفه مبتدعه در
اذہان حکام انگلشیه مبنی بر اقتضاء اہواء نفوس اماره وتوہین مسلمانان راست باز درست
کردار وحصول زخارف فانیهٔ دنیا برائے خود ومحروم ساختن غیر از تمتع مستعار است وحکام وقت
که عارف بدین اسلام واحکام اہل ملت نیستند اگر بگفته ونوشته ایشان دار وگیر جماعهٔ مومنین وعصابهٔ
متبعین کردند ومیکنند معذور اند اما ایشان را نجات از وزر این کذب وبہتان ووبال این
طائفه کبری معلوم بلکه بسیار دیده وشنیده باشی که باداش کردار بد وکیفر فعل سوء خود ہمدرین
دار ناپایدار یافتند وآنچه کاشتند ہمان درو کردند ؎ تو ہم شب را بسر کی می بری ای شمع
کم فرصت ٭ گرفتم سوختی پروانه آتش بجانے را ٭ ونعم ماقیل ؎ دیدی که خون ناحق پروانه
شمع را ٭ چندان امان نداد که شب را سحر کند ٭ عقوبات اخروی ومصائب آنجهانی ہنوز دیدنی
وچشیدنی ست نسأل الله سبحانه وتعالی العافیه والسلامه فی الدنیا والآخره۔
اور جناب ممدوح روض خصیب کے ص۱۸۶ مین فرماتے ہین اگر گویند که وہابی نام کسی که با دولت انگلشیه دشمنی وبرایشان
جہاد را فرض میداند پس در جوابش ہمین قدر کفایت باشد که مسئله فرضیت جہاد بے شبہه
قرآن وحدیث ودر ہر کتاب مذہب از مذاہب موجودهٔ مسلمانان عرب وعجم مذکور است
واین کتب در ہر ماه وعام خاص در مملکت معموله سرکار عالیه انگلشیه از ہند وسند وغیره آن

بپیرایهٔ طبع پوشیده عالمگیر میگردد و هر زن و طفل در آن فضائل جهاد و حکم آن میخوانند و اعتقاد
خود بفرضیت آن درست میسازد پس حجر بر بعض کتب و بعض اشخاص و قطع نظر از بعض یعنی چه
آنانکه دیگران را وهابی نامند و جهاد را بسوی ایشان منسوب میسازند و باین حیله گری حکام
را از بعض غفلت منشان بر سر انتقام کشیدن می آرند از ایشان باید پرسید که در کتب درسیه
و مذهبیهٔ شما نیز حکم جهاد با مخالفان اسلام مرقوم است یا نه و بعد از آنکه مرقوم است اعتقاد
بحقیت آن دارید یا نه و اگر دارید پس وجه تقاعد از ان چیست و نیز جهاد خاص با نصاری است
یا با دیگران نیز روا است شک نیست که احدی از ایشان انکار نتوان کرد از آنکه این
مسئله در کتب ایشان موجود است و وی بدان معتقد است مگر اینقدر خواهد گفت که جهاد
موقوف بر وجود شرائط مشروط است که در سنت صحیحه یا کتب مذهبیه فقهیه مرقوم اند و تا آن
شرائط یافته نشوند جهاد هرگز جایز نیست و اگر کنند خلاف شرع خود کرده باشند و درین
صورت چون اندار کار غزو و جهاد با مخالفان اسلام بالتخصیص حکام فرنگ برین معنی مقصود
آمد پس بالیقین میتوان گفت که امروز در ممالکت هند از کلکته تا پشاور و از گجرات سند تا دکن
مثلاً بلکه در چهار دانگ این اقلیم کسے نباشد که معتقد جواز جهاد و قتال با دولت برٹش خواهد
بود زیرا که شروط این عمل یکسر درین وقت درین کشور مفقود است و اجتماع آن شروط
و ضوابط در مردم این روزگار خیلے دشوار می نماید پس این خیال باطل و تعلیل مهمل
و تصور مختل که مجرد وجود این مسئله در کتب اسلام و شیوع درس و تدریس آن در طلبه
علم مبین مخالفت و بغاوت است یعنی چه و همین است حال دیگر مسائل که مماثل این مسئله باشد
آیا کتاب الجهاد در درمختار و فتاوی عالمگیری و قاضی خان و کنز و شامی و نحو آن نیست
یا خاص بکتب همین اهل سنت است پس پس اهل بدعت تقویة الایمان و نصیحة المسلمین
و کتاب التوحید و اقتفاء الصراط المستقیم و امثال این رسائل را کتب مذهب وهابیه
نامیده اند انصاف باید کرد که درین رسائل مسائل جهاد کجا است انچه هست همین دعوت است

بسوئے مراتب تقوی وطہارت وہدایت وارشاد ؎ چشم بداندیش کہ برکندہ باد ؛
عیب نماید ہنرش در نظر ؛

اور صفحہ ۱۸۹ فرماتے ہین و اگر بحکر و اندیشہ جنگ نمودن با سلطنت انگلشیہ یا دولت دیگران استحقاق این تسمیہ دارد ہر کہ از ابتداء عمل برطانیہ در ہند با ایشان پیکار کردہ ودر زمان غدر ہندوستان از جنود نابہبود بمقاتلہ و تاراج پیش آمدہ ہمہ باید کہ وہابی باشند خواہ ہنود اند خواہ مسلمان وخواہ اہل ملت دیگر تخصیص ہیچ مشتے اہل تقوی باین اسم و رسم چیست بلکہ آنچہ پیش ما محقق شدہ آنست کہ ہمین زمرہ واقعہ طلب فساد انگیز حکام وقت را کہ اطلاع بر حقائق این امور ندارند مغالطہ دادہ اند و تمشیت عداوت باہمی خود درین پردہ وانمودہ کار از پیش بردہ اند دب منتہو رہا لا اصل لہ ونہ در حقیقت ونفس الامر و در واقع قطعاً ویقیناً ہیچ قومی دوستدار تر از اہل تقوی وارباب دیانت بحق دولت انگلشیہ نیست کہ طریقہ ایشان مبنی ست بر نمایت عدالت وحفظ از نقض عہد وحرمت بغاوت ونحو آن ؎ درد دلم کہ پیش تو افسانہ بیش نیست ؛ چشم ستارہ را ترہ خون فشان کند

اور جناب ممدوح نے کتاب اتحاف النبلاء اور حطہ مین محمد بن عبد الوہاب نجدی کی اون برائیون کو جو ص ۲۶۱ مین منقول ہوئی ہین بیان کیا ہے -

حطہ کی عبارت یہ ہے واشہر ما ینکر علیہ† خصلتان کبیرتان الاولی تکفیر اہل الارض بمجرد تلفیقات لا دلیل علیہا - الثانیۃ التجاری علی سفک الدم المعصوم بلا حجۃ وبرہان

اور اتحاف النبلاء کی عبارت بعینہ اس عبارت حطہ کا ترجمہ ہے -

ان عبارت مختلف تالیفات کو جو مختلف زبانون مین مختلف بلاد وامصار مین شائع وذائع ہو رہی ہین اور گروہ اہلحدیث ہندوستان مین کمال وثوق واعتبار کے ساتھ متداول ہین گورنمنٹ اور ملک اور اعیان مذہب غور کی نگاہ سے

† بڑی مشہور ہیکہ ان خصلتون سے جنکو برا سمجھا جاتا ہے دو ہین لوگون کو بلا وجہ کافر کہنا اور بلا وجہ خونریزی کرنا -

سے دیکہین کہ یہہ لوگ کس شہرت و اعلان کے ساتہہ وہابی ہونے سے (کیا ازروے مذہب اور کیا از روی فرائض ملک و سلطنت) انکاری ہین اور انکو محمد بن عبدالوہاب (جسکی طرف وہ ناحق منسوب کئے جاتی ہین) اور انکی دو خصلتون سے (جنمین وہ عام مسلمانون کے خیالات اور اصول سلطنت کا مخالف ہے) کیسی نفرت ہے اور انکو اسکی طرف منسوب ہونے سے کیسی عار ہے۔ بااین ہمہ ان لوگون کو وہابی کہنا یا اسکو جائز رکہنا انصاف (جو مذہب وسلطنت کا اصل اصول ہے) کیونکر ہوسکتا ہے۔

گورنمنٹ تو نہین کہہ سکتی کیونکہ اسکو کسیکے مذہب سے بحث نہین مگر شاید اہل مذہب کہین کہ اہل حدیث ہندوستان کو محمد بن عبدالوہاب سے (اون دو خصلتون مین نہی) اور بعض مذہبی باتون مین تو مشابہت و مشارکت ہے (جیسے جہر امین یا رفع یدین کرنا قبرون کو نہ پوجنا۔ مردون سے مدد نہ چاہنا و علی ہذا القیاس) اسلئے انکو مذہب کے رو سے وہابی کہنا جائز ہے۔

اسکا جواب بہی نوابصاحب ممدوح نے بخوبی دیدیا ہے جسکا حاصل مع التشریح والتمثیل یہہ ہے کہ جن باتون مین اہلحدیث ہند کو محمد بن عبدالوہاب سے مشارکت و مشابہت ظاہر ہے بعینہ اون ہی باتون مین اور اہل مذہب کو بہی اوس سے مشارکت حاصل ہے دیکہو رفع یدین و آمین بالجہر شافعی وغیرہ تمام بلاد عرب (مکہ مدینہ وغیرہ) اور بعض بلاد ہند (بمبئی کلکتہ وغیرہ) مین کرتے ہین اور قبرون کے پوجنے اور مردون سے مدد مانگنے سے تمام اہل مذہب حنفی شافعی جو ٹہیک مذہب پر ہین منع کرتے ہین اور خود ان مذاہب کے بانی اور حامی ان باتون سے منع کر گئے ہین چنانچہ کتب متداولہ اہل مذہب (درمختار رد المحتار و عالمگیری وغیرہ) اسپر گواہ ہین اور سوائے ان باتون کے اور باتون مین تو ہر ایک مذہب (شیعہ سنی۔ خارجی۔ ہنود۔ یہود۔ عیسائی ہم کو محمد بن عبدالوہاب سے کسی نہ کسی بات مین مشارکت و مشابہت حاصل ہے۔ خدا کی ماننے اور رسول (جسکو کوئی رسول سمجہے کے

برحق جاننے مین یہہ سبہی ایسے مشارکت رکہتے ہین اور خاص کر آنحضرت کو رسول ماننے مین خاص کر اہلا می سب فرقے ایسے مشارکت و مشابہت رکہتے ہین پہر چاہئے کہ اس مشارکت و مشابہت کے لحاظ سے سبہ ہندو عیسائی یہود شیعہ سنی خارجی وغیرہ لوگون کو وہابی کہا جاوے اور اگر ان سب فرقون کو اس مشارکت جزئی کے سبب و لحاظ سے وہابی کہنا جایز نہین ہے تو پہر ان مظلوم بیچارے اہلحدیث کو اس مشارکت جزئی کے سبب کیون وہابی کہنا جایز سمجہا جاتا ہے باوجودیکہ وہ وہابی ہونے سے ایسے انکاری ہین جیسے مسلمان عیسائی یا ہندو ہونے سے اور سنی شیعہ یا خارجی ہونے سے انکاری ہین -

اسباب مین ہمکو کئی اور وجہ سے بہی بحث کرنی مدنظر ہے از انجملہ ایک یہہ کہ جو کچہہ ہمنے لکہا ہے صرف ہماری یا نواب صاحب بہوپال کی راے ہی یا یہہ عام قوم اہلحدیث کی دوم یہہ کہ اہلحدیث کا چال چلن کیا کہتا ہے - سوم - یہہ کہ سرحدی اقوام کو (جو اکثر گورنمنٹ کی بغاوت مین سر اُٹہاتی ہین اور وہ عام نا واقفون مین وہابی کہلاتے ہین) اہل حدیث ہند سے کیا مناسبت یا تعلق ہے - اسی قسم کی اور وجوہات ہین ان سب وجوہات سے ہم آیندہ نمبرون مین وقتاً فوقتاً بحث کرینگے - اسی نظر سے ہم نے اس مضمون کو (جو لکہہ چکے ہین نمبر (۱) سے تعبیر کیا ہے پس ناظرین عموماً و ہماری مصلحت اندیش گورنمنٹ خصوصاً انصاف و توجہ کی نگاہ اسطرف رکہین -

ہرچند آنرابیل سید صاحب بہادر نے ان وجوہات سے بعض وجوہ مین ایسی تفصیل بحث اپنے رسالہ مین کی ہے کہ اس مین ہماری بحث کی حاجت باقی نہین رہنی ضروری - مگر بعض وجوہات کی بحث ان سے فرو گذاشت ہوئی ہے اسیلئے ہم کو اُن وجوہات سے بحث کرنی پڑی اور جن وجوہات سے اُنہون نے بحث کی ہے اُن مین بحث جدید نہ ہوگی اُنہین کی تحقیق نقل کیجائیگی -

مضامین غیر

لو آخر راز نہفتہ کہل گیا

للہ الحمد ہر آن چیز کہ خاطر می خواست آمد آخر ز پس پردہ تقدیر پدید

من از حسن روز افزون کہ یوسف داشت دانستم کہ عشق از پردہ عصمت برون آرد زلیخا را

ہم نیچر کا لفظ سنتے ہی چونک اُٹھے تہے اور سمجہہ گئے تہے کہ ایک دن نیچری خانصاحب کے طبع سے کیا کیا تاویلات باکرہ سرزد ہونگی - اُس وقت سے یہہ دعا تہی کہ الہی ضرور اس نیچر کا فیصلہ ہمارے جیتے جی ایسا صاف کردے کہ کشف راز نیچر یونہی ہو جاوے سو شکر صد شکر کہ ایک چراغ نیچر کا پروانہ جو اپنے دوست کے نام بہیجا تہا - کمترین کے مُنہ مین آگیا - اوسمین حضرت مریم کی نسبت وہی سب کچہہ لکہا ہے - جو تفسیر نیچری مین اب نامطبوع چہپا - اس خط کو مترین بدستخط انگریزی و تحریر بعض فقرات عبرانی دیونانی اکثر مدرسین عربک سکول دہلی نے ملاحظہ فرمایا اور شفقاے صاحبان الطاف نے بہی تصدیق فرمایا - معلوم ہوا کہ یہہ ذہانت بہی پیغمبر نیچر کی اصلی نہین - بلکہ جعلی ہے - پس خدا نے اس لفظی نیچر بے معنی کا پردہ پہاڑ دیا - اینده کوئی سمجہے یا نہ سمجہے - بڑا بول مُنہ سے نکلا - انشاء اللہ اب عنقریب اسکا جواب روح القدس کی طرف سے ہو تو تعجب نہین - آب نیچر کو سرسبزی ہونی معلوم - اپنی رائے نہین کہ کوئی اب زیادہ اُسکے جواب مین دردسری کرے - عقل و فہم کا بالکل خاتمہ ہوگیا - علم پہلے ہی سے معلوم تہا - افسوس سورہ مریم بہی آنکہہ کہول کر نہین دیکہی - چراغ کی روشنی مین نہین پڑہی - ورنہ اس ورطہ تاریکی مین نہ پڑتے - اس اندہیر کا کیا علاج کہ مسلمانی کا دعوی - قرآن پر ایمان - اور اتنا نہین دیکہتے کہ جابجا خدا نے مسیح کو خدا کے قرآن شریف مین ابن مریم کیون فرمایا - اگر وہ بقول نیچری خانصاحب ابن یوسف

سمجاتے تہے خدانے تو صاف یہہ لفظ کہکر کیون قصہ فیصل نکیا - یہودی† و نصاری کا سب جہگڑا ہی دور ہو جاتا - یہود کی بد گمانی اور نصاری کی خدادانی ایک لفظ مین دور ہو جاتی چنانچہ زینب زوجہ رسول مقبولؐ کے باب مین فیصلہ کر دیا کہ منہ بولے فرزند نکلے ازدواج متبنیٰ کرنے والون پر حرام نہین ہے - کیونکہ وہ متبنیٰ اصل فرزند صلبی نہین ہو جاتا اور اتبک ہی بغیر ہبہ اوسکو میراث نہین پہونچتی - حضرت آدمؑ کی زوجہ اور حوا سے لیکر تا آخر الزمان کسی بی بی کا نام قرآن شریف مین نہین آیا - مگر حضرت مریم کا نام بار بار آیا ہے اور جابجا عیسیٰ ابن مریم فرمایا ہے - حتے کہ ایک سورہ اسی نام سے موجود ہے - تعجب ہے کہ جناب مسیحؑ کو بخلاف رسم ملک والدہ کی طرف منسوب کیا - اور اصل دو طرفی جہگڑے کو دور نکیا - یہہ بہی ویسی ہی ہوئی جیسی سورہ فیل و قصہ غرق فرعون یا کچہہ بڑہکر - -

اجی حضرت خدانے فرمایا ہے کہ مادر مسیح صدیقہ ہے دونون طعام کہاتے ہین - یہ نفرمایا کہ انکا باپ بہی فلان ہے - وہ سب کہانا کہاتے ہین - پس خدا کیونکر ہوے - ذرا لمپ کی روشنی مین سورہ مریم کا ترجمہ اول سے دیکہہ جاؤ کہ کیا یہ رو بادر یحیی کو تعجب ہوا اور خدانے اوسے دور کیا - اور کہا کہ یون ہی ہوگا - خدا جو چاہتا ہے سو کرتا ہے - پہر ذکر ولادت جناب مسیحؑ شروع ہے بہ ترتیب بطور بیداری و ہوشیاری فرماتا ہے - نہ پہلے ذکر یحیی مین کوئی لفظ خواب پر دال ہے نہ اس قصہ عیسوی مین کچہہ ذکر خواب و خیال ہے - صریح خدا فرماتا ہے کہ ہمنے مریم پر اپنے روح یا فرشتہ کو بہیجا - وہ مریم کے سامنے بصورت بشر ٹہیک درست بن گیا - حضرت مریم نے کہا کہ مین تجہسے خدائی رحمٰن کے ساتہہ پناہ مانگتی ہون اگر تو متقی ہے - اوسنے کہا مین فرشتہ ہون تجہے بیٹا دینے آیا ہون - بہلا یہہ خوف کیا تہا اور کیون یہان یوسف کا نام نہ لیا - پہر مریم نے کہا کہ میرا بیٹا کس طرح ہوگا - مجہکو

† اس فیصلہ ہونے کی وجہ و تفصیل ہمارے اشاعۃ السنۃ نمبر ۳ جلد ۴ مین ہے -

تو آدمی نے چھوا بہی نہین - تب روح الامین بولے کہ ایسا ہی ہوگا - خدا جبوقت جو چاہتا ہی
سو کرتا ہے - کچھہ مقام تعجب و حیرت نہین - اگر بعد کو یوسف سے ملاقات ہوئی تو کیون
اوس روح نے یون نہ فرمایا کہ آیندہ ایک بشر یعنے یوسف نجار مس کریگا - اور پہر اوسوقت
حمل پہونک کر چلا گیا - اور مریم خاندان کے رشتہ دارون نے مسیح طفل کو آغوش مادر مین دیکہکر
یہہ کیون کہا کہ اے مریم تیری مان باپ تو ایسی بد نہ تہی کیا اونکو ملاقات و نکاح یوسف کی
خبر نہ تہی - یا انہون نے اتنے دلون مین حمل عیسوی نہ دیکہا تہا - ہرگز عورتون مین ایسا
نہین ہو [illegible] - ان سب تہمتون کا جواب فوراً گہوارہ مین مسیح سے دلوایا گیا - سب کے منہ
مین سوہے دشمنان بدظن یا نیچریان پرفن کے بہتر یا مٹہائی کے لڈو دیے گئے - حضرت
یحیی نے کہا کہ مین اپنے والدین کے ساتہہ نیک ہون - جناب مسیح نے فرمایا - کہ مین اپنی
والدہ ماجدہ کے ساتہہ نیک ہون والد بزرگوار کا ذکر نکیا - غرض کہانتک عرض کیجے - اور مغز
مارے - ہم از بیل نہین - ہم عقل و انصاف کا لمپ نہین رکہتے - منہ زوری کا چراغدان
ہمارے پاس نہین - فہم و فراست کی شمع تو کہان لوٹے ہوٹے لو پوٹ اور دہوندلا دیا تو بہی
نہین جو نئی روشنی مین یہہ عمدہ عبارت نظر کرکے پڑہین - اور کچہہ سوچین سمجہین -
اگر چراغ دانش کی روشنی درست ہوتی تو یہہ توصیف مریم و ابن مریم کی کیون ہے -
آدم سے تمثیل کس لئے - ایسے کروڑون شخص باپ کے نطفہ سے ہوئے ہین - بلکہ قدرے
مذمت ہوتی کہ ذرا بہی تحمل و تامل نکیا - اور رسم معہودہ مین باوجود اختیار و ولیع
الیے خلل بے ضرورت ڈالا - اور نفخ روح کیون کہا - اور اس نفخ مروجہ کو نفخ آدم سے
کیون مشابہ فرمایا - ایسا نفخ یوسفی تو نیچر کے موافق سب مین ہے - اب رہا جواب
اَحْصَنَتْ فَرْجَهَا کا سو اگرچہ محصنات زنان محفوظہ ازنا کو کہتے ہین - اسی لئے زنان
شوہر دار کے لئے یہہ لفظ آیا ہے - مگر حصن کا لفظ فرج کے ساتہہ ایسے معنے مین آتا ہی
کہ مطلق مرد سے نوبت جماع نہ پہونچے - تب ہی تو مریم کی تعریف فرمائی ورنہ غیر زانیہ

تو لا کہون ہین - خوبی ہی کیا تہی - اور نعت ہین بغیر لحاظ قرینہ وغیرہ کے قیاس جائز نہین اگر در خانہ کس ست حرفی بس ست - والّا ہوش اس اتنی ہی روشنی سے حضور کو سمجھہ لو - این خانہ تمام آفتاب ست - قیاس کن زگلستان من الخ -

افسوس افسوس افسوس - سـ۵ گر از بسیط جہان عقل منعدم گردد -
بخود گمان نہ برد نیچری کہ نادانم - جس نے ہمارے سیدہ سید جو شلہ کو یہہ رہے دی خدا سمجہے - جیسا لوگون نے پڑہا یا میرا جی جانتا ہے -

سوال ۶ بہلا جناب اس سے کیا فایدہ ہوا جو عیسیٰ ابن مریم کی نسبت لکہا گیا - کیا مسلمانون کی ترقی متصور ہے - بلکہ عیسائیون سے اور تعصب بڑہا - جواب بہائی تم نہین جانتے اس سے نیچر کی شان پوری ہوئی - مطابق اُن ملکی انگریزون اور عقلمند ڈاکٹرون اور ملحد دہریون سے ہی جو آزاد حکیم کہلاتے ہین نہ موسائیون اور نہ ہی عیسائیون سے -

سوال ۷ ابن مریم داوٗد کی نسل سے کیسے ہوئے جبکہ مریم بتول کا نسب نامہ داوٗد سے نہ ملتا ہو دوسری ماکیطرف سے نسل نہین سمجہی جاتی - جواب مریم بتول بے شک خاندان داوٗد سی بہر نمط ہین اور بموجب تصریح قرآن مجید خواہر ہارون ہین - اور چونکہ طاہرہ و صدیقہ ہین اسلئے ہر اک مرد اس عورت نیک کے برابر نہین ہوسکتا بس درصورت نہونی باپ کے عیسیٰ ابن مریم کہلائے اور مریم کے ذریعہ سے داوٗد کی نسل سے ہوئے - چنانچہ تمام سادات فاطمی اولاد رسول مقبول ہین سوال ۸ بہلا صاحب علیگڈہ کی نسبت کیا کہتے ہو - جواب پہلے ہی کچہہ گذارش ہو چکا ہے اور اب ہی عرض ہے کہ حضرت بانی کے خیال سی جائی خوف ہے بانی لاثانی کی بلندی پرواز و خیالات سی خیال مین آتا ہے کہ آخر کو وہ اوسی کیطرف رجوع کر جائیگا - اوسکی نیت غالباً غالب آئیگی - جب تک کہ ان ایک دو صاحبون کا قدم ہی نماز کا سلسلہ باقی ہے کسی قدر اسلام کی بو پائی جاتی ہے - بانی کے بہر نمط ملاح و شکر گذار علی العموم ہین - نیچر کے سب مدد و معاون ہین - جبکہ اونی تعلق دار نیچری خانصاحب بلوچ نیچری ہین

کہ اہل مدرسہ جنکو بڑا قوی تعلق بانی مدرسہ سے ہے وہ اکثر کیون زیر بار احسان و معتقد اپنے محسن کے ہونگے آخر حمیت انسانی بھی غضب ہوتی ہے - اِلّا ماشاء اللہ - نیچریت سے ذرا آگے بڑھکر الحاد و دہریہ پن لگا ہوا ہے - اور جس نیت سے ولایت جاتے ہین اوسکا بھی اثر ظاہر ہے خود واقف انگریز بھی اوس ارادہ کو بُرا سمجھتے ہین - اور اوسکا انتظام کرتے ہین - ایکطرف سے کچھ عہدہ مرتبہ بڑھتا ہے تو قومیت و مذہب کی جانب سے آدمی گھٹتا ہے - اور اپنے گروہ سے کاٹ جاتا ہے - دخل و خرچ برابر ہو جاتا ہے - بہت سے اہل ولایت بھی اب یہان تماشا کرتے اور دُکھ بھرتے اور گرمی مین سختی بھرتے ہین - البتہ بعض حیثیت و بعض اغراض و مطالب کے لئے ولایت جانا مفید ہے مگر ہر ایک جگہ سے یہہ سفر ہو سکتا ہے - بلکہ مذہب مین پختہ ہوکر وہان جانا اور بھی بہتر ہے تاکہ بے سوچے سمجھے تقلید کورانہ کی عادت نہو - میری نزدیک طریقہ تعلیم اندنون مسلمانون کے لئے وہ بہتر ہے جسطرح مذہبی عیسائی اپنے ہم مذہبون کو کرتے ہین - وہ صورت وہی قانون کافی ہے نئی ایجادات کی حاجت نہین - جیسے مشن عیسائی جاری ہین ایسیطرح اسلامی مشن ضلع وار قسمت بقسمت مقرر کرنا چاہئے - اور اگر اسمین ابھی کچھ دیر ہو تو پہلے یہہ شروع کرنا چاہئے کہ مدارس سرکاری ہی مین + غریب مسلمانون کو تحریص و ترغیب کے لئے امداد انعام و فیس وغیرہ کرنی لازم ہے - مدارس سرکاریمین اونکی ہیڈ ماسٹرون اور افسرون کی رپورٹ کی بموجب زر چندہ بیت المال سے ہر طرح کی مدد طلبا اسلام کے لئے دیجاوے اور جہان کہین مناسب ہو ایک مذہبی یونیورسٹی قایم کیجاوے جسکا کام یہہ ہو کہ طلبا مدارس سرکاری کے لئے سالانہ یا ششماہی سوالات امتحان مذہبی بھیجا کرے - اور حسب مدارج لیاقت وظیفہ و تمغہ وغیرہ سے اونکی اعانت کرے تاکہ وہ علاوہ تعلیم مدارس سرکاری کے

+ سرکاری مدارس مین مذہبی تعلیم کے باب مین ہم ایک مضمون بعنوان (مذہب عام تعلیم) عنقریب لکھنا چاہتے ہین اس مضمون مین ہم اس باب مین مدلل رائے لکھینگے

صیح صحیح ضروریات مین بھی کوشش کیا کرین - یہہ صورت بہت مختصر و کفایت شعاری کے ہے اسکے لئے ہر اک قسمت و ضلع مین چندہ ملتفی ہوسکتا ہے اور اوسکے کار پرداز کچہہ عہدہ دار و رئیس ہر ایک ضلع مین مسلمان موجود ہین - اور یہہ طور نہایت ہی آسان ہے - اور افسران سررشتہ تعلیم بھی اسمین مددگار و گرمجوشی ہونگے - پہر رفتہ رفتہ مستقل مشن متکفل تعلیم دینی و دنیاوی بھی قایم ہوسکتی ہے - اس رائے کو اکثر عقلا کے روبرو پیش کیا گیا سب مانتے ہین اور صاد کرتے ہین - بغیر اس طریقۂ عام تعلیم کے ایک دو مدرسہ ہی سے ہندوستان کی جہالت دور نہین ہوسکتی ہے اور بغیر تعلیم دینی و دنیاوی کے مسلمانون کو فقط الحاد یا نیچری تعلیم مفید عام نہین - بانی مدرسۃ العلوم نے جو دعوے کیا تہا اوسکے خلاف وقوع مین آیا اور بہت جلد اونکا مافی الضمیر منیر ظاہر ہوگیا - پس اب مسلمانونکو صحیح طریقہ تعلیم معروضہ بہ سلوک مناسب ہے -

---

راقم بندہ الفت حسین مدرس ٹریننگ کالج لاہور

ان الدین عند اللہ الاسلام

کہان ہین ہمارے ذی جوش مسلمان - اور کدہر ہین ہمارے سچے منصف با ایمان - ذرا آئین - جو ہم کہتے ہین خیال مین لائین - اور ان ہی پہ کیا منحصر ہے مخالفین و موافقین سبہی بغض و عناد و تعصب سے خالی ہوجائین - منصفانہ نگاہ اور بے حسدی کے راہ سے ملاحظہ فرمائین - ہان لے ہوشیار - اور ای بہائیو خبردار -

صد حیف کہ ہر زمانہ اور ہر وقت اور ہر ملک مین جہان ظلمت کفر نے شیوع پایا - فوراً حضرت جل و علے نے کسی نہ کسی طرح نور ایمان کو چمکایا - اور ہر کہ ئی شخص پیدا کئے

لیطفئوا نور اللہ بافواھھم کا ظہور رہوا۔ ادہر جلوہ واللہ متم نورہ ولو کرہ الکافرون سے دل مومنین کو سرور ہوا۔ جہان کوئی فرعون بے سامان دایرہ اعتدال بڑہ کر میدان مین آیا۔ فوراً کسی نہ کسی نے ہر فرعونے راموسی کا مصداق بن جاکر دکھایا۔

آجکل ہم دیکھتے ہین کہ ہر شخص نے خیالات خام کو اپنا مذہب سمجھنے لگا۔ اور ہر کندہ ناتراش اپنی کم بختیونکی برتے برموروان الذین یومنون بالغیب سے الجھنی لگا۔ جہان کوئی دو ایک حرف پڑہے کچھ شدید ہوا ریز کرنے کے دیر نہ ستھے پر پُرزے جھاڑکے نئی نئی صدائین بولنے لگا۔ کرامات الاولیا اور معجزات الانبیا کے انکار مین موہنہ کہولنے لگا۔ خصوص حضرات نیچریہ نے اس تہوڑے عرصہ مین ایک تہلکہ مچادیا۔ زمین آسمان سر پر اوٹہالیا۔ وہ کون اعتقاد اسلام تہا جسکو انہون نے تسلیم فرمایا۔ وہ کون عقیدہ تہا جسکو انہون نے اپنی زعم مین نہ مٹایا۔

اول بنائے عالم کی جڑ حضرت آدم علیہ السلام کے جنت سے نکلے جانیکا قصہ ہے اور وہ منحصر ہی وجود شیطان پر۔ سید صاحب نے شیطان کا انکار کردیا۔ تو آپ بغیر اسے یہہ پورا قصہ تشریف لیگیا یا نہین۔ ہم عرض کرتے ہین کہ اللہ جل شانہ نے اکثر مقام پر جو صاف صاف شیطان کا نام لیکر فرمایا ہے جیسے فاخرجھما الشیطان تو کیا حضرت اور حضرت کے متبعین شاید یہی کہینگے کہ انسان کا دل بحیثیتکہ مائل بہ خیر ہی اوسکو نفس مطمئنہ کہتے ہین اور بحیثیتکہ مائل بہ شر ہے اوسکو نفس امارہ کہتی ہین تو ان مقامات پر نفس امارہ ہی کو شیطان کرکے تعبیر کیا ہے والا شیطان کوئی نفس انسانی سے مغایر شئے نہین ہے۔ تو ہم عرض کرینگے آیت مذکورہ مین تو آپکی لولی لنگڑی تاویل بن جا یگی لیکن اس آیت میز کیا کہینگا جو شیطان کے شان مین وارد ہوئی ہی وکان من الجن بر تقدیر آپکے قول کے تو وہی نفس انسانی شیطان ہے اور یہان اللہ میان کو کیا جواب دیجئے گا جو صاف صاف فرمارہے ہین کہ شیطان جنون مین سے تہا۔ علاوہ احادیث کو ملاحظہ فرمائیے جنمین شیطان کا

اکثر مقاموں مین حضرت رسول کی خدمت مین حاضر ہونا ثابت ہوتا ہی بر تقدیر آپکے اعتقاد کے تو انسان کے نفوس ہی شیطان ہین اس سے تو یہہ نکلا کہ شیطان ہر وقت خدمت نبوی مین حاضر تہا تو تخصیص بعض وقت کی کسلیئے تہی اور کہان گئی -

جناب سید صاحب نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو بت پرست فرمایا ہے (معاذ اللہ عن ذلک) اللہ تعالے کلام اللہ مین جو حضرت ابراہیم کا بتونکو توڑنا اور تمام قصہ بیان فرمایا معلوم نہین کہ ملا زمان والا اسکا کیا جواب دینگے -

کوہ طور کے تجلی آگ کو ملا زمان والا فرماتے ہین کہ طور کوہ آتش فشان تہا اوسمین سے آگ نکلی تہی - ہم پوچہتے ہین کہ کوہ آتش فشان سے تو ہمیشہ تہوڑی تہوڑی مدت کے بعد آگ نکلا کرتی ہے طور سے کبہی اور بہی آگ نکلی تہی - یا فرمایئے کہ کون سا ایسا کوہ آتش فشان ہے جسمین سے ایک مرتبہ آگ نکلکر رہگئی اور پہر کبہی ایسا اتفاق نہوا -

حضرت موسی کے لئے جو سمندر مین رستہ ہو گیا تہا اوسکو آپ فرماتے ہین کہ دریا پہٹا نہ تہا بلکہ جوار بہاٹا آیا تہا - سبحان اللہ یہہ تو ایسی بات ہی کہ اسکی تکذیب بداہتہً اب بہی ہو سکتی ہے - کیونکہ جوار بہاٹا اب بہی آتا ہے - کہان ایسا ہوتا ہے کہ آدمی پار اوتر جاسکے - بڑی تعجب کی بات یہہ ہے کہ سید صاحب بارہا کلکتہ تشریف لیگئے - اور اوسکو کسی ملاح سے بہی نہ پوچہ لیا - علاوہ برین کلام اللہ مین وارد ہوا ہے واذ فرقنا بکم البحر فرقنا کے معنے پہاڑنا ہینے اور جوار بہاٹے مین تو پانی بڑہ گہٹ جاتا ہے - گہٹنے کے جگہہ کوئی بہی پہاڑنے کا لفظ بولتا ہے - یا آپ ہی سمجہ گئے -

لے مین اب صاف صاف ظاہر کرتا ہون کہ مین جانتا تہا کہ ع مردی از غیب برون آید و کاری بکند - کا مضمون ظاہر ہو - اور کوئی صاحب ہمت وذی لیاقت ان مزخرفات کی تغلیط پر کمر باندہی - اور یہہ بہی مین بصدق دل جانتا تہا کہ کوئی صاحب میرے حسب مطلب و مراد کے اس عہدہ کا سرانجام ضرور دینگے - کیونکہ حق تعالے ضرور

اپنے دین کا انتظام کسی نہ کسی کے ذریعہ سے دیتا رہے گا - آخر الامر مینے سُنا کہ پرچہ اشاعۃ السنۃ النبویۃ جناب مولانا ابوسعید محمد حسین صاحب لاہوری ادام اللہ موبدًا نے خاص امر معلوم کے سرانجام کے لئے جاری فرمایا - مین خالق ارض و سما کو گواہ کرتا ہون کہ اوسیوقت مجھکو تیقن ہوگیا کہ بس اب اللہ نے اپنے دین کی تائید بخوبی کی - کیونکہ مین مولانا صاحب ممدوح کی ذکاوت اور لیاقت سے پہلے ہی واقف تہا -

واہ مولانا مولوی محمد حسین صاحب واہ - جزاک اللہ - آج مینے پرچہ اشاعۃ السنۃ جلد ۴ و ۵ نمبر ۴ کو دیکھا آپنے اسلام کی خوبیونکو امور دنیادی مین بیان فرمایا ہے - اور منکرین کو جو جاندبہ خاک ڈالتے ہین خاک مین ملایا ہے - ای سبحان اللہ - اور جو تحریرین مولوی مہدی علی صاحب نے بعض یوروپین مورخین کے آپنے نقل کی ہین وہ تو یقیناً تائید غیبی ہے - ؎ عدو شود سبب خیر گر خدا خواہد -

اور جو جو پرچہ اشاعۃ السنۃ کے مجھکو اوسلے اونکو بھی دیکھا اسمین شک نہین کہ ہر ہر جملہ اور ہر ہر فقرہ پر حمیت اسلامی جوش زن تھی - مگر مین کیا اور میری حمیت کیا ہان اتنا ممکن تھا کہ ایک تقریظ لکھکر نذر پرچہ کرون تو لیجئے وہ حاضر ہے - حق تعالے مسلمانون کو توفیق دے کہ دل و جان سے اس پرچہ کی معین ہون آمین ثم آمین -

---

الراقم آثم و احقر ابونعیم محمد عبد الحلیم شرر

مذہب و معاشرت

جاننا چاہیئے کہ بعثت انبیاء دراصل ہمارے ان حجابون کے رفع کرنے کے واسطے ہوئی ہے جو ہمارے مضمون مندرجہ اشاعۃ السنۃ نمبر ۲ جلد ۴ صفحہ ۱۰ مین بیان ہوئی یعنے راہ حق اور رستہ نجات دکہانے کے واسطے -

چونکہ ہمارے ابدان کی ترکیب دو جوہرون یعنے جسم اور روح سے ہے اسلئے ہماری
تعلیم بہی دو طرحکی ہونی چاہیے ایک متعلق ہمارے جسم کے دوسری متعلق ہمارے روح کے
اور جس مذہب مین یہہ دو تعلیمین ہون وہ اون مذاہب سے اچہا ہوگا جنمین ان دونو
تعلیمونکا لحاظ نہین - ہمارا مذہب مقدس اسلام اسی سببسے کل مذاہب پر فخر کرسکتا ہے کہ
اسمین دو طرحکے تعلیم کے وسایل اعلی درجہ پر مقرر کئے گئے ہین یہہ دعوی میرا بے دلیل
نہین ہے اسلئے دلیل مین نے پہلے ہی بیان کردی ہے - اور کتابین تو ایسے مضامین سے
بہری ہوئی ہین اور بیشک اگر غور اور توجہ کیجاوے تو یہہ مسئلہ اوس دعوی کی دلیل ادنی
توجہ سے ہر ایک منصف پر منکشف ہوسکتی ہے دیکہو جس مذہب مین شراب پینا اور سود
لینا اور قمار بازی جایز ہونگی کیسی تکلیفین روحانی اور جسمانی اون لوگون کو پونچینگی جو
مرتکب ایسے افعال شنیعہ کے ہونگے - اور جس مذہب مین معاشرت کی قواعد کا خیال ہی نکیا
گیا ہو صرف اخلاقی یا روحانی تعلیم ہی اوسمین مدنظر رکہی گئی ہو تو وہ مذہب ہمارے
واسطے جو مرکب دو جوہرون جسم و روح سے ہین کیونکر ذریعہ نجات ہوسکیگا - اور
کیا تکلیف ہوگی اوس شخص کو جسکو کہا جاویگا اگر تیرا بہائی تجہے ایک طمانچہ مارے
تو دوسری جانب اسکی طرف کردے تاکہ اور لگاوے - برخلاف اسکے جب یہہ کہا جاوے
کہ مذہب مین واسطے قایم رکہنے سیاست کے حکم دیا گیا ہے کہ السن بالسن والجروح
قصاص - اور روحانی اتحاد کے قائم رکہنے کے واسطے ارشاد ہوا ہے وان تعفو
اقرب للتقوی - غرضکہ مقدس دین اسلام مین معاد اور معاشرت دونونکے احکام
بیان کئے گئے ہین - اور یہہ مذہب ہمارے معاش و معاد کو درست کرتا ہے کچہ
اسمین شک نہین کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے علم کے کئی اقسام ہین اون علوم
کے اقسام جب تک یاد نہون ہر ایک کو مسائل کی واقفیت مشکل بلکہ محال ہے لہذا
اوقات ایسی باتین پڑہونکو معلوم نہین ہوتی ہین ان بڑہ مجتہدون✝ کا تو کیا ذکر ہے

✝ اس سے حضرت نیچر مراد ہین جو کسی علم دینی سے واقف نہین ہیر مجتہد بنے بیٹہے ہین ۱۲ حاشیہ

علوم نبی صلعم کے دو قسم ہین اول احکام تبلیغی جنمین یہہ حکم ہے وما اٰتٰکم الرسول فخذوہ وما نہٰکم عنہ فانتہو ا باب تبلیغ مین نبی صلعم جو حکم فرماوینگے اوس مین چون و چرا کی مجال ہوگی پہر اس قسم اول کے کئی انواع ہین - اول علوم متعلق بمعاد یہہ سب وحی کے ذریعہ سے ہین دوم علوم شرایع و عبادت یہہ احکام مشترک ہوتے ہین - بعض وحی سے اور بعض اجتہاد سے مگر نبی صلعم کا اجتہاد بہی بمنزلہ وحی کے ہوتا ہے سوم حکمت اور نصایح مطلق یعنے مصلحتین اور حکمتین وغیرہ جیسا کہ حسن اخلاق و بداخلاقی وغیرہ یہہ سب امور اجتہادی ہین مگر ایسے اجتہادی کہ تعلیم الٰہی سے حاصل ہوئی ہین چہارم وفضائل اعمال - یہہ سب علوم بوسیلہ وحی ہوتے ہین (دوم قسم کا علم† انحضرت کا یہہ ہے کہ متعلق دنیاوی امور اور کاروبار روزمرہ کے ہو مثلاً یہہ کہنا کہ روٹی دس بجے کہایا کرو اور ایک وقت چاول اور ایک وقت روٹی کہایا کرو ان امور مین بیشک نبی صلعم نے فرمادیا ہے انما انا بشر اذا امرتکم بشیءٍ من دینکم فخذوا بہ واذا امرتکم بشیءٍ من رائی فانما انا بشر ٭ مگر ان دونون علوم مین تمیز نہایت مشکل ہے بیشک دین متین اسلام سے وہ شخص حظ اوٹہاتا ہے جو اس تفصیل سے پوری وقفیت حاصل کرے یا تابع ہو اس شخص کا جسکو اللہ نے یہہ ملکہ مرحمت فرمایا ہے حاصل یہہ کہ مذہب اور معاشرت ملی جلی ہوئی چیزین ہین - جیسا کہ پچہلی تفصیل سے واضح ہوتا ہے البتہ یہہ نہین کہا جا سکتا کہ کل کام جو ہماری معاشرت مین جائز ہین ہمارے مذہب نے انکو منع کر دیا ہے - بلکہ یہہ کہا جاویگا کہ جو کام معاشرت کے منہی عنہ ہین ہمارے مذہب نے انسے روک دیا ہے سو وہ بیشک حسن معاشرت کے مخل ہین - پس یہہ کہنا کہ مذہب اور معاشرت جدا ہین صحیح نہوا بلکہ یہہ

† اس قسم کی پہچان اور اسکا قانون اشاعۃ السنۃ نمبر ۲ جلد ۲ مین بصفحہ ۷۹ موجود ہے -

کہنا کہ کل احکام نبی صلعم یا احکام قرآن صحابہ کی صلاح او مشورہ سے ہوتے ہے اور وہ ایسے ہین جیسا کہ کوئی بادشاہ اپنے امیرونکی صلاح سے اپنی رعیت اور ملک کے انتظام کے واسطے مقرر کرتا ہے یا یہہ کہ اخبار و قصص قرآنی لاطائل او رمہابہارت کی کہانیان ہین کفر کا کلمہ ہین

میرا مطلب اس مضمون کے بیان سے فایدہ رسانی او راپنی سمجہہ کا اظہار او ظاہر کرنا اس امر کا ہے کہ انرایبل سید احمد خان صاحب بہادر سی ایس آئی کا مضمون مذہب و معاشرت مدت ہوئی مین نے تہذیب الاخلاق مین دیکہا تہا اگرچہ اسوقت وہ کتاب میرے سامنے نہین ہے مگر رسالہ اشاعۃ السنۃ نمبر ۵ جلد ۴ جسمین مضمون مذہب و معاشرت تہذیب الاخلاق منقول ہے میرے سامنے رکہا ہوا ہے - اس رسالہ مین جو کچہہ اس باب مین لکہا ہے مجہہ سے اسکو توافق کلی ہے - خدا تعالے اس رسالہ سے اہل اسلام کو فایدہ پہنچائے
او رمولف رسالہ (مولانا ابو سعید محمد حسین صاحب) کو جزائے
خیر دے - آمین ثم آمین

راقم غلام اللہ بن مولانا غلام رسول مرحوم قصوری -

معذرت

یہہ مضمون اور اس سے پہلے دونون مضمون مدت بغرض اندراج ہمارے پاس پہنچے ہوئے تہے الّا توقف طبع رسالہ کے سبب یہہ ہی ملتوی رہے آخر بمشکل اس مہینے مین اشاعت پائے - بعض احباب کے مضامین جو اسمین بہیجے ہوئے تہے وہ اس رسالہ مین درج نہو سکے انشاءاللہ تعالے نمبر آئندہ مین درج ہونگے -

---

اطلاع دسمبر ۸۱ء سے محصولڈاک رسالہ ڈاکخانہ مین نقد داخل کیا گیا ہے اسلئے ہر مہینے مین ایک پرچہ بلا ٹکٹ بمہر سرخ روانہ ہوا کریگا - اور جو پرچہ ایک سے زاید کسی مہینے مین نکلا اوسپر معمولی ٹکٹ ثبت ہوگا خریداران اس اختلاف سے تعجب نہ کرین -

یہہ رسالہ جنوری ۱۸۸۲ء مین چہپا

اشاعۃ السنۃ النبویۃ
علی صاحبہا الصلوۃ و التحیۃ

نمبر دہم — معہ — جلد چہارم

ضمیمہ متضمن مسایل مذہب محمدیہ ممیز اہل السنۃ

بابت ذیقعدہ ۱۲۹۸ھ مطابق اکتوبر ۱۸۸۱ء

شرح قیمت وغیرہ امور متعلقہ رسالہ

درجات و مراتب			قیمت سالیانہ	
درجہ	مرتبہ		بابت رسالہ	بابت ضمیمہ
۱	اخص قیمت	اسلامی ریاستون کے نواب اور رئیس۔	للعہ٥	سے
۲	خاص قیمت	گورنمنٹ انگریزی و معزز عہدہ داران گورنمنٹ و عالمہ غنیا و لائبریری و سوسائیٹی ہا	عہ٥	سے
۳	عام قیمت	متوسط اہل وسعت	ے	عہ ۸
۴	رعایتی قیمت	کم وسعت جو دس روپیہ یا ہو اسسے زیادہ آمدنی نرکھین اور سالانہ پیشگی داخل کرین	ے	۱۲ ر
۵	للاہی قیمت	بیوسعت جو دس روپیہ یا ہو بیکی آمدنی نرکھین مگر علمیت رکھین اور اشاعت کرین	ثواب آخرت	دعاے خیر

ضمیمہ رسالہ سے علیحدہ فروخت نہوگا ہان رسالہ بدون ضمیمہ ملسکیگا۔ اسکی وجہ یہہ ھے کہ ضمیمہ کی بہت باتونکی تفصیل و دلیل رسالہ مین مندرج ھے لہذا بدون رسالہ ضمیمہ سے مطلب براری ناظرین ممکن نہین اور رسالہ کی کوئی بات متعلق ضمیمہ نہین ھے اسلئے رسالہ سے بدون ضمیمہ کاربراری ممکن ھے ÷

۲۔ جنکے نام اصل رسالہ یا اسکا ضمیمہ بلا درخواست پہنچے وہ حسب حیثیت خود اسی مہینے سے قیمت واجب الادا تصور فرماوین جس مہینے کا پرچہ وصول پاوین اور جنکو خریداری منظور نہو وہ اصل رسالہ یا صرف ضمیمہ واپس کرین +

۳۔ خط و کتابت متعلق پرچہ۔ راقم کے نام پورے عنوان و نشان مندرجہ ذیل سے ہونا ضرور ھے اور ارسال زر بذریعہ منی آرڈر ڈاکخانہ مناسب ھے ÷

راقم ابو سعید محمد حسین۔ لاہور۔ محلہ سید مٹھہ

مطبع ریاض ہند امرتسر مین چھپا

کیا اشاعۃ السنہ کا دیر سے نکلنا ناظرین وخریدارون کی قلت رغبت وناد ہندگی قیمت کا موجب ہوسکتا ہے ؟

یہہ رسالہ اگر ملکی اخبار ہوتا اور ملکی حالات و واقعات سے بحث کرتا تو اسکے مقرری وقت سے ادنی تجاوز کا بہی اُن امور کا موجب ہونا ضروری تہا۔ کیونکہ ملکی حالات و واقعات کا تازہ بتازہ علم ملک کے لئے اُن نتائج واغراض کا مثمر ہوسکتا ہے جو اخبارون سے مدنظر ومطلوب ہوتے ہین ورنہ وقت گذر جانیکے بعد ایک کسی امر کا علم مشت بعد از جنگ کے مشابہ ہوتا ہے اور وہ اخبار جسکے ذریعہ سے وہ علم حاصل ہو تقویم پارینہ کا مصداق بنجاتا ہے۔ مگر جسحالت مین یہہ رسالہ ملکی حالات و واقعات سے بحث نہین کرتا بلکہ اُن مسایل دین سے بحث کرتا ہے جو توقف وتطاول زمانہ سے پارینہ نہین ہوتے تو پہر اسکا دیر سے نکلنا اُن امور کا موجب کیونکر ہوسکتا ہے۔ بلکہ سچ پوچہو تو اسکا یہہ توقف والتواء مزید اشتیاق و فور رغبت شایقین کا موجب ہونا چاہئے ؎

دیکہو روزہ دار کو دن بہر کی انتظار کے بعد کہانا ملتا ہے تو وہ اس سے کیا حظ اُٹہاتا ہے۔ جمعہ سات روز کے وقفہ سے آتا ہے تو اپنے شایقین کو کیا لُطف دکہاتا ہے۔ عید کا چاند سال کے بعد آتا ہے تو اُسکا نظارہ اور بہی سرور وحلاوت بخشتا ہے ✦

یہی حال شایقین وناظرین اشاعۃ السنہ کا ہونا چاہیے جب وہ بعد انتظار اُن کو جلوہ دکہاے بشرطیکہ اسکے مشاہدہ جمال سے انکو حلاوت ایمانی وفرحت روحانی حاصل ہوتی ہو۔ اور جنکو یہ کیفیت حاصل نہین انکو اسکا متواتر وصال بہی صحبت ناجنس ورایک وبال ہے پہر انکو دیر رسی کی شکایت ہی کیا ہے۔

مصلحت دین اشاعۃ السنہ کے ساتہہ ہمکو کیون بیکار مصارف طبع رسالہ کرتے ہین۔ وہ لوگ صورت وظاہر کو کام مین ہمکو اس بیکاری کے

بقیہ مبحث اثبات نبوت

تتمہ مقدمہ سابعہ

(جسکو نمبر سابق مین حضرت کاتب نے مقدمہ سابقہ لکھا ہے ناظرین اسکو درست کرلین)

[اس مقدمہ سابعہ مین باوجود اشکال کے کسی قدر طول بھی ہوگا اشکال کا علاج تو ہم شروع مقدمہ مین بتا چکے ہین۔ طوالت پر ناظرین معطاف فرما وین۔ اور اس مبحث کی معانی ومبانی کو خیال مین لاوین اور داد دین کہ ایسے معانی مختصر الفاظ سے کیونکر ادا ہو سکتے ہین۔؟]

اور اگر ہم یہ خیال کرتے ہین کہ وہ صفات انسان کی خوبصورتی اور اسکے خط وخال کی خوش رنگی ہے تو ہمکو یہ خیال آتا ہے کہ یہہ صفات تو انسان کی نسبت پھولون اور پتون مین بڑھکر موجود ہین۔ پس چاہتے کہ انسان ان چیزون کو بدرجہ اول کہا جاوے اور اگر یہہ سوچتے ہین کہ وہ صفات انسان کا کھانا پینا غضب وشہوت وغیرہ ہین تو یہ بھی سمجھہ مین آتا ہے کہ یہہ صفتین انسان سے بمراتب زاید ہاتھی۔ گھوڑے۔ گدہے۔ شیر۔ بھیریئے۔ خنزیر۔ بندر مین پائی جاتی ہین۔ پس اگر انسانیت کثرت شہوت سے عبارت ہے تو بندر انسان کامل ہے جو ہمین صفۃ مین سب سے بڑھکر ہے۔ اسکے بعد خنزیر وغیرہ سانڈ جانور۔ اور اگر پھاڑ کھانا مار ڈالنا انسانیت کے کام ہین تو شیر بھیڑیا انسان کھلانے کے زیادہ مستحق ہین۔ اور اگر بہت کھانا انسانیت ہے تو ہاتھی سب سے زیادہ اس نام کا استحقاق رکھتا ہے حالانکہ ان سب حیوانات کو باوجود کمالیت صفات مذکورہ کے کوئی انسان نہین سمجھتا ؂

اِن سب صفات سے برتر بعض صفات ہم انسان مین ایسی ہی پاتے ہین جو بادی الرای مین حیوانات وجمادات مین پائی نہین جاتی - جیسی عجیب عجیب صنعتین بنانا بہادری وغیرہ اخلاق فاضلہ کا محل ہونا -

عامہ خلائق جنکو صرف بادی الرای پر نظر ہوتی ہے اِن ہی صفات کو مناط انسانیت سمجھتے ہین - اسیواسطے جمہور خلائق اِن ہی صفات کے تحصیل و محافظت مین شب و روز سرگرم ہین اور جنمین یہہ صفات ہین وہ انسان کامل خیال کئے جاتے ہین مگر تعمق و غور نظر سے یہہ معلوم ہوتا ہے کہ یہہ صفات بھی مدار و مناط انسانیت نہین ہین -

اِن صفات کا کچھہ نہ کچھہ اثر و اصلیت اور حیوانات مین بھی پائی جاتی ہے مثلاً بہادری کی اصلیت غصہ کرنا اور انتقام کا طالب ہونا اور سختی و ہلاکت کی جگہہ ثابت قدم رہنا ہی سو بہتیرے حیوانات مین پایا جاتا ہے - عجائب صنعتین بھی بعض حیوانات سے سرزد ہوتی ہین دیکھو بیا کیسا گھر بناتا ہے جو انسان سے بجز تکلیف بن نہین سکتا شہد کی مکھی بلا پرکار و صناعی آلات کے ایسا مسدس چھتا بناتی ہے جو انسان سے بدون آلات تیار ہونا مشکل ہے - اسکے نظایر اور بہت ہین جنکا ذکر اشاعۃ السنہ نمبر ۳ جلد ۲ مین گذرا ہے - بلکہ مدار و مناط انسانیت اور ہی امور و صفات ہین جن سب کا مال و مرجع اسکی دو صفتین ہین - ایک قوت عقلیہ جو ادراک کلیات سے عبارت ہے اور اُسی کی نظر سے انسان کو ناطق یعنے مدرک کلیات کہا جاتا ہے - اِس قوت کی دو شاخین ہین ایک وہ جسکو نظام بشری و اسباب دنیاوی سے تعلق ہے اور اِن ہی کے متعلق اِس نظام بشری و دنیاوی سے قواعد و ضوابط استنباط کرنا اِسکا کام ہے دوسری شاخ وہ جسکو غیب الغیب سے تعلق ہے اور یہ امور و علوم و ضوابط وہبی ہونا اسکا فعل ہے *

دوسری قوت عملیہ ہے اِسکی بھی دو شاخین ہین ایک اعمال کو بطریقہ ارادہ و اختیار †

† ارادہ اختیاری جسکی ترک بھی اختیاری ہو - نہ طبعی جسمین ترک و اخذ دونون اضطراری ہوتی ہین -

وجود مین لانا جس سے عمل انسانی کو بھایم وحیوانات کے افعال سے تمیز ہوتی ہے -
ہر چند حیوانات و بہایم بہی عمدہ عمدہ افعال کرتے ہین چنانچہ ابھی ہم ذکر کر چکے ہین مگر وہ جو کچھہ کرتے ہین طبعًا و اضطرارًا کرتے ہین۔ ارادۃً واختیارًا نہین کرتے اسپر یقینی دلیل یہہ ہے کہ انسان جو فعل کرتا ہے اسکا اثر و زنگ اسکے دل مین پیدا ہوتا ہے بخلاف حیوانات و بہایم کے کہ وہان اثر و زنگ پیدا نہین ہوتا۔ انسان جس کام کو اچھا سمجھکر کرتا ہے اس سے اسکے دل پر فرحت و نورانیت و سرور پیدا ہوتا ہے اور جس کام کو وہ برا سمجھکر عمل مین لاتا ہے اس سے اُسکے دل پر ظلمت و کدورت پیدا ہوتی ہے اور یہہ امر حیوانات و بہایم سے مشاہدہ مین نہین آتا -
دوسری شاخ قوت عملیہ کی روحانی حالات وعالی مقامات ہین جیسی اپنے خالق سے اُنس و محبت رکھنا اسپر بہروسا کرنا وعلی ہذا القیاس -
ان دونون صفتون اور اسکے شاخون کا صرف انسان مین (نہ اسکے ہمجنس اور حیوانات مین) پایا جانا مشاہدہ و تجربہ سے ثابت ہے اِسلئے انکا اثبات و بیان دلایل انسانون کے لئے چندان ضروری نتھا۔ مگر چونکہ اکثر انسان بہیمی حجابون مین مستور ہوکر اپنی انسانیت سے غافل ہین۔ اِسلئے اِن صفتون اور انکی شاخون کے وجود پر ان لوگون کو آگاہ کرنا ضروری ہے
قوت **عقلیہ** وعملیہ کی پہلی **دونون** شاخون کے وجود پر انسانکا طریق تمدن وطرز معاشرت گواہ ہے ہم صاف مشاہدہ کرتے ہین کہ اگرچہ انسان کھانے۔ پینے۔ مباشرت کرنے۔ سردی کے وقت دہوپ مین بیٹھنے۔ آگ تاپنے اور گرمی کے وقت سایہ مین بیٹھنے وغیرہ طبعی کامون مین اور حیوانات سے مشارکت رکھتا ہے مگر وہ اِن سبھی کامون مین اور حیوانات سے **تین امر** مین امتیاز رکھتا ہے **اول** یہہ کہ ان کامون کے لئے اُسکے دل مین باعث ومحرک ایک کلی رائے پیدا ہوتی ہے جو اُن کامون کا نشیب و فراز و انجام و آغاز اسکو بتاتی ہے **مثلاً** کھانے مین یہہ رائے کلی پیدا ہوتی ہے کہ کھانا پینا زیست انسان کا مدار ہے جو شخص کھانا نہ

کہاتا وہ کوئی کام کر نہین سکتا - مباشرت مین یہہ راے کہ انسان کی صحت شخصی وحفظ نوعی اسپر موقوف ہے جو انسان وقت ضرورت اس سے معطل رہتا ہے وہ ذاتی نقصان بہی پاتا ہے اور نسل انسانی کو بھی نقصان پہنچاتا ہے - اِس طرح کی راے کلی حیوانات کے طبعی افعال مین پائی نہین جاتی† - انکو صرف طبعی جذبات ومخصوص حرکات ان افعال پر باعث ہوتے ہین **مثلاً** کہانے پینے پر باعث صرف بہوک وپیاس ہوتی ہے جسکے ساتھ کوئی نفع ومنفعت کلی انکے خیال مین نہین ہوتی - جوڑہ کیطرف متوجہ ہونے پر صرف شہوت باعث ہوتی ہے اسمین غایۃ ومصلحت کلی انکی سمجھہ مین نہین آتی -

† اگر حیوانات کے افعال مین باعث ومحرک کوئی راے کلی پائی جاوے تو ضرور ان افعال کا اثر ورنگ انمین پیدا کرے مگر ہم یہہ اثر حیوانات مین نہین پاتے - پرندہ یا چرندہ جانور جب کسی دام مین پہنستا اور صدمہ اُٹہاتا ہے تو اس سے کوئی عام نتیجہ نہین نکالتا - اسیواسطے اگر اسکو اس دام سے چہوٹکر پہر اِس دام کے پاس آنے کا اتفاق ہوتا ہے تو اسمین مبتلا ہو جاتا ہے اور دوسرا جانور جو ہنوز دام مین نہین پہنسا اسکو دیکہہ کر اِس سے نتیجہ نہین نکالتا اور اس دام سے نہین بچتا -

اگر کہو کہ بعض انسان بھی ایسے ہوتے ہین کہ جس کام مین وہ نقصان پاتے ہین یا کسیکو نقصان پاتے ہوئے دیکہتے ہین اس سے بچ نہین سکتے تو اسکا **جواب** یہہ ہے کہ وہ انسان بھی اُن جانورون سے بڑہکر نہین ہین **ہان** اِنمین اُنمین اتنا فرق ہے کہ انمین نتیجہ نکالنے اور بچ جانیکا مادہ وطاقت ہے انکی انسانیت سے بہیمیت کا پردہ کہلے تو وہ اس مادہ سے کام لے سکتے ہین بخلاف اُن جانورون کے کہ انمین یہہ مادہ ہی نہین ہے اور وہ اس سے کبھی کام نہین لیسکتے جو لوگ انسان کے سواے اور حیوانات کیلئے نفوس وادراک کلی تجویز کرتے ہین وہ بعض حیوانات کی افعال کو قوانین وضوابط پر مبنی بناتے اور اُن قوانین کو بیان کرتے ہین چنانچہ اشاعۃ السنہ نمبر۳ جلد۲ مین بصفحہ ۸۴ نسخہ اوّل کی تفصیل مندرج ہے **مگر غور** کرنیسے معلوم ہوتا ہے کہ وہ قوانین وضوابط ان ہی لوگون کی عقل کی استنباط ہین جیسے کوئی دانشمند دوسرے کے قول وفعل سے بعد الوقوع ایسے نکات نکالتا ہے جنسے اس

انسان کو اپنے افعال مین بعض اوقات ایسی بھی کلّی رائے باعث ومحرک ہوتی ہی جسمین اسکی طبعی غرض کچھہ دخل نہین رکھتی بلکہ اس غرض طبعی کی اسمین مخالفت پائی جاتی ہے اور اسکو صرف مصلحت عام واصلاح وتہذیب نظام مدنظر ہوتی ہے جیسے خود بھوکے رہنا - اور اپنا کھانا دوسرے محتاج کو جو اس سے زیادہ مضطر وہلاکت کا خوف رکھتا ہو دیدینا - یا اپنی شہوت کو غیر محل مین نہ نکالنا وعلی ہذا القیاس +

امر دوم یہہ کہ وہ اپنے کام مین شائستگی بھی مدنظر رکھتا ہے یہہ امر بھی حیوانات مین پایا نہین جاتا - انکو صرف رفع ضرورت وقضاء حاجت طبعاً مطلوب ہوتی ہے - انسان حاجت روائی سے علاوہ اپنی کار آمدنی چیزونمین یہہ بھی چاہتا ہے کہ اسمین اسکی آنکھہ کو ٹھنڈک اور دلکو لذت حاصل ہو - اسی خیال سے عورت خوبصورت چاہتا ہے - مکان عمدہ وبلند - کہانا لذیذ ولباس فاخرہ حیوانات کو اس امر کا خیال نہین ہوتا +

امر سوم یہہ کہ وہ ان ضوابط وقواعد حسن معاشرت کو دوسری بنی نوع سے اخذ کرتا ہے اور نوع انسانمین افادہ واستفادہ تعلیم وتعلم ضوابط جاری ہے - ضبط قواعد واستخراج نتائج اگرچہ انسان کا نوعی خاصہ ہے مگر اسکا تحقق ووجود اس نوع کے بعض افراد مین ہوتا ہے نہ سبھی افراد مین - اور نوعی احکام ایسے بہت ہوتے ہین جو صرف بعض افراد مین پائے جاتے ہین - دیکھو شہد کی مکھیون مین صرف ایک مکھی (یعسوب نامی) جو سردار کہلاتی ہے اپنے نوع کی تدبیر وسیاست کرتی ہے - یہہ امر باوجودیکہ اسکا خاصہ نوعی ہے ہر ایک مکھی کو حاصل نہین - دور کیون جاؤ انسان ہی کے اور خواص نوعی دیکھہ لو - جبن وشجاعت وعقل وحماقت وخیاطت وکتابت وغیرہ انسان کے خواص نوعی ہین - مگر سبھی انسان نامرد وبہادر وذکی واحمق ودرزی

بقیہ حاشیہ صفحہ ... شخص کو شعور بہی نہین ہوتا اُن قوانین وضوابط کی حیوانات کی خیال مین موجود ہونے پر کوئی دلیل قایم نہین ہی اور اسکے نفی پر وہ کامل دلیل موجود ہی جو ہمنے بیان کی ہی کہ اگر افعال حیوانات کی اُصُول وضوابط ان کے خیال مین ہوتی تو ضرور ان کا اثر دور تک اُنمین پیدا ہوتا جس سے یقیناً ثابت ہوتا ہی کہ حیوانات کیلئی عقل ونفس ناطقہ وادراک کلّی نہین ثابت ہوتا +

دکانت نہین ہوتے ✣

بناءعلیہ بعض انسان اس قدر عقل رکھتے ہین جس سے وہ خود اپنے کامون کے لئے قواعد وضوابط کلی متصور کر لین اور بعضے ایسے ہین جنکے دل مین ضوابط کا خیال گذرتا ہے مگر وہ اپنی عقل سے استنباط نہین کر سکتے - یہہ لوگ جب کسی دانشمند کو سُنتے ہین کہ اُس نے کارآمد فی ضوابط و قواعد مقرر کئے ہین تو اُن کو دل سے قبول کرتے ہین اور وانہون سہر مضبوط پکڑتے ہین کیونکہ اُنکو اپنے خیالی اور اجمالی ضوابط کے موافق پاتے ہین - اسکی تشریح ایک مثال سے کیجاتی ہے -

بعض آدمی جنگلی (یا وحشی) بہوکے اور پیاسے ہوتے ہین اور کھانا پانی نہین پاتے تو نہایت تکلیف اُٹھاتے ہین اور کھانے پینے کی کوئی سبیل نہین پاتے پھر ایک دانشمند شہری واقف کار کودیکھتے ہین کہ جب وہ اسی بہوک وپیاس مین مبتلا ہوتا ہے تو کھانے کے لئے اناج تلاش کرتا ہے پھر اسکا بیج بوتا ہے پھر اسکو پانی دیتا ہے پھر کھیتی پکنے کے وقت کاٹتا ہے پھر غلہ کو بھس سے جدا کرتا ہے پھر اس غلہ کو وقت حاجت کے لئے سنبھال رکھتا ہی اور پانی کے لئے کنوان کھودتا ہے یا چشمے اور نہرین تلاش کرتا ہے - اور پانی رکھنے کے لئے مٹکی ٹھلیا مشک وکوزہ بہم پہنچاتا ہے - پھر جب وہ تجربہ سے جان لیتا ہے کہ اگر وہ کچّا اناج اور ناپختہ بقولات کھائیگا تو اسکا معدہ درد کریگا تو اس اناج کے لئے پیسنا پکانا تجویز کرتا ہے وعلیٰ ہذالقیاس سبھی کامون کے قوانین وضوابط مقرر کرتا ہے پس وہ جنگلی (یا وحشی) اس دانشمند شہری کے ضوابط و قوانین کو بدل باور کرتا ہے - اور اُنکے سیکہنے اور عمل مین لانے مین دل سے کوشش کرتا ہے - اسی طریق سے بڑی بڑی شہرون اور آبادیون مین ضوابط و قوانین پائے جاتے ہین جو اب کمال شہرت کو پہنچ گئے ہین اور اُنپر جمہور خلائق متفق ہین - ایک زمانہ مین وہ نہایت کم تہے اور بعض بالکل نتھے - اسبات پر اکثر معمورات زمین خصوصاً یورپ کے ابتدائی حالات اور اس زمانہ تھذیب و ترقی کے حالات کا باہم مقابلہ کرنا یقین دلاتا ہے ✣

پہلے یہ **تینون امر** انسان کے طبعی الہامات سے مل جل جاتے ہین جیسے سانس لینے سے (جو
طبعی وضروری امر ہے) اسکو چھوٹا یا بڑا کرنا ملجاتا ہے ۔
پھر یہ تینون امر (لوگون کی مزاج اور عقلون کے مختلف ہونے کے سبب) لوگون مین
مختلف طور پر پائے جاتے ہین کسی مین کامل کسی مین ناقص کسی مین متوسط اسیوجہ سے جو کام
ودنیاوی انتظام ان امور کے ذریعہ سے لوگ کرتے ہین مختلف ہوتے ہین۔ ان مختلف
انتظامون کے درجات ومراتب بیشمار ہین پر ہم بغرض افہام ناظرین انکے **دو حدین** بیان
کردیتے ہین بقیہ درجات کو ناظرین خود قیاس کرسکتے ہین +

ایک وہ حد جس سے کسی جگہ کے لوگ خواہ کیسے ہی چھوٹی بستیون اور پہاڑون اور
جنگلون کے رہنے والے ہون خالی نہین ہوتے جیسے بول چال وباہمی تخاطب کے لئے
سیدھے سیدھے الفاظ واصطلاحات مقرر کرنا جسطرح ہوسکے کھیتی کرنا درخت لگانا کنوئین
کھودانا۔ جانورون کو قابو مین لاکر اُنسے کام لینا برا بھلا چھونپڑا یا چھپر رہنے کے لئے بنالینا
اچھا برا کپڑا یا کمبل اوڑھنے کو بنوالینا۔ اپنی غرض کے موافق جورو کرلینا۔ جیسے بن پڑے
بچون کی تربیت وتعلیم کرنا۔ اپنے تنازعات ومعاملات کے تصفیہ کے لئے کوئی سردار یا منصف
بنالینا وعلیٰ ہذا القیاس اس حد کو **ادنیٰ** یا ابتدائے **حد نظام** کہا جاتا ہے +

دوسری حد وہ جو بڑے بڑے شہرون اور شایستہ ملکون مین پائی جاتی ہے جہان لوگ
بکثرت رہتے ہین جنمین بڑے بڑے تجربہ کار ہوشیار ہوتے ہین وہ ان سبھی کامون کو جو
حد اول مین مذکور ہوئی تہذیب وشائستگی سے کرتے ہین اور انکے اصول وقواعد بھی عمدہ
بتلاتے ہین۔ جنکی تفصیل اسمقام مین محض تطویل ہے۔ ہر ایک کام زراعت۔ تجارت اکل
وشرب۔ لباس۔ مناکحت۔ تربیت اولاد۔ صحبت ابنائے جنس۔ سلطنت۔ سیاست۔ ریاست
حکومت۔ صناعت وغیرہ مین شایستگی وترقی مہذب شہرون اور ولایتون کے رہنے والون
کی کس وناکس پر عیان ہے۔ اس حد کو **اعلیٰ** یا درجہ دوم کی **حد نظام** دنیاوی کہا جاتا ہے

پہر ہم یہہ بھی دیکھتے ہین کہ اِن امور ثلثہ اور اُن انتظامات (جو اِن سے متفرع ہین) کے اصل اصول پہ سبہی لوگ شہری دیہاتی حضری بدوی متفق ہین کسی اقلیم کے لوگ (جو صحت اعتدال پر ہین) اِن امور و انتظامات کے اصل اصول سے مخالف نہین ہین۔ کسی کو اختلاف ہے تو صرف اُنکی کیفیت یا کمیت مین ہے **مثلاً** نعش مُردہ کو زندون سے الگ کرنا اتفاقی امر ہے اور اسکا اصل اصول بدبو سے بچنا اور مُردہ کی شرمگاہ کو ڈہانکنا بھی اتفاقی ہے۔ اختلاف ہے تو اسکی کیفیت مین کوئی یہ امر مُردہ کو جلانے سے عمل مین لاتا ہے کوئی دفن کرنے سے کوئی دریا بُردہ کرنے سے۔ ایسا ہی چوری کرنا اتفاقاً بد ہے۔ اختلاف ہے تو اسمین ہے کہ چوری کی حد کیا ہے اور سزا کیا۔ وعلی ہذا القیاس زنا وغیرہ کو سمجہنا چاہئے ✣

بعض لوگون کا اِن امور واصول کے برخلاف زنا کرنا چوری کرنا اس اتفاق مین خلل انداز نہین ہوسکتا ہے کیونکہ ان لوگون مین بعض تو مسلوب الحواس و مجنون ہین (جو قوت اعتدال انسانی کے سبب بہایم سے ملحق ہین) اور بعضے جو ہوش حواس کے ساتھ یہ کام کرتے اور دیدہ و دانستہ بہایم بنتے ہین وہ اپنے دل سے خود جانتے ہین کہ یہہ فعل بد ہین جو کسی کی بہو یا بیٹی سے زنا کرتا ہے اگر اُسکی بہو یا بیٹی سے کوئی زنا کرے تو دیکھو اُسکو کیسا بُرا معلوم ہوتا ہے اور اسپر وہ کیسی غیرت کرتا ہے ✣

اِس تفصیل سے ثابت ہوا کہ نوع انسان مین قوت عقلیہ وعملیہ کے پہلی دو شاخین موجود ہین جنسے وہ اور حیوانون سے امتیاز و خصوصیت رکہتا ہے۔

اَب رہی اسکی **دوسری دوشاخین** قوت عقلیہ وعملیہ وہ بھی مشاہدہ حال انسان سے ثابت ہین۔ ہم صاف مشاہدہ کرتے ہین کہ بعض انسان ایسے علوم و قوانین بیان کرتے ہین جنکو ظاہری نظام دنیاوی سے اخذ نہین کیا جاسکتا۔ اور خواہ کیسی ہی قوت فکری و استنباطی صرف کرین اس نظم دنیوی مین اُن علوم کا سُراغ نہین ملتا۔ جس سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ اُن علوم کا القاء انسان پر غیب الغیب سے بطریق وہب ہوتا ہے اسکا تفصیلی بیان مقدمہ سیادسہ

[illegible] — (باقی آئندہ)

کفر و کافر

(اس مضمون میں ہمکو اس کفر سے بحث نہیں جو مذہب اسلام کے مخالف مذاہب پر اطلاق کیا جاتا ہے بلکہ اس کفر سے بحث ہے جسکا اہل اسلام کا اپنے ہی گہر میں خرچ ہے ایک مسلمان دوسرے کو بعض افعال و اقوال و اعتقادات کی سبب جنکو اپنے خیال میں کفر سمجہتا ہے اس کفر کا خطاب دیتا ہے)

لفظ کفر (چنانچہ بیضاوی و قاموس وغیرہ میں ہے) اصل لغت عرب میں کاف کی زبر سے ہے اور اسکے لغوی معنے ستر اور ڈہانکنے کے ہیں۔ اسی معنے کر زمیندار کو جو زمین میں تخم زراعت کو چہپاتا ہے کافر کہا جاتا ہے اور رات کو جو ہر چیز کو اپنی تاریکی میں ڈہانک لیتی ہے نیز کافر کہا جاتا ہے۔ ایسا ہی پہل کے خوشہ یا غلاف کو کافور اور دریا اور بڑی نہر اور بڑی جنگل اور سیاہ بادل کو کافر کہا جاتا ہے۔ انمیں بہی سبہی چیزیں ڈہکی ہوئی ہوتی ہیں۔

والکفر لغة ستر النعمة واصله الکفر بالفتح وهو الستر ومنه قیل للزراع واللیل کافر ولکمام الثمرة کافور۔ (بیضاوی)

کفر علیه یکفر غطاه والشیٔ ستره۔ والکافر اللیل والبحر والوادی العظیم والنهر الکبیر والسحاب المظلم والزراع۔ (قاموس)

اسی معنے کی مناسبت سے لغت میں کفر بمعنے انکار بہی مستعمل ہے منکر نعمت کو کافر کہا جاتا ہے ایسا ہی ہر چیز (الہی ہو خواہ آدمی کی) منکر کو کافر کہا جاتا ہے۔

کفر نعمة الله جحدها۔ کافر جاحد لأنعم الله۔

اسی محاورہ سے کفار عرب نے دین سے انکار کو کفر سے تعبیر کیا ہے اور اسکو خوشی و فخر سے اپنی طرف منسوب کیا ہے چنانچہ انکا انبیا کو یہ کہنا کہ جو تم لیکر آئے ہو ہم اس سے کافر ہیں) سورہ وم و حم سجدہ میں منقول ہے

قالوا انا کفرنا بما ارسلتم به۔ ابراهیم ۲۶

فانا بما ارسلتم به کافرون۔ حم السجده ۲۶

اسی محاورہ سے انبیاء اور مومنوں نے باطل الٰہوں اور جہوٹے معبودوں سے انکار کرنیکو کفر کہا اور اسکو بخوشی اپنی طرف نسبت کیا چنانچہ ابراہیم اور انکی اتباع نے اپنے وقت کے کافروں سے کہا

اذ قالوا لقومهم انا برآء منکم ومما تعبدون من دون الله۔ کفرنا بکم (الممتحنه ۱)

کہ ہم تمہارے معبودون سے بیزار د کافر (یعنی منکر) ہین -

اور خود خدا جل و علی نے اپنے مومن بندون کو باطل معبودون سے کفر کرنیکا حکم دیا چنانچہ فرمایا ہے

جنہو نے طاغوت سے کفر کیا اور خدا پہ ایمان لایا اُس نے مضبوط رسی کو ہاتہہ مارا	ومن یکفر بالطاغوت ویؤمن بالله فقد استمسك بالعروة الوثقی - البقرہ ۲۴۶ -

اور اصطلاح شرع مین کفر دین اسلام سے انکار کرنے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کسی بات کو جو اُن سے بطور تواتر و یقین ثابت ہو نہ ماننے کا نام ہے جسکا لازمہ و حکم دائرہ اسلام سے خروج اور عذاب جہنم مین خلود ہے - اِس معنی اصطلاحی پہ نقل و دلیل اور ان باتون کی (جنکے انکار سے یقینا آنحضرت کی تکذیب لازم آتی ہے) تمثیل و تفصیل اشاعۃ السنہ جلد ۳ مین بضمن مضمون (التفرقہ بین الاسلام والزندقۃ) بخوبی ہو چکی ہے جسکی ملاحظہ سے تکذیب و تکفیر کا عمدہ قانون معلوم ہو سکتا ہے اس مقام مین صرف اس قدر بیان مقصود ہے کہ شرع اور اہل شرع مین ہر جگہہ کفر کا اطلاق اسی معنے اصطلاحی سے ہوا ہے یا کہین اس سے اور معنی بہی مراد ہین -

قرآن و حدیث مین غور و تتبع کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اکثر مواضع مین تو لفظ کفر کا اطلاق اسی معنی اصطلاحی سے ہوتا ہے مگر بعض مواضع مین اِس لفظ کفر سے یہ معنی اصطلاحی مراد نہین ہین بلکہ اس کفر کے معنی لغوی کفران نعمت یا کفر عملی جسمین یہ کفران نعمت پایا جاتا ہے مراد ہین -

ہر چند کلام و خطاب شارع مین معنی اصطلاحی معنی لغوی سے مقدم ہیں اور وہی لفظ شارع کے حقیقی معنے ہین مگر جس محل مین معنی اصطلاحی کے مراد ہونے سے خود کلام شارع مانع ہو وہان لغوی معنی مقدم ہین اور وہی کلام شارع کے حقیقی معنی ہین -

جو لوگ ان باتوں کو نہین جانتے وہ شارع کے بعض افعال و اقوال کو کفر کہنے سے ان افعال و اقوال کو حقیقی و اصطلاحی کفر پہ محمول کرتے ہین - اور ان کے مرتکبین کو خواہ وہ مسلمان

مصدق اسلام ہون کافر کہدیتے ہین بلکہ بقیاس اُن افعال و اقوال کے اُن کے نظائر
و امثال کو اپنے اجتہاد سے کفر قرار دیکر اُن کے مرتکبین کو بھی دائرہ اسلام سی خارج
سمجھتی ہین۔ اِس مضمون سے ان ہی لوگون کی ہدایت و نصیحت اور اہل اسلام کی تکفیر
سے ممانعت مدنظر ہے ✣

پس واضح ہو کہ جن افعال و اقوال پر شارع نے لفظ کفر اطلاق کیا ہے یا اسکا ہم معنی کوئی
اور لفظ (جیسے لا ایمان یا لیس منا) استعمال فرمایا ہے یا ان پر حکم کفر (عدم دخول جنت)
لگادیا ہے و مع ذلک اس سی معنے اصطلاحی کفر کا ارادہ نہین کیا گیی ہین۔ **ازانجملہ قتل**

عن عبد اللہ بن مسعود قال قال رسول اللہ صلعم
سباب المسلم فسوق وقتاله کفر۔ (صحیح بخاری)
عن ابی موسی الاشعری عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم
قال من حمل علینا السلاح فلیس منا۔ (مسلم)

مسلمان ہے جسکی نسبت آنحضرت نے فرمایا ہی
کہ مومن کو گالی دینا فسق ہے اور اسکو قتل کرنا کفر ہی
ایسا ہی دوسری حدیث مین ارشاد کیا کہ جو ہم مسلمانون
پر ہتیار اُٹھاوی وہ ہم مین سے نہین۔

پہلی حدیث مین کفر سے کفران نعمت خداوندی اور کفر عملی مراد ہے اور دوسری حدیث مین
مسلمانون پر ہتیار اٹہانے والے کے مسلمان نہونیسے یہہ مراد ہی کہ اسکا عمل اسلام کا فعل
نہین اور دونون حدیثون مین یہہ مراد نہین کہ مومن کا قاتل دین اسلام سی خارج ہی ✣
اسپر دلیل قرآن کی آیت وہ ہے جسمین قاتل مومن کو مومن کہا ہے چنانچہ فرمایا ہے

وان طائفتان من المومنین اقتتلوا فاصلحوا
بینھما۔ (حجرات ع ۱۴)

کہ اگر مسلمانون کی دو جماعتین آپس لڑین تو انکی صلح
کرادو۔ اِس آیت میں لڑنے والون کو مومن کہنی
سے معلوم ہوتا ہے کہ مسلمانون سے لڑنیوالا اسلام سے خارج نہین ہوتا۔ اگرچہ اسکا یہہ فعل
کافرون کا فعل ہے۔ صحیح بخاری مین اسی مضمون کا ایک باب ہی جسکا حاصل یہہ ہی کہ گناہ

باب المعاصی من امر الجاھلیة لا یکفر صاحبھا
بارتکابھا الا بالشرک لقول النبی صلعم

کفر کے کام ہین مگر انکا مرتکب بجز شرک کے کافر نہین
ہوتا کیونکہ آنحضرت [illegible] ابوذر صحابی جلیل الشان کا مل الایمان

انك امرء فيك جاهلية - وقوله تعالى ان
الله لا يغفر ان يشرك به ويغفر ما دون ذلك
لمن يشاء - وان طائفتان من المؤمنين
اقتتلوا فاصلحوا بينهما فسماهم المؤمنين -

کہ تمھین ایک گالی دینے کے سبب) فرمایا ہی
تو ایسا آدمی ہے جسمین کفر کی خصلت ہے اور
خدا تعالی نے فرمایا ہی کہ خدا شرک تو نہ بخشیگا یہ
جو اس سے چھوٹے گناہ ہین جسکو چاہی بخشدے
اور خدا نے فرمایا ہے اگر مسلمانون کی دو جماعتین آپسمین لڑین تو انمین صلح کرادو - اسمین باہم
لڑنے والون کو مومن کہا“ -

از انجملہ عورتون کی ناشکری ہے جسکو آنحضرت نے کفر فرمایا ہی جب اسکے معنی کا

باب کفران العشیر وکفر دون کفر عن ابن عباس
قال قال النبی صلعم اریت النار فاذا اکثر اهلها
النساء یکفرن قیل ایکفرن بالله قال یکفرن
العشیر ویکفرن الاحسان - **بخاری**

استفسار ہوا تو آپنے خود ہی اُسکو خاوند کی
ناشکری سے تفسیر کیا - صحیح بخاری مین ایک
باب اسی عنوان کا ہے کہ بعض کفر ایسا ہی ہوتا ہے
جو (بڑی کفر اصطلاحی سی) کمتر ہے - اسمین ناشکری
خاوند کو داخل کیا اور اسکے ثبوت مین حدیث کو ذکر فرمایا - **و از انجملہ** نسب و رشتہ مین خلاف

عن ابی ذر انه سمع رسول الله صلعم یقول لیس من
رجل ادعی الی غیر ابیه وهو یعلمه الا کفر - مسلم

بیانی کرنا ہی جسکی نسبت آنحضرت نے صاف فرمایا ہی
کہ جو اپنے باپ کو چھوڑکر کسی اور کیطرف منسوب ہو کافر ہی

و از انجملہ کسی کی نسب مین طعن کرنا اور میت پر نوحہ کرنا جنکی نسبت آنحضرت نے فرمایا ہے

عن ابی هریرة قال قال رسول الله صلعم اثنتان فی الناس
هما بهم کفر الطعن فی النسب والنیاحة علی المیت - مسلم
عن عبد الله بن مسعود قال قال رسول الله صلعم لیس منا من
ضرب الخدود وشق الجیوب ودعی بدعوی
اهل الجاهلیة - مسلم

کہ لوگون مین دو کفر کے کام ہین کسیکی نسب پر طعن
کرنا اور میت پر چلاکر رونا - ایک حدیث مین آیا ہی
کہ جو مصیبت کے وقت مونہہ پیٹے اور گریبان
چاک کرے اور کفر کیسے بین کرے وہ ہم مین
سے نہین ہے -

و از انجملہ غلام کا اپنے مالک سے بھاگ جانا ہے جسکی نسبت آنحضرت نے

عن الشعبی عن جریر انه سمعه یقول ایما عبد ابق
عن موالیه فقد کفر حتی یرجع الیهم - مسلم

فرمایا ہے کہ جو غلام اپنے میان سے بہاگ جاوے وہ
کافر ہے جبتک اُسکے پاس نہ آوے -

از انجملہ جہوٹ بولنا گالی دینا - عہد کا توڑنا - وعدہ خلافی کرنا جنکو آنحضرت نے خصایل نفاق

عن عبد الله بن عمرو قال قال رسول الله صلعم
اربع من کن فیه کان منافقا خالصا ومن
کانت فیه خصلة منهن کانت فیه خصلة من النفاق
حتی یدعها اذا حدث کذب واذا عاهد غدر
واذا واعد اخلف واذا خاصم فجر - مسلم

جو کفر کا مرادف ہے قرار دیا ہے چنانچہ فرمایا
ہے چار چیزین ہین جنمین وہ ہون پورا منافق
ہے جسمین ایک اُنمین سے ہو اُسمین ایک خصلت
نفاق ہے جب بات کہے جہوٹ بولے جب عہد
کرے غدر کرے جب وعدہ دے اسکا خلاف کرے
جب جہگڑے گالی بکنے لگے - ایک حدیث مین یہہ بہی آیا ہے کہ آنحضرت نے کم خطبہ فرمایا

عن انس قال قلما خطبنا النبی صلعم الا قال
لا ایمان لمن لا امانة له ولا دین لمن لا عهد له (مشکوة)
عن ابی هریرة ان النبی صلعم قال لا یزنی الزانی
حین یزنی وهو مومن ولا یسرق حین یسرق
وهو مومن ولا یشرب الخمر حین یشربها
وهو مومن والتوبة معروضة بعد -

ہو گا جسمین یہہ نہ کہا ہو کہ جسکی امانت نہین
اُسکا ایمان نہین اور جسکا وعدہ نہین اسکا دین نہین
وازانجملہ زنا چوری - شرب خمر ہے جنکی نسبت
آنحضرت نے فرمایا ہے کہ زانی زنا کے وقت اور
چور چوری کے وقت اور شرابخوار شراب نوشی
کیوقت مومن نہین ہوتا اور یہ کہنا ایسا ہے جیسا
کہ یہہ کہنا کہ وہ کافر ہین -

وازانجملہ تکبر ہے جسکو آنحضرت نے شرک وکفر کے برابر ٹہرایا اور اُسکی نسبت فرمایا کہ

عن عبد الله بن مسعود عن النبی صلعم قال لا یدخل
الجنة من کان فی قلبه مثقال ذرة من کبریاء -
عن حذیفة قال سمعت رسول الله صلعم یقول
لا یدخل الجنة نمام - مسلم

جسکے دل مین ذرہ بہر بہی تکبر ہوگا وہ بہشت
مین نہ جاویگا - ایسا ہی آپنے چغلی کہانے -
مسلمانون کو فریب دینے - قطع رحم کرنے ہمسایون
کو تکلیف دینے کسیکا حق دبالینے پر بہشت سے

وعنہ قال سمعت رسول اللہ یقول لا یدخل الجنۃ قتات مسلم

عن جبیر بن مطعم انہ سمع النبی صلعم یقول لا یدخل الجنۃ قاطع۔ بخاری

عن ابی شریح ان النبی صلعم قال واللہ لا یؤمن واللہ لا یؤمن واللہ لا یؤمن قیل من یا رسول اللہ قال الذی لا یأمن جارہ بوائقہ۔ (بخاری)

عن ابی امامۃ ان رسول اللہ قال من اقتطع حق امرء مسلم بیمینہ فقد اوجب اللہ لہ النار وحرم علیہ الجنۃ فقال لہ رجل وان کان شیئا یسیرا قال وان کان قضیبا من اراک۔ مسلم

عن ابی ہریرۃ ان رسول اللہ قال من حمل علینا السلاح فلیس منا ومن غشنا فلیس منا۔ م

ایک حدیث مین ہے چغل خور بہشت مین داخل نہو گا۔

ایک حدیث مین ہے سخن چین بہشت مین نجاویگا۔ ۱

ایک حدیث مین ہے قاطع رحم بہشت مین داخل نہ ہو گا۔ ایک حدیث مین ہے کہ آنحضرت نے تین بار قسم کہا کر فرمایا کہ جو شخص ہمسایون کو امن نہ دیگا وہ بہشت مین داخل نہو گا ایک حدیث مین ہے کہ جو کسی مسلمان کا حق قسم کہا کر دبا لیگا اسکے لئے دوزخ واجب ہو چکی اور بہشت حرام ہوئی اگرچہ ڈہاک کی ٹہنی ہو اور ایک حدیث مین ہے کہ جو ہم مسلمانون کو دہوکا دے وہ مسلمان نہین ہے۔

اسی قسم کے اور کئی افعال واقوال ہین جنکو آنحضرت نے صاف کفر ٹہرایا ہے یا کفر کا ہم معنی لفظ اطلاق فرمایا ہے۔ یا انپر حکم کفر دوزخ مین رہنا اور بہشت مین نہ جانا لگا دیا ہے۔ ان احادیث مین بہی لفظ کفر سے کفر شرعی واصطلاحی کے مراد نہین ہیں اور نہ ان کے مرتکبین پر حکم کفر شرعی (اسلام سے خروج اور عذاب جہنم مین خلود) کا لگانا مقصود ہے بلکہ کفر سے وہی معنی لغوی کفران نعمت یا کفر عملی مراد ہے اور اسکے سزا مین جو بہشت مین داخل نہ ہونے اور دوزخ مین جانیکا ذکر ہوا ہے اسکے یہہ معنی ہین کہ اولی دخول بہشت نہو گا ان گناہون کی سزا بھگت کے دخول بہشت نصیب ہو گا۔ اور یہ معنی نہین ہین کہ ان افعال کا مرتکب ہمیشہ دوزخ مین رہیگا اور کبہی بہشت مین نجاویگا ÷

اسپر دلایل متعدد آیات و احادیث ہین۔ آیات قرآن مجید مین بہت ایسی ہین جنمین کفر و شرک کے سوائے سب معاصی کے عفو کا جواز نکلتا ہے۔

ازانجملہ ایک آیت مین ارشاد ہے۔ ای نبی میرے بندون کو جنہون نے اپنے نفسون پر

قل یا عبادی الذین اسرفوا علی انفسہم لا تقنطوا من رحمۃ اللہ ان اللہ یغفر الذنوب جمیعا انہ ہو الغفور الرحیم۔ زمر ع ۵	زیادتی کی ہے کہدے کہ خدا کی رحمت سے ناامید نہ ہون وہ سبھی گناہون کو بخش دیگا۔+

اس معافی سے شرک کا مستثنی ہونا اس آیت مین پایا جاتا ہے جسکا ذکر صفحہ ۲۹۸ مین صحیح بخاری کی عبارت مین گذرا۔ اور کفر کا مستثنی ہونا بہت آیات مین پایا جاتا ہے جن مین کافرون کے لئے خلود نار کا ذکر ہے۔

اور احادیث جن سے کفر و شرک کے سوا اور گناہون کے ارتکاب سے کافر نہونا اور ان کے عوض و سزا مین ہمیشہ دوزخ مین نرہنا ثابت ہوتا ہے بیشمار ہین ازانجملہ چند احادیث بطور مشت نمونہ خروار نقل کیجاتی ہین۔

اول حدیث جبریل جسمین انہون نے آنحضرت سے ایمان کا سوال کیا اور آپ نے

عن عمر بن الخطاب فی قصۃ جبرئیل قال فاخبرنی عن الایمان قال ان تومن باللہ و ملئکتہ وکتبہ ورسلہ والیوم الآخر وتؤمن بالقدر خیرہ وشرہ قال صدقت (بخاری مسلم)	اُس کے جواب مین صرف یقین کرنے اور مان لینے خدا اور رسول وملایکہ و روز قیامت و تقدیر خیر و شر کو ذکر فرمایا جس سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ اصل حقیقت ایمان مین عمل داخل

نہین۔ ہوتا تو ایسے محل بیان مین اسکا ذکر فرو گذاشت نہوتا۔

دوم حدیث عبادہ بن صامت کہ آنحضرت نے فرمایا ہے کہ جو گواہی دیتا ہے کہ

+ تفسیر فتح البیان مین اس آیت کی تفسیر ہماری مدعا کے مفید عمدہ طرز و استدلال سے مرقوم ہے ناظرین اہل علم اس تفسیر کا مطالعہ کرین۔

عن عبادة بن صامت قال قال رسول الله صلعم من قال اشهد ان لا اله الا الله وحده لا شریك له وان محمدا عبده ورسوله وان عیسی عبد الله وابن امته وکلمته القاها الی مریم وروح منه وان الجنة حق وان النار حق ادخله الله الجنة علی ما کان من عمل۔ مسلم

خدا وحده لاشریک ہی اور محمد صلعم اور عیسٰی الله کے رسول اور اسکے بندے ہین اور بہشت و دوزخ برحق ہے خدا اسکو بہشت مین داخل کردیگا خواه اسکے عمل کیسے ہی ہون (یعنی تہوڑے ہون یا بہت اچھی ہون یا بری۔ اچھے ہوئے تو پہلے ہی سے بہشت مین داخل کریگا بُرے ہوے تو اُنکی سزا بھگتا کر یا معافی دیکر)

سوم حدیث ابوذر کہ آنحضرت نے فرمایا جس نے لا اله الا الله کہا اور اسی پر مرا وہ بہشت مین داخل ہو رہیگا۔ مینے عرض کیا یارسول الله اگرچہ اُس نے زنا یا چوری کی ہو آپنے فرمایا اگرچہ زنا یا چوری کی ہو ابوذر نے تین بار یہہ سوال کیا اور آنحضرت نے یہی جواب دیا۔

عن ابی ذر قال قال رسول الله ما من عبد قال لا اله الا الله ثم مات علی ذلك الا دخل الجنة قلت وان زنی وان سرق قال وان زنی وان سرق ثلاثا۔ مسلم

چہارم حدیث معاذ کہ آنحضرت نے معاذ کو بلایا اور فرمایا جس نے دل سے شہادت دی کہ خدا کے سوا کوئی معبود نہین اور محمد صلعم خدا کا رسول ہے۔ اسپر خدا نے آگ کو حرام کیا (یعنی اُسمین ہمیشہ رہنا) معاذ نے عرض کیا کہ یارسول الله کیا مین لوگونکو یہہ خوشخبری نہ سناؤن آپنے فرمایا تب وہ سُنکر اسپر بہروسہ کر لینگے اور عمل چہوڑ دینگے (یعنی غلطی سے اسکے معنی یہہ سمجھ لینگے کہ کلمہ پڑہنے سے آگ مین جانا مطلق ہی حرام) پہر معاذ نے بوقت موت بخوف گناہ کتمان اس حدیث کو لوگون کے پاس بیان کیا۔

عن انس بن مالك ان النبی صلعم ومعاذ بن جبل ردیفه علی الرحل فقال یا معاذ ما من عبد یشهد ان لا اله الا الله وان محمدا عبده ورسوله الا حرمه الله علی النار قال یا رسول الله افلا اخبر بها الناس فیستبشروا قال اذا یتکلوا فاخبر بها معاذ عند موته تاثما۔ مسلم

پنجم حدیث عباس بن عبد المطلب کو آنحضرت نے فرمایا جو خدا کو اپنا رب اور محمد صلعم کو رسول اور اسلام کو دین ماننے مین راضی ہوا اُس نے ایمان کا مزہ چکھہ لیا۔

عن عباس بن عبد المطلب انه سمع رسول الله يقول ذاق طعم الايمان من رضي بالله ربا وبالاسلام دينا وبمحمد رسولا

ششم حدیث انس کہ آنحضرت نے فرمایا آگ سے وہ شخص (بھی) نکالا جاویگا جس نے لا اله الا الله کہا اور اسکے دل مین جَو کے دانہ برابر ایمان ہوگا اور وہ (بھی) نکالا جاویگا جسکے دل مین گیہون کے دانہ برابر ایمان ہوگا اور وہ (بھی) نکالا جاویگا جسکے دل مین ایک ذرہ کے برابر ایمان ہوگا۔

عن انس ان النبي صلعم قال يخرج من النار من قال لا اله الا الله وفي قلبه وزن شعيرة من خير ويخرج من النار من قال لا اله الا الله وفي قلبه وزن برة من خير ويخرج من النار من قال لا اله الا الله وفي قلبه وزن ذرة من خير وفي رواية من ايمان مكان خير (بخاری)

ہفتم حدیث ابو سعید خدری جسمین فرشتون و مومنون و انبیاء کی شفاعت کا ذکر کرکے فرمایا ہے کہ ملایکہ و انبیاء و مومن شفاعت کر چکے اب ارحم الراحمین باقی رہا پھر آگ سے خدا ایسے لوگون کی مٹھی نکالیگا جنہون نے کوئی نیک عمل نکیا ہوگا۔

عن ابي سعيد الخدري في حديث طويل شفعت الملئكة وشفع النبيون وشفع المومنون ولم يبق الا ارحم الراحمين فيقبض قبضة من النار فيخرج بها قوما لم يعملوا خيرا قط وفي رواية بغير عمل عملوه (بخاری و مسلم)

ہشتم حدیث انس رضی الله عنه کہ آنحضرت نے فرمایا تین چیزین ایمان کی جڑ ہین جو لا اله الا الله کہے اس سے رک جانا۔ نہ اسکو گناہ (یعنے سوائے کفر و شرک) کے سبب کافر کہو اور نہ کسی عمل سے (بجز کفر و شرک) اسلام سے نکالو باقی دو چیزون کا ذکر بضمن حاشیہ صفحہ ۲۶۴ نمبر سابق مین گذرا

عن انس قال رسول الله ثلث من اصل الايمان الكف عمن قال لا اله الا الله (ابو داؤد)

اس مضمون کی حدیثین اور بہت ہین جنسے ثابت ہوتا ہے کہ کبایر مندرجہ احادیث سابقہ الذکر مین (جنپر شارع نے کفر کا اطلاق کیا ہے اور انکی سزا مین بہشت کو حرام فرمایا ہے) کفر شرعی اصطلاحی مراد نہین۔ اور نہ انکی سزا سے یہہ مراد ہے کہ ہمیشہ دوزخ مین رہیگا۔

یہہ جو کچہہ ہمنے کہا ہے اور اسکے مطابق احادیث کا مطلب بیان کیا ہے اکثر سلف اور تمام اہلحدیث و جمہور فقہا و متکلمین اہلسنت کا قول ہے جنکے مذہب و اعتقاد مین اصل ایمان (جسپر دخول جنت و عدم خلود نار کا مدار ہے) تصدیق یا تصدیق معہ اقرار توحید و رسالت کا نام ہے۔ اور اعمال حسنہ کا کرنا اور اعمال بد سے بچنا اصل ایمان کی شرط یا جزء نہین صرف اسکے کمال کا جزو ہے۔ انکے نزدیک جو +

+ قد لا يجعل تارك العمل خارجا عن الايمان بل يقطع بدخول الجنة وعدم خلوده في النار وهو مذهب اكثر السلف وجميع ائمة الحديث وكثير من المتكلمين والمحكي عن مالك والشافعي والاوزاعي وعليه اشكال ظاهر وهو انه كيف لا ينتفي الشيء اعني الايمان مع انتفاء ركنه اعني الاعمال وكيف يدخل الجنة من لم يتصف بما جعل اسما للايمان وجوابه ان الايمان يطلق على ما هو الاصل والاساس في دخول الجنة وهو التصديق وحده او مع الاقرار وعلى ما هو الكامل المنجي بلا خلاف وهو التصديق مع الاقرار والعمل على ما اشير اليه بقوله تعالى انما المومنون الذين اذا ذكر الله وجلت قلوبهم الى قوله اولئك هم المومنون حقا۔ (شرح مقاصد)

باب قول النبي صلعم بني الاسلام على خمس وهو قول وفعل ولابي ذر عن الكشميهني وعمل بدل فعل وهو اعم من عمل القلب والجوارح لتدخل العبادات والاعتقادات وهو موافق لقول السلف اعتقاد بالقلب ونطق باللسان وعمل بالاركان وارادوا بذلك ان الاعمال شرط كماله۔ الى ان نقل عن بعض المعتزلة ان الايمان العمل والنطق والاعتقاد ثم قال والفارق بينه وبين قول السلف انهم جعلوا الاعمال شرطا في الكمال والمعتزلة جعلوها شرطا في الصحة۔ (قسطلانی

ولا نكفر مسلما بذنب من الذنوب وان كانت كبيرة اي كما يكفر الخوارج مرتكب الكبيرة اذا لم يستحلها ولا نزيل عنه اسم الايمان ونسميه اي مرتكب الكبيرة مومنا حقيقة اي لا مجازا لان الايمان هو التصديق بالجنان والاقرار باللسان واما العمل بالاركان فهو من كمال الايمان وجمال الاحسان عند اهل السنة والجماعة وشرط او شطر عند الخوارج والمعتزلة (شرح فقه اكبر امام الائمة ابو حنيفه عليه الرحمة

شخص تصدیق و اقرار توحید رسالت کے ساتھ طاعات کا ملتزم اور معاصی سے مجتنب ہو وہ مومن کامل الایمان ہے جو اولی دخول بہشت کا بلا مس عذاب مستحق و امیدوار ہے۔ اور جو کسی طاعت مین قاصر ہے یا کسی گناہ کا مرتکب ہو وہ مومن ناقص الایمان ہے جو گناہ کی سزا بھگت کر بہشت مین جانیکی امید رکھتا ہو۔

امام بخاری نے اسی مذہب کے مطابق اور اسی معنی کے ارادہ سے اپنی کتاب کے متعدد ابواب مین نماز۔ روزہ۔ زکوۃ۔ کہانا کہلانے مسلمانون کو زبان کے اید اسے بچانے وغیرہ اعمال حسنہ کو جزو ایمان و اسلام ٹھہرایا ہے اور اُنکے مقابل اعمال بد (ناشکری خاوند۔ بغض انصار۔ جہوٹ۔ وعدہ خلافی۔ خیانت وغیرہ اعمال بد) کو کفر و نفاق مین داخل کیا چنانچہ اُس حدیث کی تفسیر مین جسمین زانی کو بے ایمان کہا گیا ہے صاف فرمایا ہے کہ وہ بوقت زنا مومن کامل نہین ہوتا اور اسمین نور ایمان نہین ہوتا۔

قال ابو عبد الله لا یکون ھذا مومنا تاما و لا یکون له نور الایمان۔ (مشکوۃ و صحیح بخاری ص ۱۳۶)

† قال الامام ابو الحسن علی بن خلف بن بطال المالکی المغربی فی شرح صحیح البخاری فی باب من قال ان الایمان هو العمل **فان قیل** قد قدمتم ان الایمان هو التصدیق **قیل** التصدیق هو اول منازل الایمان و یوجب للمصدق الدخول فیه و لا یوجب له استکمال منازله و لا یسمی مومنا مطلقا اذا اطلق حمل علی الفرد الکامل هکذا قالوا هذا مذهب جماعة اهل السنة ان الایمان قول و فعل قال ابو عبید و هو قول مالک و الثوری و الاوزاعی و من بعدهم من ارباب العلم و السنة الذین کانوا مصابیح الهدی و ائمة الدین من اهل العراق و الحجاز و الشام و غیرهم قال ابن بطال و هذا المعنی اراد البخاری اثباته فی کتاب الایمان و علیه بوب ابوابه کلها فقال باب امور الایمان و باب الصلوة من الایمان و باب الزکوۃ من الایمان و باب الجهاد من الایمان و سائر ابوابه و انما اراد الرد علی المرجئة فی قولهم ان الایمان قول بلا عمل و تبیین غلطهم و سوء اعتقادهم و مخالفتهم للکتاب و السنة و مذاهب الائمة (شرح صحیح مسلم للنووی)

ان مذہب اہلسنت محدثین و سلف صالحین کے علاوہ اسباب ہین اور بہت مذ
ہین جنکی نقل و تفصیل کتب عقاید و شروح کتب حدیث مین موجود ہے ہم اسمقام مین
ان مذاہب کا حاصل بلا تعرض دلائل نقل کرتے ہین - تاکہ ناظرین کو معلوم ہو کہ اس مذہب کے بطفیل مخالف کون
لوگ ہین پس وہ انکی موافقت سے بچین -

ازانجملہ ایک مذہب خوارج ہے جو قایل ہین کہ عمل ایسا جز و ایمان ہے کہ ایک حکم کے ترک
کرنے - اور ایک گناہ کے مرتکب ہونے سے بہی انسان کافر ہو جاتا ہے - اور ہمیشہ دوزخ
مین رہتا ہے -

وازانجملہ مذہب معتزلہ ہے جو خوارج کے طرح عمل کو داخل ایمان سمجھتے ہین مگر تارک طاعات
و مرتکب گناہ کو کافر نہین کہتے بلکہ کفر و اسلام مین معلق رکہتے ہین (یہہ دونون مذاہب تشدید
و افراط مین ہین - اور انکے مقابل دو مذہب آیندہ تقصیر و تفریط مین ہین -

وازانجملہ مذہب مرجیہ‡ ہے جو مجرد تصدیق کو ایمان سمجھتے ہین اور عمل کو کسیطرح ایمان مین دخل

٭ واما علی الرابع وهو ان یکون الایمان اسما لفعل القلب واللسان والجوارح علی ما یقال انه اقرار باللسان وتصدیق بالجنان وعمل بالارکان فقد یجعل تارک العمل خارجا عن الایمان داخلا فی الکفر والیه ذهب الخوارج او غیر داخل فیه وهو القول بالمنزلة بین المنزلتین والیه ذهب المعتزلة - (شرح مقاصد و مثله فی شرح البخاری للقسطلانی وشرح **الفقه الاکبر** وغیرها کما مر)

‡ ثم المرجیة المذمومة من المبتدعة لیسوا من القدریة بل هم طائفة قالوا لا یضر مع الایمان ذنب ولا ینفع مع الکفر طاعة فزعموا ان احدا من المسلمین لا یعاقب علی شئ من الکبائر - **(شرح فقه اکبر)**

الفرقة الرابعة من کبار الفرق الاسلامیة المرجیة یقولون لا یضر مع الایمان معصیة کما لا ینفع مع الکفر طاعة - (شرح **مواقف**)

نہین جانتے نہ اصل حقیقت ایمان مین جیسا کہ خوارج و معتزلہ کہتے ہین اور نہ اسکے کمال مین جیسا کہ محدثین سمجھتے ہین انکا مقولہ ہے لا یضر مع الایمان معصیة ولا ینفع مع الکفر طاعة یعنی ایمان کے ہوتے کسی گناہ کا ضرر نہین پہنچتا اور کفر کے ہوتے کوئی عمل نیک نفع نہین دیتا وازانجملہ مذہب کرامیہ ہے † جو تصدیق کو بھی ایمان سے خارج سمجھتے ہین صرف زبانی اقرار توحید و رسالت کو گو دل مین کفر و انکار ہو صحت ایمان کے لئے کافی سمجھتے ہین۔ ان مذاہب کی شاخین بعضے اور مذہب بھی ہین جنکی نقل و تفصیل شرح مقاصد و شرح مواقف و قسطلانی شرح بخاری مین موجود ہے۔

اس بیان مذاہب سے ثابت ہوا کہ جو مطلب احادیث مذکورہ کا ہمنے بیان کیا ہے اہلسنت و محدثین و فقہاء امت کے نزدیک بھی ان احادیث کا وہی مطلب ہے۔ اور ان کے نزدیک بھی مرتکب کبیرہ کافر و اسلام سے خارج نہین ہے اور اس مطلب کا خلاف خوارج و معتزلہ کا مذہب ہے۔

یہہ افعال و اقوال فسق کی نسبت کتاب و سنت کا حکم اور علماء اہلسنت کا قول بیان کیا گیا ہے بہی فسق اعتقادی (جسکو بدعت سے تعبیر کیا جاتا ہے) کا حکم ہے۔ جن احادیث سے مرتکب کبیرہ کا کافر ہونا ثابت ہوتا ہے اُن ہی احادیث سے معتقد بدعت کا کافر ہونا ثابت ہوتا ہے اور جو علماء اہلسنت محدثین متکلمین و فقہاء مرتکب کبیرہ کو کافر نہین کہتے وہی علماء بدعتین اہل قبلہ کو کافر خارج از اسلام نہین جانتے۔ اور اہل بدعت کی روایت و شہادت کو قبول رکھتے ہین اسباب مین محدثین و فقہاء کے اقوال ہم اشاعة السنہ نمبر ۸ و ۹ جلد اول مین بسط و تفصیل

---

† وقالت الکرامیة وبعض المرجیة الایمان هو الاقرار باللسان دون عقد القلب (شرح مسلم)

والیه ذهب الکرامیة حتے ان من اضمر الکفر واظهر الایمان یکون مومنا (ای عندهم) الا انه یستحق الخلود فی النار ومن اضمر الایمان اظهر الکفر لا یکون مومنا

وقالت الکرامیة هو النطق بکلمتی الشهادة فقط (قسطلانی)

اس مذہب اہلسنت محدثین و سلف صالحین کے علاوہ اسباب ہین اور بہت مذا
ہین جنکی نقل و تفصیل کتب عقاید و شروح کتب حدیث مین موجود ہے ہم اسمقام مین
ان مذاہب کا حاصل بلا تعرض دلائل نقل کرتے ہین۔ تاکہ ناظرین کو معلوم ہو کہ اس مذہب کے مخالف کون
لوگ ہین پس وہ انکی موافقت سے بچین۔

ازانجملہ ایک مذہب خوارج ہے جو قایل ہین کہ عمل ایسا جزو ایمان ہے کہ ایک حکم کے ترک
کرنے۔ اور ایک گناہ کے مرتکب ہونے سے بہی انسان کافر ہو جاتا ہے۔ اور ہمیشہ دوزخ
مین رہتا ہے۔

وازانجملہ مذہب معتزلہ ہے جو خوارج کے طرح عمل کو داخل ایمان سمجھتے ہین مگر تارک طاعات
و مرتکب گناہ کو کافر نہین کہتے بلکہ کفر و اسلام مین معلق رکھتے ہین (یہہ دونون مذہب تشدید
و افراط مین ہین۔ اور انکے مقابل دو مذہب آیندہ تقصیر و تفریط مین ہین۔

وازانجملہ مذہب مرجیۂ ہے جو مجرد تصدیق کو ایمان سمجھتے ہین اور عمل کو کسیطرح ایمان مین داخل

---

‡ واما على الرابع وهو ان يكون الايمان اسما لفعل القلب واللسان والجوارح على ما يقال انه اقرار باللسان وتصديق بالجنان وعمل بالاركان فقد يجعل تارك العمل خارجا عن الايمان داخلا في الكفر واليه ذهب الخوارج او غير داخل فيه وهو القول بالمنزلة بين المنزلتين واليه ذهب المعتزلة۔ (شرح مقاصد و مثله في شرح البخاري **للقسطلاني** و شرح **الفقه الاكبر** وغيرها كما مر)

‡ ثم المرجية المذمومة من المبتدعة ليسوا من القدرية بل هم طائفة قالوا لا يضر مع الايمان ذنب ولا ينفع مع الكفر طاعة فزعموا ان احدا من المسلمين لا يعاقب على شئ من الكباير۔ (**شرح فقه اكبر**)

الفرقة الرابعة من كبار الفرق الاسلامية المرجية يقولون لا يضر مع الايمان معصية كما لا ينفع مع الكفر طاعة۔ (**شرح مواقف**)

نہین جانتے نہ اصل حقیقت ایمان مین جیسا کہ خوارج و معتزلہ کہتے ہین اور نہ اسکے کمال مین جیسا کہ محدثین سمجھتے ہین انکا مقولہ ہے لا یضر مع الایمان معصیة ولا ینفع مع الکفر طاعة یعنی ایمان کے ہوتے کسی گناہ کا ضرر نہین پہنچتا اور کفر کے ہوتے کوئی عمل نیک نفع نہین دیتا و از انجملہ مذہب کرامیہ † ہے جو تصدیق کو بھی ایمان سے خارج سمجھتے ہین صرف زبانی اقرار توحید و رسالت کو گو دل مین کفر و انکار ہو صحت ایمان کے لئے کافی سمجھتے ہین۔

ان مذاہب کی شاخین بعضے اور مذاہب بھی ہین جنکی نقل و تفصیل شرح مقاصد و شرح مواقف و قسطلانی شرح بخاری مین موجود ہے۔

اس بیان مذاہب سے ثابت ہوا کہ جو مطلب احادیث مذکورہ کا ہمنے بیان کیا ہے اہلسنت و محدثین و فقہا و امت کے نزدیک بھی ان احادیث کا وہی مطلب ہے۔ اور ان کے نزدیک بھی مرتکب کبیرہ کافر و اسلام سے خارج نہین ہے اور اس مطلب کا خلاف خوارج و معتزلہ کا مذہب ہے۔

یہہ افعال و اقوال فسق کی نسبت کتاب و سنت کا حکم علما اہلسنت کا قول بیان کیا گیا ہے یہی فسق اعتقادی (جسکو بدعت سے تعبیر کیا جاتا ہے) کا حکم ہے۔ جن احادیث سے مرتکب کبیرہ کا کافر ہونا ثابت ہوتا ہے اُن ہی احادیث سے معتقد بدعت کا کافر ہونا ثابت ہوتا ہے اور جو علما اہلسنت محدثین متکلمین و فقہا مرتکب کبیرہ کو کافر نہین کہتے وہی علما مبتدعین اہل قبلہ کو کافر خارج از اسلام نہین جانتے۔ اور اہل بدعت کی روایت و شہادت کو قبول رکھتے ہین اسباب مین محدثین و فقہا کے اقوال ہم اشاعة السنہ نمبر ۸ و ۹ جلد اول مین بسط و تفصیل

† وقالت الکرامیة وبعض المرجیة الایمان هو الاقرار باللسان دون عقد القلب (شرح مسلم)

والیه ذهب الکرامیة حتی ان من اضمر الکفر واظهر الایمان یکون مومنا (ای عندهم) الا انه یستحق الخلود فی النار ومن اضمر الایمان واظهر الکفر لا یکون مومنا

وقالت الکرامیة هو النطق بکلمتی الشهادة فقط (قسطلانی)

سے نقل کر چکے ہین - اس مقام مین بعضے اور اقوال محدثین† و فقہا اور اقوال متکلمین نقل کئے جاتے ہین -

امام نواوی شرح صحیح مسلم مین فرماتے ہین تو جان سے اہلحق کا یہی مذہب ہے کہ کوئی اہل قبلہ کسی گناہ کے ہونے کافر نہ سمجھا جاوے اور اہلبدعت کو بدعت کے سبب کافر نہ کہا جاوے - ہان جو ایسی بات سے انکار کرے جو دین سے بداہتہً معلوم ہو جیسے حشر اجساد یا نماز روزہ وغیرہ قطعی احکام تو حکم اسکو مرتد کہا جاوے بجز ایسے شخص کے جو نو مسلم اور احکام اسلام سے ناواقف ہو یا کسی جنگل مین بلاد اسلام سے دور رہ پرورش پایا ہو اسکو ان باتون سے آگاہ کیا جاوے پھر بھی نمانے† تو اسکو کافر کہا جاوے ایسا ہی اس شخص کو کافر کہا جاوے جو زنا شراب خوری وغیرہ محرمات قطعیہ کو حلال جانے -

واعلم ان مذهب اهل الحق انه لا يكفر احد من اهل القبلة بذنب ولا يكفر اهل الاهواء و البدع وان من جحد ما يعلم من دين الاسلام ضرورة حكم بردته وكفره الا ان يكون قريب عهد بالاسلام او نشاء ببادية بعيدة ونحوه ممن يخفى عليه فيعرف ذلك فان استمر حكم بكفره وكذا حكم من استحل الزنا والخمر او القتل او غير ذلك من المحرمات التي يعلم تحريمها ضرورة - (شرح نووی)

---

† اسبات کو ناظرین خیال مین رکھین - اور جہان کہین استحلال معصیت پر حکم تکفیر لگایا گیا ہے اس مین اس کا لحاظ کرین -

† محدثین کے اقوال اہلحدیث کی فہمایش کے لئے ہین - اور فقہاء و متکلمین کے اقوال اہل تقلید کے لئے - اب اس مسئلہ مین نہ اہلحدیث کو جای کلام ہے نہ مقلدین فقہا کو - اہلحدیث کے ان اقوال سے تسکین نہ ہو تو وہ اشاعۃ السنہ نمبر ۹ جلد اول کا مطالعہ کریں - اور جو خود کچھ علم رکھتے ہین وہ صحیح بخاری و مسلم کو کھولکر دیکھ لین کہ ان مین کس کثرت سے اہل ہوا خوارج وغیرہ کی روایتین موجود ہین اور جو لوگ تازہ مجتہد بخاری و مسلم کی روایات کو بھی نمانین وہ عمل بالحدیث کا نام نہ لین جبتک کہ اپنے عمل کے لئے ایسی کتابین تصنیف نہ کرلین جنمین اہلبدعت کی روایتین نہون -

اور **شرح مقاصد** مین کہا ہے - بحث ہفتم اہل قبلہ مخالفین حق کے کفر و ایمان کے بیان

المبحث السابع في حكم مخالف الحق من اهل القبلة
في باب الكفر والايمان ومعناه ان الذين اتفقوا
على ما هو من ضروريات الاسلام كحدوث العالم
وحشر الاجساد وما اشبه ذلك واختلفوا في
اصول سواها كمسئلة الصفات وخلق الاعمال
وعموم الارادة وقدم الكلام وجواز الرؤية
ونحو ذلك مما لا نزاع ان الحق فيها واحد هل
يكفر المخالف للحق بذلك الاعتقاد وبالقول
به ام لا والا فلا نزاع في كفر اهل القبلة
المواظب طول العمر على الطاعات باعتقاد
قدم العالم ونفي الحشر ونفي العلم بالجزئيات
ونحو ذلك اما الذين ذكرنا فذهب الاشعري
واكثر الاصحاب الى انه ليس بكافر وبه يشعر
ما قال الشافعي لا ارد شهادة اهل الاهواء
الا الخطابية لاستحلالهم الكذب وفي
المنتقى عن ابي حنيفة انه لم يكفر احدا من اهل
القبلة وعليه اكثر الفقهاء ومن اصحابنا من
قال بكفر المخالفين - قال الاستاذ
ابو اسحق الاسفرائني نكفر من يكفرنا ومن
لا فلا واختار الامام الرازي انه لا يكفر احد

مین اس سے مراد یہہ ہے کہ جو لوگ ضروریات اسلام
(جیسے عالم کا حادث ہونا اور قیامت کو جسمون
کا اٹھایا جانا اور اسی قسم کے اور مسایل) پر
اتفاق رکھتے ہین اور ان مسایل کے سوا اور
مسایل مین (جیسے مسئلہ صفات باری اور خدا کے
ارادہ کا عام ہونا اور اسکی کلام قدیم ہونا اور
اسکے دیدار کا ممکن ہونا اور اسی قسم کے اور مسایل
جنمین بلا خلاف حق ایک ہی جانب مین ہے) الحق سے
مخالف ہین آیا یہ لوگ کافر ہین یا نہین - اور ہمین
نزاع نہین کہ جو اہل قبلہ ہو کر اور تمام عمر طاعات
پر رہکر عالم کو قدیم سمجھے اور حشر جسمانی اور خدا کے
علم متعلق جزئیات کی نفی کرے وہ کافر ہے - ان
لوگون کے حق مین جنکے کفر مین نزاع ہے -
شیخ (ابو الحسن) اشعری کا یہہ قول ہے کہ وہ کافر
نہین - اسی کیطرف **امام شافعی** کا کلام
مشعر ہے جو آپنے کہا ہے کہ مین تمام اہل بدعت
و ہوا کی شہادت قبول کرتا ہون بجز فرقہ خطابیہ
کے (روافض سے ایک فرقہ کا نام ہے) جو جھوٹ
بولنے کو حلال جانتے ہین (اسوجہ سے نہ بوجہ کفر)
ان کی شہادت کو نہین مانتا منتقی مین **امام ابو حنیفہ**

من اهل القبلة وتمسك بانه لو توقف صحة الاسلام على اعتقاد الحق في تلك الاصول لكان النبي صلعم ومن بعدهم يطالبونها من آمن ويفتشون عن عقايدهم۔ (شرح مقاصد)

سے منقول ہے کہ اُنہون نے کسیکو اہل قبلہ سے کافر نہین کہا اور اسیپر اکثر فقہا ہین اور ہمارے بعض لوگ ایسے بہی ہین جو اپنے مخالفین کو کافر کہتے ہین استاذ ابو اسحق اسفرائینی نے کہا ہے کہ جو ہم (اہلسنت) کو کافر کہتا ہے ہم اُسکو کافر کہتے ہین اور جو نہ کہے اسکو نہین کہتے۔ امام رازی نے بھلی سی بات کو اختیار کیا ہے کہ اہل قبلہ سے کسی کی تکفیر مناسب نہین اور اسپر اس دلیل سے تمسک کیا ہے کہ اگر صحت اسلام ان امور کے تحقیق پر موقوف ہوتی تو آنحضرت اور انکے بعد اور لوگ (صحابہ وغیرہ) مسلمانون سے اس تحقیق کا مطالبہ کرتے اور ان امور مین اُن کے عقاید کو ٹٹولتے۔

اور **شرح مواقف** مین ہے۔ مقصد خامس اسباب مین ہے کہ آیا حق کے مخالف جو

المقصد الخامس في ان المخالف للحق من اهل القبلة هل يكفر ام لا جمهور المتكلمين والفقهاء على انه لا يكفر احد من اهل القبلة قال الشيخ ابو الحسن في اول الكتاب مقالات الاسلام من اختلف المسلمون بعد نبيهم عليه السلام في اشياء ضلل بعضهم بعضا وتبرا بعضهم عن بعض فصاروا فرقا متباينين الا ان الاسلام يجمعهم ويعمهم فهذا مذهبه وعليه اكثر اصحابنا فقد نقل عن الشافعي انه قال لا ارد شهادة [illegible] من اهل الاهواء الا الخطابية فانهم يعتقدون حل الكذب وحكى الحاكم

اہل قبلہ ہین وہ کافر ہین یا نہین۔ جمہور متکلمین وفقہا اسیپر ہین کہ اہل قبلہ سے کسیکو کافر نہ کہا جائے شیخ ابو الحسن (اشعری) نے اول کتاب مقالات اسلام مین کہا ہے کہ مسلمان بعد زمانہ آنحضرت کے کئی چیزون مین مختلف ہوگئے ہین جنمین ایک دوسرے کو گمراہ کہتا ہے ایک دوسرے سے بیزار ہوکر جدا جدا فرقے ہوگئے ہین۔ پر اسلام سبکو جامع و شامل ہے یہہ اشعری کا مذہب ہے اور اسی پر ہمارے بعض اصحاب ہین۔ امام **شافعی** سے منقول ہے کہ اونہون نے کہا مین کسیکی شہادت اہل بدعت سے رد نہین کرتا بجز خطابیہ کے جو جھوٹ بولنے کو حلال

صاحب المختصر فی کتاب المنتقی عن ابی حنیفہ
انہ لم یکفر احدا من اہل القبلۃ وحکی ابو بکر
الرازی مثلہ عن الکرخی وغیرہ والمعتزلۃ
الذین کانوا قبل ابی الحسین تجاسروا فکفروا
الاصحاب فعارضہ بعضنا بالمثل فکفرھم وقد
کفر المجسمۃ مخالفوھم من اصحابنا ومن المعتزلۃ
وقال الاستاذ ابو اسحٰق کل من یکفرنا
فنحن نکفرہ والا فلا واما علی ما ھو المختار
عندنا وھو ان لا یکفر احد من اہل القبلۃ
ان المسایل التی اختلف فیہا اہل القبلۃ من
کون اللہ عالما بعلم او موجدا لفعل العبد او غیر
متحیز ولا فی جہۃ ونحوھا لم یبحث النبی
صلعم عن اعتقاد من حکم باسلامہ فیہا
ولا الصحابۃ ولا التابعون فعلم ان صحت
دین الاسلام لا یتوقف علی معرفۃ الحق
فی تلک المسایل وان الخطأ فیہا لیس قادحا
فی حقیقۃ الاسلام (شرح مواقف)

جانتے ہین اور حاکم مصنف مختصر نے کتاب منتقی
مین امام ابو حنیفہ سے نقل کیا ہے کہ اونہون نے
کسی اہل قبلہ کو کافر نہین کہا ایسا ہی ابو بکر رازی
نے کرخی سے نقل کیا ہے - معتزلہ نے (جو ابو الحسین
سے پہلے تہے) کئی امور مین ہمارے لوگون کو
کافر کہا ہے اسکے مقابلہ مین ہمارے لوگون نے
بہی انکو کافر کہا ہے - مجسمہ نے ہمکو اور معتزلہ دونو
کو کافر کہا ہے - استاد ابو اسحق نے فرمایا ہے
جو ہمکو کافر کہتا ہے ہم اسکو کافر کہتے ہین جو نہین
اسکو نہین - ہمارے نزدیک مذہب مختار یہی ہے
کہ کسی اہل قبلہ کو کافر نہ کہا جاوے کیونکہ جن مسایل
مین ہمارا انکا اختلاف ہے کہ خدا تعالی اپنے علم سے
عالم ہے یا ذات سے اور وہ بندے کے فعل کا موجد
ہے اور وہ کسی جہۃ اور مکان مین نہین ہے - ان
مسایل مین آنحضرت نے کسیکے اعتقاد سے جس کو
اسلام سکہلایا بحث نہین کی اور نہ انکے بعد صحابہ
و تابعین نے - اس سے معلوم ہوا کہ دین اسلام
کی صحت ان مسایل کے تحقیق پر موقوف نہین اور انمین خطا حقیقت اسلام مین قدح نہین کرتی -
اور شرح فقہ اکبر مین کہا ہے کہ علماء کے اس قول مین کہ اہل قبلہ کو کافر نہ کہا جاوے اور

والجمع بین قولہم لا یکفر احد من اہل القبلۃ وقولہم
یکفر من یقول بخلق القرآن او استحالۃ الرؤیۃ او سب الشیخین

اس قول مین کہ جو قرآن کو مخلوق کہے - شیخین
(ابو بکرؓ و عمرؓ) کو گالی دے یا لعنت کرے وہ کافر ہے

ولعلهم امثال ذلك مشكل كما قال شارح العقايد وكذا قال شارح المواقف ان جمهور المتكلمين والفقهاء على انه لا يكفر احد من اهل القبلة وقد ذكر في كتب الفتاوى ان سب الشيخين كفر وكذا انكار امامتهما كفر ولا شك ان امثال هذه المسائل مقبولة بين جمهور المسلمين فالجمع بين القولين المذكورين مشكل انتهى ووجه الاشكال عدم المطابقة بين المسايل الفرعية والدلايل الاصولية التي من جملتها اتفاق المتكلمين على عدم تكفير اهل القبلة المحمدية ويندفع الاشكال بان نقل كتب الفتاوى مع جهالة قائله وعدم اظهار دلايله لا يصلح من ان يكون سندا اذ مدار الاعتقاد في المسايل الدينية على الادلة القطعية على ان في تكفير المسلم تترتب مفاسد جلية وخفية فلا يفيد قول بعضهم انما ذكروه بناء على الامور التهديدية والله اعلم (شرح فقه اکبر)

موافقت و مطابقت مشکل ہے چنانچہ شرح عقاید و شرح مواقف کے مصنفوں نے کہا ہے کہ جمہور متکلمین اور فقہا یہہ کہتے ہیں کہ اہل قبلہ کو کافر نہ کہا جاوے اور کتب فتاوی میں یہ لکھا ہے کہ سب شیخین کفر ہے ایسا ہی انکی امامت سے انکار کفر ہے اور ایسے مسایل جمہور مسلمانوں میں مقبول ہو رہے ہیں پس ان دونو میں مطابقت مشکل ہے یعنی ان مسایل فرعیہ اور دلایل اصولیہ میں کہ از انجملہ عدم تکفیر اہل قبلہ پر متکلمین کا اتفاق ہے موافقت نہیں ہے۔ یہہ اشکال یوں دفع ہو سکتا ہے کہ کتب فتاوی کی نقل باوجود ناقل کے مجہول ہونے اور دلایل کے ظاہر نہونے کے لایق سند نہیں کیونکہ مسایل اعتقادی کی بنا قطعی دلایل پر ہے۔ علاوہ یہہ کہ مسلمان کو کافر کہنے میں جلی و خفی مفاسد ہیں۔ پس ہمیں بعض لوگوں کا قول مفید نہیں۔ انہوں نے جو کچھہ کہا ہے تہدیدًا ڈرانے کو کہا ہے۔

یہہ آخر کتاب میں کہا ہے اور اس سے پہلے بذیل اس قول متن کے کہ ہم مرتکب کبیرہ کو کافر نہیں کہتے اور اس سے ایمان کا نام دور نہیں کرتے (رجوع حاشیہ صفحہ ۴۳ میں منقول ہوا ہے)

باقی آیندہ

ہندوستان✝ کے حدیث پر عمل کرنیوالے وہابی نہین

لایق توجہ گورنمنٹ

نمبر ۲

لفظ وہابی کے آجکل کے عرف مین ایک معنی‡ مفسد و باغی کے بھی ہین اور اس معنی کر اہلحدیث ہند کا وہابی نہ ہونا جس تفصیل سے نمبر سابق مین ثابت ہو چکا ہے ناظرین پر مخفی نہین ہے۔ اس نمبر مین ہم یہ بیان کرنا چاہتے ہین کہ جو کچھ ہم نے نمبر سابق مین بیان کیا ہے وہ صرف

✝ ہندوستان سے تمام ملک ہند مراد ہے جسمین پنجاب بھی شامل و داخل ہے -

‡ انز: اس معنی سید احمد خان بہادر سی ایس آئی نے جو اپنا اور تمام گروہ اہلحدیث کا وہابی ہونا رسالہ جواب ڈاکٹر ہنٹر مین تسلیم کیا ہے وہ اور معنی کر ہے - چنانچہ اسی رسالہ کے صفحہ ۱۴۱ مین فرماتے ہین "وہابی وہ ہے جو خالصتہً خدا کی عبادت کرتا ہو اور موحد ہو - اور اسکا اسلام ہوائے نفسانی اور بدعت کی آمیزش سے پاک ہو" - اور تہذیب الاخلاق ماہ رجب ۹۶ھ مین یہی معنی بیان فرما کر لکھتے ہین "ہم انہی معنوں مین جو علانیہ بتا چکے ہین دونون قسم یعنی مقلد و لامذہب وہابیون پر اور خود اپنے پر وہابی کا لفظ اطلاق کرتے ہین" **پھر ان کا** یہ تسلیم کرنا بھی جبرًا و اضطرارًا بطور مماشاۃ مع الخصم ہے نہ قصدًا و اختیارًا برضا و رجزم - لوگون نے انکو وہابی کہا اور محمد عبد الوہاب کیطرف منسوب کیا تو انہون نے اسکو تسلیم کر لیا کہ چلو وہابی ہین تو وہابی ہی سہی - (وہابی ہونیکے معنی یہ ہین رجو بیان کئے ہین) اور اسمین بڑا ہی کیا ہے **ورنہ خوب جانتے ہین** کہ در اصل اس گروہ کا نام اہلحدیث ہے - اور اس فرقہ کے کسی آدمی کو محمد بن عبد الوہاب کی طرف منسوب ہونیکا اقبال نہین ہے - چنانچہ اسی رسالہ کے صد ۱ مین لکھتے ہین ڈاکٹر ہنٹر صاحب اپنی کتاب کے صفحہ ۵۷ مین تحریر فرماتے ہین کہ وہابیت ایک ایسا طریقہ ہے جسکے رو سے مذہب اسلام ایک خالص توحید کی ...... ہو جاتا ہے یہ بالکل صحیح ہے لیکن اس موقع پر مین یہ بات کہتا ہون کہ قبل اس سے کہ حال کے زمانہ کے مسلمانون

یا نواب صاحب بھوپال کی (جنکی کلام سے ہمنے اپنے دعاوی پر استشہاد کیا ہے) رائے ہے یا وہ عام قوم اہلحدیث ہند کی رائے ہے جہانتک ہمارے علم و تجربہ کو رسائی ہوئی ہے اس سے

نے مذہب اسلام مین نئی باتین اور اختراعی رسمین ایجاد کین حضرت محمد رسول اللہ کے زمانہ مین بھی اسلام کی بعینہ یہی صورت تھی۔ مذہب اسلام ابتدا مین بہت سے برسون تک ایک ایسا مذہب رہا جسکا منشا صرف ذات باری کی پرستش تھی مگر سنہ ہجری کے دوسری صدی مین جبکہ اسکے اصول کی نسبت علماء کے خیالات قلمبند ہوئے تو اسکے چار فرقہ قایم کئے گئے یعنی حنفی و شافعی و مالکی و حنبلی اور کچھہ عرصہ تک مسلمانون کو یہ اختیار حاصل رہا کہ ان فرقون مین سے جس کسیکے مسئلہ کو چاہین پسند کرین اور اسکی پیروی کرین لیکن جب بنی امیہ اور بنی عباس بادشاہ ہوے تو انہون نے ایک حکم تمام مسلمانون کے نام اس مضمون کا جاری کیا کہ وہ ان چار فرقون مین سے کسی ایک فرقہ کے تمام مسئلونکو قبول کرلین چنانچہ بعد اس حکم کے جو لوگ اسکی خلاف کرتے تھے انکو سزا دیجاتی تھی چنانچہ اس جبری حکم کے باعث سے آزادانہ رای کا اظہار مسدود ہوگیا اور مذہبی دست اندازی کا بڑا زور وشور ہوا مگر اسوقت مین بھی بہت سے آدمی ایسے تھے جو خفیہ اصلی مذہب کے پابند تھے اور ظاہر انکی یہ جرات نہ تھی کہ سوائے چند معتمد آدمیون کے کسی سے اپنی رائے کا اظہار کرین اور ایسے لوگ اُس زمانہ مین **اہلحدیث کہلاتے** تھے جو حضرت رسول اللہ کے قول کے معتقد تھے اور مندرجہ بالا چارون فرقون کے مسئلون کے پابند نہ تھے پس رفتہ رفتہ حکم مذکور الصدر اور زیادہ تشدد کے ساتھہ جاری کیا گیا یہان تک کہ آخر کار وہ بہت سے مسلمانون کے مذہب کا ایک بڑا اصول ہوگیا اور پھر **اہلحدیث** سے بھی عوام الناس رفتہ رفتہ عداوت کرنے لگے اور اصول شرع مین سچے مسلمانون کے نزدیک وہ قابل ملامت قرار دئے گئے غرضکہ ۱۷۰۰ء کے شروع تک تمام مسلمانون کی یہی حالت رہی۔ اسکے بعد عرب مین ایک ملکی لڑائی برپا ہوئی چنانچہ عبدالوہاب بادشاہ نجد کے بیٹے نے اپنے مخالفون کو شکست دی اور خاص اپنے پیدا کئے ہوئے تخت پر بیٹھا مگر اسکا عقیدہ

بہی ثابت ہوتا ہے کہ یہہ عام قوم اہلحدیث کی رائے ہے -

اسپر ہم سر دست **دو شہادتین** (ایک داخلی ایک خارجی) پیش کرتے ہین اور

وہی تہا جو اہل حدیث کا تہا چونکہ وہ اپنے عہد مین سب سے زیادہ قوت رکہتا تہا لہذا اُس نے علانیہ مذہب کے عقاید کی ہدایت کی اور جہانتک ہوسکا انکو جاری کیا اُسکی وفات کے بعد اسی کے عقیدہ کا ایک اور بادشاہ تخت نشین ہوا جس نے اپنے جلوس کے بعد بہت جلد مکہ معظمہ کی زیارت کی تیاری کی لیکن جس وقت اس نے مکہ معظمہ کے شریف سے اپنے عقیدہ کے بموجب زیارت کرنیکی اجازت چاہی تو اس نے اسکی درخواست کو قبول نہ کیا - اس وقت اس بادشاہ نے کہا کہ کسی شخص کو یہہ استحقاق حاصل نہین ہے کہ مجکو مکہ معظمہ مین جانیسے روکے - چنانچہ وہ اندر گہس گیا اور مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ دونون کو فتح کر لیا بعد اسکے اُس نے اُن تمام دستورون اور رسمون کو موقوف کیا جو خالص مذہب اسلام مین لوگون کی طرف سے داخل ہو گئی تہین اور جو چار نشان اس درگاہ مقدس کے اندر گویا ان چار فرقون کے پیرون کے واسطے بنائی گئے تہے ان کو اور بعض اولیاء اللہ کی قبرون کو جن کو بہت لوگ بمنزلہ بُت کے پوجتے تہے توڑ ڈالا پہر چند روز بعد اس بادشاہ کو محمد علی پادشاہ مصر نے شکست دی جسکی سبب سے وہ مجبور ہو کر مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ سے چلا گیا - پس جاہل مسلمانون کو ان زیادتیون سے (جیسا کہ وہ اپنی رائے مین سمجھتے تہے) جو **اہلحدیث** نے کی تہین نہایت رنج ہوا جسکے سبب سے جاہل قوم ترک اور عبد الوہاب کے معتقدون کے درمیان ایک سخت عداوت پیدا ہو گئی - پس اس زمانہ سے عبد الوہاب کے پیرو بجائے اہلحدیث کی کہلانے لگے - یہود یون نے بہی حضرت عیسی علیہ السلام کے معتقدون کے ساتہہ ایسا ہی سلوک کیا تہا جسکو وہ نصرانی کہتے تہے - اور ہندوستان مین اہل اسلام کی حکومت مین قوم ترک اور وہ پٹہان بادشاہ جو حنفی فرقہ ہی کے تہے اور مذہبی تحمل سے بالکل مخالف تہے اور قوم مغل کے بادشاہون کے عہد مین بجز اکبر کے عہد کے

اپنی مصلحت اندیش گورنمنٹ اور ملک سے امید رکھتے ہین کہ پوری توجہ وانصاف سے ان شہادتون کو سُنین - پس اگر اِن شہادتون کو راست اور ہماری دعوی کے مصدق پاوین توجو داد ہم اُن سے چاہتے ہین وہ داد دین +

پچھلے زمانہ کی یہی حالت رہی اِس سبب سے اُس زمانہ مین **اہلحدیث** کے پیرو یعنے وہابی بغیر اندیشہ کے اپنے مسلمانون کی ہدایت نہین کرسکتے تھے البتہ اب حکومت انگریزی کے قایم ہونے کے بعد انگریزون کے اِس اصول کے باعث کہ وہ کیسے مذہب مین مطلق دست اندازی نہین کرتے ہین **اہلحدیث** کے پیرو پھر خبردار ہوئے اور اُنہون نے علانیہ اور بلاخوف وخطر وعظ کہنے شروع کئے پس ہندوستان کے مسلمان بھی اُن سے ایسی ہی دلی عداوت رکھنے لگے جیسیکہ تُرک عرب کے **اہلحدیث** سے عداوت رکھتے تھے اور وہ بھی انکو وہابی سمجھتے تھے وہابیت کی یہہ تاریخ ہے جو صدر مین بیان کی گئی جس سے ڈاکٹر ہنٹر صاحب اس قدر مخالف ہین -

اور اس رسالہ کے صفحہ ۱۱۴ مین فقرہ منقولہ صدر سے پہلے آپنے فرمایا ہے "لیکن ہم تو عام مسلمانون مین اور وہابیون مین کچھہ تفرقہ نہین پاتے اور یہہ بھی کچھہ ضرورت نہین ہے کہ وہابی وہی ہے جو صرف عبدالوہاب کا مقلد ہے - سنی حنفی مالکی یا اہل اسلام کے دوسرے فرقہ کا آدمی بھی وہابی ہوسکتا ہے اور جہانتک ان اطراف مین ہمکو وہابیون کے دیکھنے کا اتفاق ہوا جب کسی وہابی سے پوچھا کہ تم کس فرقہ مین سے ہو ہمیشہ وہ اپنے تئین اہل سنت والجماعت ظاہر کرتا ہے وہابی وہ ہے جو خالصۃً خدا کی عبادت کرتا ہے" الخ -

یہہ کلام انریبل صاحب صاف ناطق ہے کہ اِس گروہ کا قدیمی نام اہلحدیث ہے وہابی نہین ہے اور صاحب موصوف بھی اپنے آپ اور تمام اہلحدیث ہند کو وہابی بمعنے پیرو عبدالوہاب نہین جانتے صرف لوگون کے کہنے سے اِن پر لفظ وہابی کا اطلاق تسلیم کرتے ہین پھر اس لفظ کے معنی تصحیح کرتے ہین جیسے [illegible] نے پہلے ایک شخص نے اس لفظ کو ماخذ اسکی تشریح مین یہہ مصرعہ کہا ہے ع وہابی کسے نیز ہے رحمان والا - **ہماری خیال** مین اس سچے اور صحیح معنی کا مصداق ومحق ہوکر بھی وہابی کہلاتے

صرف مین کی - (ملاحظہ)

+ یہہ تفسیر مخالف کی زعم پر ہے — حاشیۃ الحاشیہ

داخلی شہادت کا بیان یہ ہے کہ اہلحدیث ہند عموماً اپنے مذہب (قرآن و حدیث) کی پابند تسلیم کئے جاتے ہین اور اصل مذہب (قرآن و حدیث) رعایا کو مخالفت و بغاوت اپنی گورنمنٹ سے (جسکے زیر حکومت امن و آزادی سے شعایر مذہبی ادا کرتے ہون) سخت تاکید و تشدید سے مانع ہے چنانچہ نمبر سابق اور اس سے پہلے نمبرون مین یہہ امر قرآن و حدیث سے ثابت کیا گیا ہے۔ اور اس بات سے بڑھکر اسکا ثبوت ہمارے رسالہ **اقتصاد فی مسایل الجہاد** مین ہے۔ پس جو شخص تمام ہندوستان مین عقیدہ اہلحدیث پر ہوگا وہ ضرور اسی اعتقاد عدم جواز مخالفت گورنمنٹ پر ہوگا ورنہ وہ اتباع و پابندی مذہب (قرآن و حدیث) سے خارج تصور کیا جاویگا اور اہلحدیث (یا بزعم مخالف وہابی) نہ کہلائیگا۔ اس سے ثابت ہوا کہ جو کچھہ ہمنے اس باب مین بیان کیا ہے یہہ صرف ہماری یا نواب صاحب بہوپال کی رای نہین ہے بلکہ یہہ عام لوگون کی رائے ہے جو قرآن و حدیث کی پابند کہلاتے ہین۔

اس شہادت سے جیسا کہ اس رائے کا عام ہونا ثابت ہوا ویسا ہی یہہ بھی ثابت ہوا کہ جو ہمنے مسئلہ عدم جواز مخالفت و بغاوت گورنمنٹ بیان کیا ہے اسمین ہوکہ و بناوٹ و تکلف کو دخل نہین

اس معنی کو محمد بن عبد الوہاب سے کیا خصوصیت ہے۔؟ اور گروہ اہلحدیث ہند کو محمد بن عبد الوہاب سے کیا تعلق و نسبت ہے۔ کیا خالصتہً خدا کو پوجنا اور اپنے دین کو آمیزش بدعت سے پاک کہنا ہندوستان یا عرب کے اہلحدیث کو محمد بن عبد الوہاب نے سکہایا ہے؟ اس سے پہلے اس بات کو کوئی نہین جانتا تہا۔؟ فرض کیا کہ محمد بن عبد الوہاب کوئی نیک آدمی اور موحد تا نہ عقیدہ پر تہا جیسا کہ سید احمد خان صاحب نے بیان کیا ہے) مگر اس سے اسکا اس گروہ اہلحدیث ہند کے لئے مقتدا و پیشوا ہونا کہان ثابت ہوتا ہے جسحالتین یہہ لوگ صحابہ امیہ کی تقلید نہین کرتے اور انکے مقلد نہین کہلاتے تو محمد بن عبد الوہاب بیچارہ کیا چیز ہے خصوصاً ایسی حالتین کہ انکو محمد بن عبد الوہاب سے کوئی واسطہ مریدی یا شاگردی یا استفادہ کتابی نہین ہے ہم امید کرتے ہین کہ سید احمد خانصاحب اس تسلیم کو انکار سے مبدل فرماوینگے اور جہانتک ممکن ہو بنظر خیر خواہی قوم (جسکے وہ مدعی ہین اور تا دم کی سختی و تکفیر سے بہی وہ اس سے رک جانیکو پسند نہین کرتے) اس قوم سے اس لفظ کی اٹہانیکی کوشش کرینگے۔ جیسا کہ اسکے معنے واسطے کئے اٹہانے مین کوشش کرچکے اور اسمین کامیاب ہوئے ہین

جنکو قرآن وحدیث کا پابند تسلیم کیا جاتا ہی انکو گورنمنٹ سی دلی ارادت اور اسکی بغاوت سی دلی تنفر ہی- اور یہہ انکا مذہبی و ایمانی فرض ہی مگر اس شہادت کی صداقت **تین امور کی تنقیح** پر موقوف ہی **اول** یہہ کہ اہلحدیث قرآن وحدیث کی پابند ہین یا نہین **دوم** یہہ کہ جو آیات و احادیث ہمنی اس مسئلہ مین بیان کی ہین وہ قرآن و کتب حدیث مین موجود ہین یا نہین **سوم** یہہ کہ بصورت موجود ہونے کے انکے معنی وہی ہین جو ہمنے بیان کئے ہین یا اور -

امر اول تو ہمارے خیال مین مسلم ہے سب کوئی جانتا ہی کہ یہہ لوگ عموماً قرآن وحدیث کی پابند ہین بلکہ اسی خیال و خوف سی انپر برعکس گمان کیا جاتا ہے جس سے وہ انکاری ہین -

امر دوم و سوم کی تنقیح سہل ہے جسکو انمین شک ہو وہ کسی واقف قرآن و حدیث سی حسب نشان دہی ہماری تحریرات کی آیات و حدیث نکلوا کر دیکھہ لے - پہر کسی عربی دان (عیسائی ہو خواہ یہودی وغیرہ سی جو فرقہ اہلحدیث کا طرفدار نہو) اسکے تراجم و معانی پوچھہ لے وہ ہمارے بیان سی سرمو تفاوت نہ پاویگا اور اس شہادت کی صداقت کا اسکو یقین ہوگا -

خارجی شہادت کا بیان طویل ہی مگر ہم اسکا خلاصہ بیان کرتے ہین ضمیمہ اشاعۃ السنہ نمبر ۱۱ جلد ۸ مطبوعہ نومبر ۱۸۸۵ء مین ہمنی ایک اشتہار جاری کیا تہا جسمین اپنی رسالہ الاقتصاد فی مسائل الجہاد کی اصل اصول مسایل کو بیان کر کے اسکی اشاعت و طبع کی بابت عام اہلحدیث سی مشورہ لیا تہا اس سیکڑون بلکہ ہزارون نے اپنا توافق رائی ظاہر کیا اور اس رسالہ کی اشاعت و طبع کا مشورہ دیا اور اس زمانہ سی ابتک اس رسالہ کی مطالبہ مین لوگون کے خطوط چلے آتی ہین اور اسکی طبع و اشاعت لوگ دلسی چاہتی ہین اس سی بہی صاف ظاہر ہوتا ہی کہ یہہ رائی عام رائی ہی صرف ہماری یا نواب صاحب بہوپال کی رائے نہین ہی -

اس شہادت مین قابل تنقیح صرف ایک ہی امر ہے کہ وہ تحریرات و خطوط موجود ہین یا نہین سو جسکو شک ہو وہ ہماری پاس آئی یا جس سبیل سے ممکن ہو وہ تحریرات دیکھہ لی ہمنی چاہا تہا کہ بطور تمثیل دس بیس شہر جامع کی تحریرات و اسامی ان علماء و رؤسا و زمرہ اہلحدیث کو جنہون نی اسپر دستخط کئی ہین اس نمبر مین درج کرین مگر طوالت مضمون سابق و تنگی جگہ نی اسکی اجازت نہین دی - خیر یہہ امر پہر کسی موقع پر سہی یاد باقی بصحبت باقی

اب منصفین سی ان شہادتون مین غور کرنی اور اسپر انصاف سی داد دینی کی التجا ہی و بس -

تصحیح غلطی - نمبر ہفتم سی نہم تک میل ہیچ پر اور ہر صفحہ کی پیشانی مین بجائی جلد چہارم جلد ہشتم لکہا گیا ہی ناظرین اپنی اپنے رسالہ کو درست کرلین -

صفحہ نمبر ۲۸۹ ۳۱۲ سے لایق توجہ گورنمنٹ واعیان مذہب

اشاعۃ السنۃ النبویہ

علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والتحیۃ

نمبر دہم — معہ — جلد چہارم

ضمیمہ متضمن مسایل مذہب محمدیین اہل السنۃ

بابت ذیقعدہ ۱۲۹۸ھ مطابق اکتوبر ۱۸۸۱ء

شرح قیمت وغیرہ امور متعلقہ رسالہ

درجات و مراتب			قیمت سالیانہ	
درجہ	مرتبہ		بابت رسالہ	بابت ضمیمہ
۱	اخص قیمت	اسلامی ریاستون کے نواب اور رئیس۔	للعہ	سے
۲	خاص قیمت	گورنمنٹ انگریزی و معزز عہدہ داران گورنمنٹ و عامہ غنیا و لائبریری و سوسائٹی ہا	عہ	سے
۳	عام قیمت	متوسط اہل وسعت	سے	۸
۴	رعایتی قیمت	کم وسعت جو دس روپیہ یا ہو سے زیادہ آمدنی نرکھین اور رسالہ پیشگی داخل کرین	سے	۱۲
۵	للاہی قیمت	بیوسعت جو دس روپیہ یا ہو یکی آمدنی نرکھین مگر علمیت رکھین اور اشاعت کرین	ثواب آخرت	دعاء خیر

ضمیمہ رسالہ سے علیحدہ فروخت نہوگا ہان رسالہ بدون ضمیمہ ملسکیگا۔ اسکی وجہ یہہ ہے کہ ضمیمہ کی بہت باتونکی تفصیل و دلیل رسالہ مین مندرج ہے لہذا بدون رسالہ ضمیمہ سے مطلب براری ناظرین ممکن نہین اور رسالہ کی کوئی بات متعلق ضمیمہ نہین ہے اسلئے رسالہ سے بدون ضمیمہ کاربراری ممکن ہے ✢

۲۔ جنکے نام اصل رسالہ یا اسکا ضمیمہ بلا درخواست پہنچے وہ حسب حیثیت خود اسی مہینے سے قیمت واجب [illegible] جس مہینہ کا پرچہ وصول پاوین اور جنکو خریداری منظور نہو وہ اصل رسالہ یا صرف ضمیمہ واپس کرین ✢

۳۔ خط وکتابت متعلق پرچہ راقم کے نام پورے عنوان ونشان مندرجہ [illegible] اور ارسال زر بذریعہ منی آرڈر ڈاکخانہ مناسب ہے۔ ✢

راقم ابو سعید محمد حسین۔ لاہور۔ محلہ سید مٹھہ

مطبع ریاض ہند امرتسر مین چھپا

کیا اشاعۃ السنہ کا دیر سے نکلنا ناظرین و خریداروں کی قلت رغبت و نادہندگی قیمت کا موجب ہو سکتا ہے؟

یہہ رسالہ اگر ملکی اخبار ہوتا اور ملکی حالات و واقعات سے بحث کرتا تو اسکے مقرری وقت سے ادنی تجاوز کا بہی اُن امور کا موجب ہونا ضروری تہا۔ کیونکہ ملکی حالات و واقعات کا تازہ بتازہ علم ملک کے لیئے اُن نتایج و اغراض کا مثمر ہو سکتا ہے جو اخباروں سے مدنظر و مطلوب ہوتے ہین ورنہ وقت گزر جانیکے بعد ایک کسی امر کا علم مشت بعد از جنگ کے مشابہ ہوتا ہے اور وہ اخبار جسکے ذریعہ سے وہ علم حاصل ہو تقویم پارینہ کا مصداق بنجاتا ہے۔ مگر جسحالت مین یہہ رسالہ ملکی حالات و واقعات سے بحث نہین کرتا بلکہ اُن مسایل دین سے بحث کرتا ہے جو توقف و تطاول زمانہ سے پارینہ نہین ہوتے تو پہر اسکا دیر سے نکلنا اُن امور کا موجب کیونکر ہو سکتا ہے۔ بلکہ سچ پوچہو تو اسکا یہہ توقف و التوا مزید اشتیاق و فور رغبت شایقین کا موجب ہونا چاہیئے۔

دیکہو روزہ دار کو دن بہر کی انتظار کے بعد کہانا ملتا ہے تو وہ اس سے کیسا حظ اُٹہاتا ہے۔ جمعہ سات روز کے وقفہ سے آتا ہے تو اپنے شایقین کو کیا لُطف دکہاتا ہے۔ عید کا چاند سال کے بعد آتا ہے تو اُسکا نظارہ اور ہی سرور و حلاوت بخشتا ہے۔

یہی حال شایقین و ناظرین اشاعۃ السنہ کا ہونا چاہیئے جب وہ بعد انتظار اُن کو جلوہ دکہائے بشرطیکہ اسکے مشاہدہ جمال سے انکو حلاوت ایمانی و فرحت روحانی حاصل ہوتی ہو۔ اور جنکو یہہ کیفیت حاصل نہین انکو اسکا متواتر وصال بہی صحبت ناجنس اور اکتساب بلا ہے پہر انکو دیر سے کی شکایت ہی کیا ہے۔

... صاحب دین اشاعۃ السنہ کے ساتہہ ہمکو کیون نہ پیار ہو صاحب طبع رسالہ کرتے ہین۔ وہ لوگ مروت و لحاظ کو کام مین ہمکو اس پر یا بہی

بقیہ مبحث اثبات نبوت

تتمہ مقدمہ سابعہ

(جسکو سہوا سابق مین حضرت کاتب نے مقدمہ سابقہ لکھا ہے ناظرین اسکو درست کرلین)

اس مقدمہ سابعہ مین باوجود اشکال کے کسی قدر طول بہی ہوگا اشکال کا علاج تو ہم شروع مقدمہ مین بتا چکے مین۔ طوالت پہ ناظرین معطا فرماوین۔ اور اس مبحث کی معانی و مبانی کو خیال مین لاوین اور پہر داد دین کہ ایسے معانی مختصر الفاظ سے کیونکر ادا ہوسکتے ہین۔؟

اور اگر ہم یہ خیال کرتے ہین کہ وہ صفات انسان کی خوبصورتی اور اسکے خط وخال کی خوش رنگی ہے تو ہمکو یہ خیال آتا ہے کہ یہہ صفات تو انسان کی نسبت پھولون اور پتون مین بڑہکر موجود ہین۔ پس چاہیئے کہ انسان ان چیزون کو بدرجہ اول کہا جاوے اور اگر یہہ سوچتے ہین کہ وہ صفات انسان کا کھانا پینا غضب و شہوت وغیرہ ہین تو یہ بھی سمجھہ مین آتا ہے کہ یہہ صفتین انسان سے بمراتب زاید ہاتھی۔ گھوڑے۔ گدہے۔ شیر۔ بہیرئے۔ خنزیر۔ بندر مین پائی جاتی ہین۔ پس اگر انسانیت کثرت شہوت سے عبارت ہے تو بندر انسان کامل ہے جو اس صفت مین سب سے بڑہکر ہے۔ اسکے بعد خنزیر وغیرہ سانڈ جانور۔ اور اگر پہاڑ کھانا مار ڈالنا انسانیت کے کام ہین تو شیر بہیڑیا انسان کھلانے کے زیادہ مستحق ہین۔ اور اگر بہت کہانا انسانیت ہے تو ہاتھی سب سے زیادہ اس نام کا استحقاق رکھتا ہے حالانکہ ان سب حیوانات کو باوجود کمالیت صفات مذکورہ کے کوئی انسان نہین سمجھتا ؏

ان سب صفات سے بہتر بعض صفات ہم انسان میں ایسی پاتے ہیں جو بادی الرای میں حیوانات وجمادات میں پائی نہیں جاتی۔ جیسی عجیب عجیب صنعتیں بنانا بہادری وغیرہ اخلاق فاضلہ کا محل ہونا ۔

عامہ خلائق جنکو صرف بادی الرای پر نظر ہوتی ہے ان ہی صفات کو مناط انسانیت سمجھتے ہیں۔ اسیواسطے جمہور خلائق ان ہی صفات کے تحصیل و محافظت میں شب وروز سرگرم ہیں اور جنمیں یہہ صفات ہیں وہ انسان کامل خیال کئے جاتے ہیں مگر تعمق وغور نظر سے یہہ معلوم ہوتا ہے کہ یہہ صفات بہی مدار و مناط انسانیت نہیں ہیں۔

ان صفات کا کچھہ نہ کچھہ اثر و اصلیت اور حیوانات میں بہی پائی جاتی ہے مثلا بہادری کی اصلیت غصہ کرنا اور انتقام کا طالب ہونا اور سختی و ہلاکت کی جگہہ ثابت قدم رہنا ہی سو بہتیرے حیوانات میں پایا جاتا ہے۔ عجائب صنعتیں بھی بعض حیوانات سے سرزد ہوتی ہیں دیکھو بیا کیسا گھر بناتا ہے جو انسان سے بجز تکلیف بن نہیں سکتا شہد کی مکھی بلا پرکار و صناعی آلات کے ایسا مسدس چھتا بناتی ہے جو انسان سے بدون آلات تیار ہونا مشکل ہے۔ اسکے نظایر اور بہت ہیں جنکا ذکر اشاعۃ السنہ نمبر ۳ جلد ۴ میں گذرا ہے۔ بلکہ مدار و مناط انسانیت اور ہی امور و صفات ہیں جن سب کا مال و مرجع اسکی دو صفتیں ہیں۔ ایک قوت عقلیہ جو ادراک کلیات سے عبارت ہے اور اُسی کی نظر سے انسان کو ناطق یعنے مدرک کلیات کہا جاتا ہے۔ اس قوت کی دو شاخیں ہیں ایک وہ جسکو نظام بشری و اسباب دنیاوی سے تعلق ہے اور ان ہی کے متعلق اس نظام بشری و دنیاوی سے قواعد و ضوابط استنباط کرنا اسکا کام ہے دوسری شاخ وہ جسکو غیب بالغیب سے تعلق ہے اور یہ سور و علوم و ضوابط وہبی ہونا اسکا فعل ہے ✣

دوسری قوت عملیہ ہے اسکی بھی دو شاخیں ہیں ایک اعمال کو بطریقہ ارادہ[✣] اختیار

✣ ارادہ اختیاری جسکی ترک بھی اختیاری ہو۔ نہ طبعی جسمیں ترک و اخذ دونوں اضطراری ہوتی ہیں۔

وجود مین لانا جس سے عمل انسانی کو بھایم وحیوانات کے افعال سے تمیز ہوتی ہے -

ہر چند حیوانات و بہایم بھی عمدہ عمدہ افعال کرتے ہین چنانچہ ابھی ہم ذکر کرچکے ہین مگر وہ جو کچھہ کرتے ہین طبعاً و اضطراراً کرتے ہین - ارادۃ و اختیاراً نہین کرتے اسپر یقینی دلیل یہہ ہے کہ انسان جو فعل کرتا ہے اسکا اثر و رنگ اسکے دل مین پیدا ہوتا ہے بخلاف حیوانات و بہایم کے کہ وہان اثر و رنگ پیدا نہین ہوتا - انسان جس کام کو اچھا سمجھکر کرتا ہے اس سے اسکے دل پر فرحت و نورانیت و سرور پیدا ہوتا ہے اور جس کام کو وہ برا سمجھکر عمل مین لاتا ہے اس سے اُسکے دلپر ظلمت و کدورت پیدا ہوتی ہے اور یہہ امر حیوانات و بہایم سے مشاہدہ مین نہین آتا -:

دوسری شاخ قوت عملیہ کی روحانی حالات و عالی مقامات ہین جیسی اپنے خالق سے اُنس و محبت رکھنا اسپر بہروسا کرنا و علی ہذا القیاس -

ان دونون صفتون اور اسکے شاخون کا صرف انسان مین (نہ اسکے ہمجنس اور حیوانات مین) پایا جانا مشاہدہ و تجربہ سے ثابت ہی اسلئے انکا اثبات و بیان دلایل انسانون کے لئے چندان ضروری نتھا - مگر چونکہ اکثر انسان بھیمی حجابون مین مستور ہوکر اپنی انسانیت سی غافل ہین - اسلئے ان صفتون اور انکی شاخون کے وجود پر ان لوگون کو آگاہ کرنا ضروری ہی

قوت عقلیہ و عملیہ کی پہلی دونون شاخون کے وجود پر انسانکا طریق تمدن و طرز معاشرت گواہ ہے ہم صاف مشاہدہ کرتے ہین کہ اگرچہ انسان کھانے - پینے - مباشرت کرنے - سردی کے وقت دہوپ مین بیٹھنے - آگ تاپنے اور گرمی کے وقت سایہ مین بیٹھنے وغیرہ طبعی کامون مین اور حیوانات سی مشارکت رکھتا ہے مگر وہ ان سبھی کامون مین اور حیوانات سی تین امور مین امتیاز رکھتا ہے اول یہہ کہ ان کامون کے لئے اُسکے دل مین باعث و محرک ایک کلی رائے پیدا ہوتی ہے جو اُن کامون کا نشیب و فراز و انجام و آغاز اسکو بتاتی ہے مثلاً کہانے مین یہہ رائے کلی پیدا ہوتی ہے کہ کھانا پینا زیست انسان کا مدار ہی جو شخص کھانا نہیز

کہاتا وہ کوئی کام کر نہین سکتا - مباشرت مین یہہ راے کہ انسان کی صحت شخصی وحفظ نوعی اسیپر موقوف ہی جو انسان وقت ضرورت اس سی معطل رہتا ہے وہ ذاتی نقصان بہی پاتا ہے اور نسل انسانی کو بھی نقصان پہنچاتا ہے - اس طرح کی رائے کلی حیوانات کے طبعی افعال مین پائی نہین جاتی† - انکو صرف طبعی جذبات ومخصوص حرکات ان افعال پہ باعث ہوتے ہین مثلاً کہانے پینے پہ باعث صرف بہوک وپیاس ہوتی ہے جسکے ساتھ کوئی نفع ومنفعت کلی انکے خیال مین نہین ہوتی - جوڑہ کیطرف متوجہ ہونے پہ صرف شہوت باعث ہوتی ہے اسمین غایتہ ومصلحت کلی انکی سمجہہ مین نہین آتی -

† اگر حیوانات کے افعال مین باعث ومحرک کوئی رائے کلی پائی جاوے تو ضرور ان افعال کا اثر ورنگ انمین پیدا کرے مگر ہم یہہ اثر حیوانات مین نہین پاتے - پرندہ یا چرندہ جانور جب کسی دام مین پہنستا اور صدمہ اُٹہاتا ہے تو اس سے کوئی عام نتیجہ نہین نکالتا - اسیواسطے اگر اسکو اس دام سی چہوٹکر پہر اس دام کے پاس آنے کا اتفاق ہوتا ہے تو اسمین مبتلا ہو جاتا ہے اور دوسرا جانور جو ہنوز دام مین نہین پہنسا اسکو دیکہہ کر اس سے نتیجہ نہین نکالتا اور اس دام سے نہین بچسکتا -

اگر کہو کہ بعض انسان بھی ایسے ہوتے ہین کہ جس کام مین وہ نقصان پاتے ہین یا کسیکو نقصان پاتے ہوئے دیکہتے ہین اس سے بچ نہین سکتے تو اسکا **جواب** یہہ ہی کہ وہ انسان بھی اُن جانورون سے بڑہکر نہین ہین **ہان** انمین اُنمین اتنا فرق ہے کہ انمین نتیجہ نکالنے اور بچ جانیکا مادہ وطاقت ہی انکی انسانیت سی بہیمیت کا پردہ کہلے تو وہ اس مادہ سے کام لے سکتی ہین بخلاف اُن جانورون کے کہ انمین یہہ مادہ ہی نہین ہی اور وہ اس سی کبہی کام نہین لیسکتے جو لوگ انسان کے سوای اور حیوانات کے لئے نفوس اور رائے کلی تجویز کرتے ہین وہ بعض حیوانات کے افعال کو قوانین وضوابط پر مبنی بتاتے اور اُن قوانین کو بیان کرتے ہین چنانچہ اشاعۃ السنہ نمبر ۳ جلد ۲ مین بصفحہ ۸۴ انکے اقوال کی تفصیل منقول ہے **مگر غور** کرنیسے معلوم ہوتا ہے کہ وہ قوانین وضوابط ان ہی لوگون کی عقل کی استنباط ہین جیسے کوئی دانشمند دوسرے کے قول وفعل سے بعد الوقوع ایسے نکات نکالتا ہی جنسی اس

انسان کو اپنے افعال مین بعض اوقات ایسی بھی کلی رائے باعث و محرک ہوتی ہی جسمین اسکی طبعی غرض کچھہ دخل نہین رکہتی بلکہ اس غرض طبعی کی اسمین مخالفت پائی جاتی ہے اور اسکو صرف مصلحت عام و اصلاح و تہذیب نظام مد نظر ہوتی ہے جیسے خود بھوکے رہنا - اور اپنا کھانا دوسرے محتاج کو جو اس سے زیادہ مضطر و ہلاکت کا خوف رکھتا ہو دیدینا - یا اپنی شہوت کو غیر محل مین نہ نکالنا و علی ہذا القیاس +

امر دوم یہہ کہ وہ اپنے کام مین شایستگی بھی مد نظر رکہتا ہے یہہ امر بھی حیوانات مین پایا نہین جاتا - انکو صرف رفع ضرورت و قضاء حاجت طبعاً مطلوب ہوتی ہے - انسان حاجت روائی سے علاوہ اپنی کار آمدنی چیزون مین یہہ بھی چاہتا ہے کہ اسمین اسکی آنکھ کو ٹھنڈک اور دلکو لذت حاصل ہو - اسی خیال سے عورت خوبصورت چاہتا ہے - مکان عمدہ و بلند - کہانا لذیذ و لباس فاخرہ حیوانات کو اس امر کا خیال نہین ہوتا +

امر سوم یہہ کہ وہ ان ضوابط و قواعد حسن معاشرت کو دوسرے بنی نوع سے اخذ کرتا ہے اور نوع انسان مین افادہ و استفادہ تعلیم و تعلم ضوابط جاری ہے - ضبط قواعد و استخراج نتائج اگرچہ انسان کا نوعی خاصہ ہے مگر اسکا تحقق و وجود اس نوع کے بعض افراد مین ہوتا ہے نہ سبہی افراد مین اور نوعی احکام ایسے بہت ہوتے ہین جو صرف بعض افراد مین پائے جاتے ہین - دیکھو شہد کی مکھیون مین صرف ایک مکھی (یعسوب نامی) جو سردار کھلاتی ہے اپنے نوع کی تدبیر و سیاست کرتی ہے - یہہ امر باوجودیکہ اسکا خاصہ نوعی ہے ہر ایک مکھی کو حاصل نہین - دور کیون جاؤ انسان ہی کے اور خواص نوعی دیکھ لو - جبن و شجاعت و عقل و حماقت و خیاطت و کتابت وغیرہ انسان کے خواص نوعی ہین - مگر سبھی انسان نامرد و بہادر و ذکی و احمق و درزی

بقیہ حاشیہ صفحہ ... شخص کو شعور بھی نہین ہوتا ان قوانین و ضوابط کے حیوانات کے خیال مین موجود ہونے پر کوئی دلیل قائم نہین ہے اور اسکے نفی پر وہ کامل دلیل موجود ہے جو ہمنے بیان کی ہے کہ اگر افعال حیوانات کے اصول و ضوابط ان کے خیال مین ہوتے تو ضرور ان کا اثر و رنگ انمین پیدا ہو جس سے یقیناً ثابت ہوتا ہے کہ حیوانات کے لئے عقل و نفس ناطقہ و ادراک [illegible] +

دکھائی نہیں ہوتے *

بناء علیہ بعض انسان اس قدر عقل رکھتے ہیں جس سے وہ خود اپنے کاموں کے لئے قواعد وضوابط کلی مقرر کر لیں اور بعضے ایسے ہیں جنکے دل میں ضوابط کا خیال گذرتا ہے مگر وہ اپنی عقل سے استنباط نہیں کر سکتے - یہہ لوگ جب کسی دانشمند کو سنتے ہیں کہ اس نے کارآمد فی ضوابط و قواعد مقرر کئے ہیں تو اُن کو دل سے قبول کرتے ہیں اور دانتوں سے مضبوط پکڑتے ہیں کیونکہ انکو اپنے خیالی اور اجمالی ضوابط کے موافق پاتے ہیں - اسکی تشریح ایک مثال سے کیجاتی ہے -

بعض آدمی جنگلی (یا وحشی) بھوکے اور پیاسے ہوتے ہیں اور کھانا پانی نہیں پاتے تو نہایت تکلیف اٹھاتے ہیں اور کھانے پینے کی کوئی سبیل نہیں پاتے پھر ایک دانشمند شہری واقف کار دیکھتے ہیں کہ جب وہ اسی بھوک و پیاس میں مبتلا ہوتا ہے تو کھانے کیلئے اناج تلاش کرتا ہے پھر اسکا بیج بوتا ہے پھر اسکو پانی دیتا ہے پھر کھیتی پکنے کے وقت کاٹتا ہے پھر غلہ کو بھس سے جدا کرتا ہے پھر اس غلہ کو وقت حاجت کے لئے سنبھال رکھتا ہے اور پانی کے لئے کنواں کھودتا ہے یا چشمے اور نہریں تلاش کرتا ہے - اور پانی رکھنے کے لئے مٹکی ٹھلیا مشک وکوزہ بہم پہنچاتا ہے - پھر جب وہ تجربہ سے جان لیتا ہے کہ اگر وہ کچا اناج اور ناپختہ بقولات کھائیگا تو اسکا معدہ درد کریگا تو اس اناج کے لئے پیسنا پکانا تجویز کرتا ہے وعلی ہذا القیاس سبھی کاموں کے قوانین وضوابط مقرر کرتا ہے پس وہ جنگلی (یا وحشی) اس دانشمند شہری کے ضوابط و قوانین کو بدل باور کرتا ہے - اور انکے سیکھنے اور عمل میں لانے میں دل سے کوشش کرتا ہے - اسی طریق سے بڑے بڑے شہروں اور آبادیوں میں ضوابط و قوانین پائے جاتے ہیں جو اب کمال شہرت کو پہنچ گئے ہیں اور ان پر جمہور خلایق متفق ہیں - ایک زمانہ میں وہ نہایت کم تھے اور بعض بالکل نتھے - اسبات پر اکثر معمورات زمین خصوصاً یورپ کے ابتدائی حالات اور اس زمانہ تہذیب و ترقی کے حالات کا باہم مقابلہ کرنا یقین دلاتا ہے *

یہہ تینون امر انسان کے طبعی الہامات سے مِل جُل جاتے ہین جیسے سانس لینے سے (جو طبعی وضروری امر ہے) اُسکو چھوٹا یا بڑا کرنا ملجا تا ہے -

پھر یہ تینون امر (لوگون کی مزاج اور عقلون کے مختلف ہونے کے سبب) لوگون مین مختلف طور پر پائے جاتے ہین کسی مین کامل کسی مین ناقص کسی مین متوسط اسیوجہ سے جو کام و دنیاوی انتظام ان امور کے ذریعہ سے لوگ کرتے ہین مختلف ہوتے ہین - ان مختلف انتظامون کے درجات ومراتب بیشمار ہین پر ہم بغرض افہام ناظرین انکے **دو حدین** بیان کر دیتے ہین بقیہ درجات کو ناظرین خود قیاس کر سکتے ہین +

ایک وہ حد جس سے کسی جگہہ کے لوگ خواہ کیسے ہی چھوٹی بستیون اور پہاڑون اور جنگلون کے رہنے والے ہون خالی نہین ہوتے جیسے بول چال وباہمی تخاطب کے لئے سیدھے سیدھے الفاظ واصطلاحات مقرر کرنا جسطرح ہو سکے کھیتی کرنا درخت لگانا کنوئین کھودانا - جانورون کو قابو مین لاکر اُنسے کام لینا بُرا بھلا چھوٹا بڑا چھپر رہنے کے لئے بنا لینا اچھا بُرا کپڑا یا کمبل اوڑنے کو بنوا لینا - اپنی غرض کے موافق جورو کر لینا - جیسے بن پڑے بچون کی تربیت وتعلیم کرنا - اپنے تنازعات ومعاملات کے تصفیہ کے لئے کوئی سردار یا نمبردار بنا لینا وعلی ہذا القیاس اِس حد کو **ادنی** یا ابتدائے **حد نظام** کہا جاتا ہے +

دوسری حد وہ جو بڑے بڑے شہرون او شایستہ ملکون مین پائی جاتی ہے جہان لوگ بکثرت رہتے ہین . بین بڑے بڑے تجربہ کار ہوشیار ہوتے ہین وہ ان سبھی کامون کو جو حد اول مین مذکور ہوئی تہذیب وشائستگی سے کرتے ہین اور انکے اصول وقواعد بھی عمدہ بناتے ہین - جنکی تفصیل اسمقام مین محض تطویل ہے - ہر ایک کام زراعت - تجارت اکل وشرب - لباس - مناکحت - تربیت اولاد - صحبت ابنائے جنس - سکونت - سیاست - ریاست حکومت - صناعت وغیرہ مین شائستگی وترقی مہذب شہرون اور ولایتون کے رہنے والون کی کس وناکس پر عیان ہے - اِس حد کو **اعلی** یا درجہ دوم کی **حد نظام** دنیاوی کہا جاتا ہے

پھر ہم یہہ بھی دیکھتے ہین کہ ان امور ثلثہ اور ان انتظامات رجوان سے متفرع ہین ہے کے اصل اصول پہ سبھی لوگ شہری دیہاتی حضری بدوی متفق ہین کسی اقلیم کے لوگ رجو صحت اعتدال پر ہین) ان امور و انتظامات کے اصل اصول سے مخالف نہین ہین - کسی کو اختلاف ہے تو صرف انکی کیفیت یا کمیت مین ہے مثلاً نعش مردہ کو زندون سے الگ کرنا اتفاقی امر ہے یا اسکے اصل اصول بدیہی ہے یعنی امر مردہ [illegible] بھی اتفاقی ہے - اختلاف ہے تو اسکی کیفیت مین کوئی یہ امر مردہ کو جلانے سے عمل مین لاتا ہے کوئی دفن کرنے سے کوئی دریا برد کرنے سے - ایسا ہی چوری کرنا اتفاقاً بد ہے - اختلاف ہے تو اسمین ہے کہ چوری کی حد کیا ہے اور سزا کیا - وعلی ہذا القیاس زنا وغیرہ کو سمجھنا چاہیئے ؛؛

بعض لوگون کا ان امور و اصول کے برخلاف زنا کرنا چوری کرنا اس اتفاق مین خلل انداز نہین ہو سکتا ہے کیونکہ ان لوگون مین بعض تو مسلوب الحواس و مجنون ہین (جو قوات عقلیہ انسانی کے سبب بھائم سے ملحق ہین) اور بعض بہ ہوش حواس کے ساتھ یہ کام کرتے اور دیدہ و دانستہ بھائم بنتے ہین وہ اپنے دل سے خود جانتے ہین کہ یہہ فعل بد ہین جو کسی کی بہو یا بیٹی سے زنا کرتا ہے اگر اسکی بہو یا بیٹی سے کوئی زنا کرے تو دیکھو اسکو کیسا برا معلوم ہوتا ہے اور اسپر وہ کیسی غیرت کرتا ہے ؛؛

اس تفصیل سے ثابت ہوا کہ نوع انسان مین قوت عقلیہ و عملیہ کے پہلی دو شاخین موجود ہین جنسے وہ اور حیوانون سے امتیاز و خصوصیت رکھتا ہے -

اب رہی اسکی **دوسری دو شاخین** قوت عقلیہ و عملیہ وہ بھی مشاہدہ حال انسان سے ثابت ہین - ہم صاف مشاہدہ کرتے ہین کہ بعض انسان ایسے علوم و قوانین بیان کرتے ہین جنکو ظاہری نظام دنیاوی سے اخذ نہین کیا جا سکتا - اور خواہ کیسی ہی قوت فکری و استنباطی صرف کرین اس عالم دنیوی مین اُن علوم کا سراغ نہین ملتا - جس سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ اُن علوم کا القا انسان پر غیب الغیب سے بطریق وہب ہوتا ہے اسکا تفصیلی بیان مقدمہ سادسہ

کفر و کافر

(اس مضمون میں ہمکو اس کفر سے بحث نہیں جو مذہب اسلام کے مخالف مذاہب پر اطلاق کیا جاتا ہے بلکہ اس کفر سے بحث ہے جو اہل اسلام کا اپنے ہی گہر میں خرچ ہے ایک مسلمان دوسرے کو بعض افعال و اقوال و اعتقادات کی سبب جنکو اپنے خیال میں کفر سمجہتا ہے اس کفر کا خطاب دیتا ہے)

لفظ کفر (چنانچہ بیضاوی و قاموس وغیرہ میں ہے) اصل لغت عرب میں کاف کی زبر سے ہے اور اسکے لغوی معنے ستر اور ڈہانکنے کے ہیں اسی معنے کر زمیندار کو جو زمین میں تخم زراعت کو چھپاتا ہے کافر کہا جاتا ہے اور رات کو جو ہر چیز کو اپنی تاریکی میں ڈہانک لیتی ہے نیز کافر کہا جاتا ہے ایسا ہی پہل کے خوشہ یا غلاف کو کافور اور دریا اور بڑی نہر اور بڑے جنگل اور سیاہ بادل کو کافر کہا جاتا ہے ان میں بھی یہی معنے ستر کے پائے جاتے ہیں۔

والکفر لغة ستر النعمة واصله الکفر بالفتح وهو الستر ومنه قیل للزارع واللیل کافر ولکمام الثمرة کافور — بیضاوی

کفر علیه یکفر غطاه والشیء ستره والکافر اللیل والبحر والوادی العظیم والنهر الکبیر والسحاب المظلم والزارع — قاموس

اسی معنے کی مناسبت سے لغت میں کفر کے معنی انکار بھی مستعمل ہے منکر نعمت کو کافر کہا جاتا ہے ایسا ہی (جو چیز الہی موجود آپ کی منکر کو کافر کہا جاتا ہے۔

فبنعمة الله هم یکفرون — کافر جلاحد لنعم الله

اسی مناسبت سے کفار عرب نے دین سے انکار کو کفر سے تعبیر کیا ہے اور اسکو خوشی و فخر سے اپنی طرف نسبت کیا ہے چنانچہ انبیا کو یہ کہنا (کہ جو تم لیکر آئے ہو ہم اسکے کافر ہیں) سورۂ ابراہیم وحم سجدہ میں منقول ہے اسی معنے سے انبیا اور مومنوں نے جھوٹے معبودون سے انکار کرنیکو کفر کہا اور اسکو خوشی سے اپنی طرف نسبت کیا چنانچہ ابراہیم اور انکے تابعین نے بت پرستون کو کافرون سے کہا

قالوا انا کفرنا بما ارسلتم به — ابراہیم

فانا بما ارسلتم به کافرون — حم سجدہ

اذ قالوا لقومهم انا براؤ منکم ومما تعبدون من دون الله کفرنا بکم — ممتحنه

کہ ہم تمہارے معبودوں سے بیزار و کافر (یعنی منکر) ہیں۔

اور خود خدا جل و علی نے اپنے مومن بندوں کو باطل معبودوں سے کفر کرنیکا حکم دیا چنانچہ فرمایا ہے

ومن یکفر بالطاغوت ویومن باللہ فقد استمسک بالعروۃ الوثقی۔ البقرہ ۲۴۶	جس نے طاغوت سے کفر کیا اور خدا پر ایمان لایا اس نے مضبوط رسی کو ہاتھ مارا

اور اصطلاح شرع میں کفر دین اسلام سے انکار کرنے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کسی بات کو جو ان سے بطور تواتر و یقین ثابت ہو نہ ماننے کا نام ہے جسکا لازمہ و حکم دائرہ اسلام سے خروج اور عذاب جہنم میں خلود ہے۔ اس معنی اصطلاحی پر نقل و دلیل اور ان باتوں کی (جنکے انکار سے یقیناً آنحضرت کی تکذیب لازم آتی ہے) تمثیل و تفصیل اشاعۃ السنہ جلد ۲ میں بضمن مضمون (التفرقہ بین الاسلام والزندقۃ) بخوبی ہوچکی ہے جسکی ملاحظہ سے تکذیب و تکفیر کا عمدہ قانون معلوم ہوسکتا ہے اسمقام میں صرف اس قدر بیان مقصود ہے کہ شرع اور اہل شرع میں ہر جگہ کفر کا اطلاق اسی معنے اصطلاحی سے ہوا ہے یا کہیں اس سے اور معنی بھی مراد ہیں۔

قرآن و حدیث میں غور و تتبع کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اکثر مواضع میں تو لفظ کفر کا اطلاق اسی معنی اصطلاحی سے ہوا ہے مگر بعض مواضع میں اس لفظ کفر سے یہ معنی اصطلاحی مراد نہیں ہیں بلکہ اس کفر کے معنی لغوی کفران نعمت یا کفر عملی جسمیں یہ کفران نعمت پایا جاتا ہے مراد ہیں۔

ہرچند کلام و خطاب شارع میں معنی اصطلاحی معنی لغوی سے مقدم ہیں اور وہی لفظ شارع کے حقیقی معنے ہیں مگر جس محل میں معنی اصطلاحی کے مراد ہونے سے خود کلام شارع مانع ہو وہاں لغوی معنی مقدم ہیں اور وہی کلام شارع کے حقیقی معنی ہیں۔

جو لوگ ان باتوں کو نہیں جانتے وہ شارع کے بعض افعال و اقوال کو کفر کہنے سے ان افعال و اقوال کو حقیقی و اصطلاحی کفر پر محمول کرتے ہیں۔ اور ان کے مرتکبین کو خواہ وہ مسلمان

مصدق اسلام ہون کافر کہدیتے ہین بلکہ بقیاس اُن افعال و اقوال کے اُن کے نظائر و امثال کو اپنے اجتہاد سے کفر قرار دیکر اُن کے مرتکبین کو بھی دائرہ اسلام سے خارج سمجھتے ہین - اِس مضمون سے ان ہی لوگون کی ہدایت و نصیحت اور اہل اسلام کی تکفیر سے ممانعت مدنظر ہے *

پس واضح ہو کہ جن افعال و اقوال پر شارع نے لفظ کفر اطلاق کیا ہے یا اسکا ہم معنی کوئی اور لفظ (جیسے لا ایمان یا بے دین) استعمال فرمایا ہے یا ان پر حکم کفر (عدم دخول جنت) لگادیا ہے و مع ذلک اُس سے معنے اصطلاحی کفر کا ارادہ نہین کیا گیا ہین - **از انجملہ قتل** مسلمان ہے جسکی نسبت آنحضرت نے فرمایا ہے کہ مومن کو گالی دینا فسق ہے اور اسکو قتل کرنا کفر ہے ایسا ہی دوسری حدیث مین ارشاد کیا کہ جو ہم (مسلمانون) پر ہتھیار اُٹھاوے وہ ہم مین سے نہین -

عن عبد اللہ بن مسعود قال قال رسول اللہ صلعم سباب المسلم فسوق وقتالہ کفر - (صحیح بخاری) عن ابی موسے الاشعری عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال من حمل علینا السلاح فلیس منا - (**مسلم**)

پہلی حدیث مین کفر سے کفران نعمت خداوندی اور کفر عملی مراد ہے اور دوسری حدیث مین مسلمانون پر ہتیار اٹھانے والے کے مسلمان نہونیسے یہہ مراد ہے کہ اسکا عمل اسلام کا فعل نہین اور دونون حدیثون مین یہہ مراد نہین کہ مومن کا قاتل دین اسلام سے خارج ہے +

اسپر دلیل قرآن کی آیت وہ ہے جسمین قاتل مومن کو مومن کہا ہے چنانچہ فرمایا ہے کہ اگر مسلمانون کی دو جماعتین آپس لڑین تو انکی صلح کرادو - اِس آیت مین لڑنے والون کو مومن کہنے سے معلوم ہوتا ہے کہ مسلمانون سے لڑنیوالا اسلام سے خارج نہین ہوتا - اگرچہ اسکا یہہ فعل کافرون کا فعل ہے - صحیح بخاری مین اسی مضمون کا ایک باب ہی جسکا حاصل یہہ ہے کہ گناہ کفر کے کام ہین مگر انکا مرتکب بجز شرک کے کافر نہین ہوتا کیونکہ آنحضرت نے ابوذر صحابی جلیل الشان کامل الایمان

وان طائفتان من المومنین اقتتلوا فاصلحوا بینہما - (حجرات ع ۱۳)

باب المعاصی من امر الجاھلیۃ ولا یکفر صاحبھا بارتکابھا الا بالشرک لقول النبی صلعم

انك امرؤ فيك جاهلية . وقوله تعالى ان الله لا يغفر ان يشرك به ويغفر ما دون ذلك لمن يشاء - وان طائفتان من المؤمنين اقتتلوا فاصلحوا بينهما فسماهم المؤمنين -

کے حق میں ایک گالی دینے کے سبب) فرمایا ہے تو ایسا آدمی ہے جسمین کفر کی خصلت ہے اور خدا تعالی نے فرمایا ہے کہ خدا شرک تو نہ بخشیگا پر جو اس سے ہوتے گناہ ہیں جسے چاہے بخشدے

اور خدا نے فرمایا ہے اگر مسلمانوں کی دو جماعتیں آپسمین لڑیں تو انمین صلح کرا دو - اسمین باہم لڑنے والوں کو مومن کہا"-

از انجملہ عورتوں کی ناشکری ہے جسکو آنحضرت نے کفر فرمایا ہے جب اسکے معنی کا

باب كفران العشير وكفر دون كفر عن ابن عباس قال قال النبي صلعم اريت النار فاذا اكثر اهلها النساء يكفرن قيل ايكفرن بالله قال يكفرن العشير ويكفرن الاحسان - بخاری

استفسار ہوا تو آپنے خود ہی اسکو خاوند کی ناشکری سے تفسیر کیا - صحیح بخاری میں ایک باب بھی اسی مضمون کا ہے کہ بعض کفر ایسا بھی ہوتا ہے جو اسطرح کفر اصطلاحی سے کمتر ہے - اسمین ناشکری خاوند کو داخل کیا اور اسکے ثبوت میں یہی حدیث ذکر فرمایا - **وازانجملہ** نسب و رشتہ مین خلاف

عن ابی ذر انه سمع رسول الله صلعم يقول ليس من رجل ادعى الى غير ابيه وهو يعلمه الا كفر - مسلم

بیان کرنا ہے جسکی نسبت آنحضرت نے صاف فرمایا ہے کہ جو اپنے باپ کو چھوڑکر کسی اور کیطرف منسوب ہو کافر ہے

وازانجملہ کسی کی نسب مین طعن کرنا اور میت پر نوحہ کرنا جنکی نسبت آنحضرت نے فرمایا ہے

عن ابی هريرة قال قال رسول الله صلعم اثنتان في الناس هما بهم كفر الطعن في النسب والنياحة على الميت - مسلم عن عبد الله بن مسعود قال قال رسول الله صلعم ليس منا من لطم الخدود وشق الجيوب ودعا بدعوى اهل الجاهلية - مسلم

دو باتیں لوگوں میں کفر ہیں کسی کی نسب میں طعن کرنا اور میت پر نوحہ کرنا - ایک حدیث میں آیا ہے کہ جو مصیبت کے وقت منہ پیٹے اور گریبان چاک کرے اور کفر کے بین کرے وہ ہم میں سے نہیں ہے -

وازانجملہ غلام کا اپنے مالک سے بھاگ جانا ہے جسکی نسبت آنحضرت نے

عن الشعبی عن جریر انه سمعه یقول ایما عبد ابق
من موالیه فقد کفر حتی یرجع الیهم۔ مسلم

فرمایا ہے کہ جو غلام اپنے میان سے بھاگ جاوے وہ
کافر ہے جبتک اُسکے پاس نہ آوے۔

از انجملہ جھوٹ بولنا گالی دینا۔ عہد کا توڑنا وعدہ خلافی کرنا جنکو آنحضرت نے خصایل نفاق
جو کفر کا مرادف ہے قرار دیا ہے چنانچہ فرمایا

عن عبد الله بن عمرو قال قال رسول الله صلعم
اربع من کن فیه کان منافقا خالصا ومن
کانت فیه خصلة منهن کانت فیه خصلة من النفاق
حتی یدعها اذا اؤتمن خان واذا حدث کذب واذا عاهد غدر
واذا وعد اخلف واذا خاصم فجر۔ متفق علیه

کہ چار چیزین ہین جسمین وہ ہون پورا منافق
ہے اور جسمین ایک اُنمین سے ہو اُسمین ایک خصلت
نفاق کی ہے جب بات کہے جھوٹ بولے جب عہد
کرے توڑ دے جب وعدہ دے اسکا خلاف کرے

جب جھگڑے گالی بکنے لگے۔ ایک حدیث مین یہ بھی آیا ہے کہ آنحضرت نے کم خطبہ فرمایا
ہے جسمین یہہ نہ کہا ہو کہ جسکی امانت نہین
اسکا ایمان نہین اور جسکا وعدہ نہین اسکا دین نہین

عن انس قال قلما خطبنا النبی صلعم الا قال
لا ایمان لمن لا امانة له ولا دین لمن لا عهد له۔ مشکوة

و از انجملہ زنا چوری۔ شرب خمر ہے جنکی نسبت
آنحضرت نے فرمایا ہے کہ زانی زنا کے وقت اور
چور چوری کے وقت اور شراب خوار شراب نوشی
کے وقت مومن نہین ہوتا اور یہ کہنا ایسا ہے جیسا

عن ابی هریرة ان النبی صلعم قال لا یزنی الزانی
حین یزنی وهو مومن ولا یسرق السارق حین یسرق
وهو مومن ولا یشرب الخمر حین یشربها
وهو مومن والتوبة معروضة بعد۔

کہ یہہ کہنا کہ وہ کافر ہین۔

و از انجملہ تکبر ہے جسکو آنحضرت نے شرک و کفر کے برابر ٹھہرایا اور اُسکی نسبت فرمایا کہ

عن عبد الله بن مسعود عن النبی صلعم قال لا یدخل
الجنة من کان فی قلبه مثقال ذرة من کبریاء۔
عن حذیفة قال سمعت رسول الله صلعم یقول
لا یدخل الجنة نمام۔ مسلم

جسکے دل مین ذرہ بھر بھی تکبر ہوگا وہ بہشت
مین نہ جاویگا۔ ایسا ہی آپنے چغلی کھانے۔
مسلمانون کو فریب دینے۔ قطع رحم کرنے ہمسایون
کو تکلیف دینے کسیکا حق دبا لینے سے بہشت سے

وعنه انه سمع رسول الله صلعم يقول لا يدخل الجنة قتات — مسلم

ایک حدیث میں ہے چغل خور بہشت میں داخل نہوگا۔

عن جبير بن مطعم انه سمع النبي صلعم يقول لا يدخل الجنة قاطع — بخاري

ایک حدیث میں ہے سخن چین بہشت میں نجاویگا۔

عن ابي شريح ان النبي صلعم قال والله لا يؤمن والله لا يؤمن والله لا يؤمن قيل من يا رسول الله قال الذي لا يأمن جاره بوائقه - (بخاري)

عن ابي امامة ان رسول الله صلعم قال من اقتطع حق امرء مسلم بيمينه فقد اوجب الله له النار وحرم عليه الجنة فقال له رجل وان كان شيئا يسيرا قال وان كان قضيبا من اراك — مسلم

عن ابي هريرة ان رسول الله صلعم قال من حمل علينا السلاح فليس منا ومن غشنا فليس منا

ایک حدیث میں ہے قاطع رحم بہشت میں داخل نہ ہوگا۔ ایک حدیث میں ہے کہ آنحضرت نے تین بار قسم کہاکر فرمایا کہ جو شخص ہمسایوں کو امن نہ دیگا وہ بہشت میں داخل نہوگا ایک حدیث میں ہے کہ جو کسی مسلمان کا حق قسم کہاکر دبالیگا اسکے لئے دوزخ واجب ہوچکی اور بہشت حرام ہوئی اگرچہ ڈہاک کی چہڑی ہو اور ایک حدیث میں ہے کہ جو ہم مسلمانوں کو دہوکا دیوے وہ مسلمان نہیں ہے۔

اسی قسم کے اور کئی افعال واقوال ہیں جنکو آنحضرت نے صاف کفر ٹہرایا ہے یا کفر کا ہم معنی لفظ اطلاق فرمایا ہے یا انپہ حکم کفر دوزخ میں رہنا اور بہشت میں نہ جانا لگادیا ہے۔ ان احادیث میں بہی لفظ کفر سے کفر شرعی واصطلاحی کے مراد نہیں ہیں اور نہ ان کے مرتکبین پر حکم کفر شرعی (اسلام سے خروج اور عذاب جہنم میں خلود) کا لگانا مقصود ہے بلکہ کفر سے وہی معنی لغوی کفران نعمت یا کفر عملی مراد ہے اور اسکے سزا میں جو بہشت میں داخل نہ ہونے اور دوزخ میں جانیکا ذکر ہوا ہے اسکے یہہ معنی ہیں کہ اولی دخول بہشت نہوگا ان گناہوں کی سزا بہگت کے دخول بہشت نصیب ہوگا۔ اور یہہ معنی نہیں ہیں کہ ان افعال کا مرتکب ہمیشہ دوزخ میں رہیگا اور کبہی بہشت میں نجاویگا ÷

اسپر دلایل متعدد آیات و احادیث ہین- آیات قرآن مجید مین بہت ایسی ہین جنمین کفر و شرک کے سوائے سب معاصی کے عفو کا جواز نکلتا ہے -

ازانجملہ ایک آیت یہ ارشاد ہے- اے نبی میرے بندون کو جنہون نے اپنے نفسون پر زیادتی کی ہے کہدے کہ خدا کی رحمت سے ناامید نہ ہون وہ سبھی گناہون کو بخش دے گا -

قل یاعبادی الذین اسرفوا علی انفسھم لاتقنطوا من رحمۃ اللہ ان اللہ یغفر الذنوب جمیعا انہ ھو الغفور الرحیم - زمر ع ۵ -

اِس معافی سے شرک کا مستثنی ہونا اس آیت مین پایا جاتا ہے جسکا ذکر مسئلہ ۹۵ مین صحیح بخاری کی عبارت مین گذرا - اور کفر کا مستثنی ہونا بہت آیات مین پایا جاتا ہے جن مین کافرون کے لئے خلود نار کا ذکر ہے -

اور احادیث جن سے کفر و شرک کے سوا اور گناہون کے ارتکاب سے کافر نہونا اور ان کے عوض وسزا مین ہمیشہ دوزخ مین نہ رہنا ثابت ہوتا ہے بیشمار ہین ازانجملہ چند احادیث بطور مشت نمونہ خروار نقل کیجاتی ہین -

اول حدیث جبرئیل جسمین انہون نے آنحضرت سے ایمان کا سوال کیا اور آپ نے اُس کے جواب مین صرف یقین کرنے اور مان لینے خدا و رسول و ملایکہ و روز قیامت و تقدیر خیر و شر کو ذکر فرمایا جس سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ اصل حقیقت ایمان مین عمل داخل نہین- ہوتا تو ایسے محل بیان مین اسکا ذکر فرد گذاشت نہوتا -

عن عمر بن الخطاب فی قصۃ جبرئیل علیہ السلام فاخبرنی عن الایمان قال ان تومن باللہ و ملئکتہ وکتبہ ورسلہ والیوم الآخر وتومن بالقدر خیرہ وشرہ قال صدقت بخاری مسلم

دوم حدیث عبادہ بن صامت کہ آنحضرت نے فرمایا ہے کہ جو گواہی دیتا ہے کہ

† تفسیر فتح البیان مین اس آیت کی تفسیر ہماری مدعا کے مفید عمدہ طرز و استدلال سے مرقوم ہے ناظرین اہل علم اس تفسیر کا مطالعہ کرین -

عن عبادۃ بن صامت قال قال رسول اللہ صلعم من قال اشہد ان لا الٰہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ وان محمدا عبدہ ورسولہ وان عیسے عبد اللہ وابن امتہ وکلمتہ القاہا الیٰ مریم وروح منہ وان الجنۃ حق وان النار حق ادخلہ اللہ الجنۃ	خدا وحدہ لاشریک ہی اور محمد صلعم اور عیسیٰ علیہ السلام اسد کے رسول اور اسکے بندے ہین اور بہشت و دوزخ برحق ہے خدا اسکو بہشت مین داخل کردیگا خواہ اسکے عمل کیسے ہی ہون (یعنی تہوڑے ہون یا بہت اچہے ہون یا بُرے - اچہے ہوئے تو پہلے ہی سے بہشت مین داخل کریگا بُرے ہوے
علی ما کان من عمل - مسلم	تو انکی سزا بُہگتا کریا معافی دیکر)

سوم حدیث ابوذر کہ آنحضرت نے فرمایا جس نے لا الٰہ الا اللہ کہا اور اسی پر مرا

عن ابی ذر قال قال رسول اللہ ما من عبد قال لا الٰہ الا اللہ ثم مات علی ذلک الا دخل الجنۃ قلت وان زنی وان سرق قال وان زنی وان سرق ثلاثا - مسلم	وہ بہشت مین داخل ہو رہیگا - مینے عرض کیا یارسول اللہ اگرچہ اُس نے زنا یا چوری کی ہو آپ نے فرمایا اگرچہ زنا یا چوری کی ہو ابوذر نے تین بار یہہ سوال کیا اور آنحضرت نے یہی جواب دیا -

چہارم حدیث معاذ کہ آنحضرت نے معاذ کو بلایا اور فرمایا جس نے دل سے شہادت

عن انس بن مالک ان النبی صلعم ومعاذ بن جبل ردیفہ علی الرحل فقال یا معاذ ما من عبد یشہد ان لا الٰہ الا اللہ وان محمدا عبدہ ورسولہ الا حرمہ اللہ علی النار قال یا رسول اللہ فلا اخبر بہا الناس فیستبشروا قال اذا یتکلوا فاخبر بہا معاذ عند موتہ تاثما - مسلم	دی کہ خدا کے سوا کوئی معبود نہین اور محمد صلعم خدا کا رسول ہی - اسپر خدا نے آگ کو حرام کیا (یعنی اُسمین ہمیشہ رہنا) معاذ نے عرض کیا کہ یارسول اللہ کیا مین لوگونکو یہہ خوشخبری نہ سناؤن آپنے فرمایا تب وہ سُنکر اسپر بہروسہ کر لینگے اور عمل چہوڑ دینگے (یعنی غلطی سی اسکے معنی یہہ سمجہہ لینگے کہ کلمہ پڑہنی سے

آگ مین جانا مطلق ہی حرام ہے) پہر معاذ نے بوقت موت بخوف گناہِ کتمان اس حدیث کو لوگون کے پاس بیان کیا -

کامر تکب نا ہو

پنجم حدیث عباس بن عبد المطلب کو آنحضرت نے فرمایا جو خدا کو اپنا رب اور محمد صلعم

عن عباس بن عبد المطلب انه سمع رسول الله يقول ذاق طعم الايمان من رضي بالله ربا وبالاسلام دينا وبمحمد رسولا

کو رسول اور اسلام کو دین ماننے مین راضی ہوا اُس نے ایمان کا مزہ چکھہ لیا۔

ششم حدیث انس کہ آنحضرت نے فرمایا آگ سے وہ شخص (بھی) نکالا جاویگا جس نے

عن انس ان النبي صلعم قال يخرج من النار من قال لا اله الا الله وفي قلبه وزن شعيرة من خير ويخرج من النار من قال لا اله الا الله وفي قلبه وزن برة من خير ويخرج من النار من قال لا اله الا الله وفي قلبه وزن ذرة من خير وفي رواية من ايمان مكان خير

لا اله الا الله کہا اور اسکے دل مین جَو کے دانہ برابر ایمان ہوگا اور وہ (بھی) نکالا جاویگا جسکے دل مین گیہون کے دانہ برابر ایمان ہوگا اور وہ (بھی) نکالا جاویگا جسکے دل مین ایک ذرہ کے برابر ایمان ہوگا۔

ہفتم حدیث ابو سعید خدری جسمین فرشتون و مومنون و انبیاء کی شفاعت کا ذکر

عن ابي سعيد الخدري في حديث طويل شفعت الملائكة وشفع النبيون وشفع المؤمنون ولم يبق الا ارحم الراحمين فيقبض قبضة من النار فيخرج بها قوما لم يعملوا خيرا قط وفي رواية بغير عمل عملوه

کرکے فرمایا ہے کہ ملایکہ و انبیاء و مومن شفاعت کر چکے اب ارحم الراحمین باقی رہا پھر آگ سے خدا ایسے لوگون کی مٹھی نکالیگا جنہون نے کوئی نیک عمل نکیا ہوگا۔

ہشتم حدیث انس رضی اللہ عنہ کہ آنحضرت نے فرمایا تین چیزین ایمان کی جڑین ہین جو لا اله الا الله کہے اس سے رُک جانا۔ نہ اسکو گناہ (یعنی سوائے کفر و شرک) کے سبب کافر کہو اور نہ کسی عمل سے (بجز کفر و شرک) اسلام سے نکالو باقی دو چیزون کا ذکر بغیر حاجت صفحہ ۲۶ نمبر سابق مین گذرا

عن انس قال رسول الله ثلث من اصل الايمان الكف عمن قال لا اله الا الله (ابو داود)

اس مضمون کی حدیثین اور بہت ہین جنسے ثابت ہوتا ہے کہ کبایر مندرجہ احادیث سابقہ الذکر سے (جنپر شارع نے کفر کا اطلاق کیا ہے اور انکی سزا مین بہشت کو حرام فرمایا ہے) کفر شرعی اصطلاحی مراد نہین ہے۔ اور نہ انکی سزا سے یہہ مراد ہے کہ ہمیشہ دوزخ مین رہیگا۔

یہہ جو کچھہ ہمنے کہا ہے اور اسکے مطابق احادیث کا مطلب بیان کیا ہے اکثر سلف اور تمام اہلحدیث اور جمہور فقہا و متکلمین اہلسنت کا قول ہے جنکے مذہب و اعتقاد مین اصل ایمان (جسپر دخول جنت و عدم خلود نار کا مدار ہے) تصدیق یا تصدیق معہ اقرار توحید و رسالت کا نام ہے۔ اور اعمال حسنہ کا کرنا اور اعمال بد سے بچنا اصل ایمان کی شرط یا جزء نہین صرف اسکے کمال کا جزو ہے۔ + انکے نزدیک جو

+ فلا یجعل تارک العمل خارجا عن الایمان بل یقطع بدخول الجنة وعدم خلوده فی النار وهو مذهب اکثر السلف وجمیع ائمة الحدیث وکثیر من المتکلمین والمحکی عن مالک والشافعی والاوزاعی وعلیه اشکال ظاهر وهو انه کیف لا ینتفی الشیئ اعنی الایمان مع انتفاء رکنه اعنی الاعمال وکیف یدخل الجنة من لم یتصف بما جعل اسم الایمان وجوابه ان الایمان یطلق علی ما هو الاصل والاساس فی دخول الجنة وهو التصدیق وحده او مع الاقرار وعلی ما هو الکامل المنجی بلا خلاف وهو التصدیق مع الاقرار والعمل علی ما اشیر الیه بقوله تعالی انما المومنون الذین اذا ذکر الله وجلت قلوبهم الی قوله اولئک هم المومنون حقا۔ (شرح مقاصد)

باب قول النبی صلعم بنی الاسلام علی خمس وهو قول وفعل ولابی ذر عن الکشمیهنی وعمل بدل فعل وهو اعم من عمل القلب والجوارح لتدخل العبادات والاعتقادات وهو موافق لقول السلف اعتقاد بالقلب ونطق باللسان وعمل بالارکان واراد وا بذلک ان الاعمال شرط کماله۔ الی ان نقل عن بعض المعتزلة ان الایمان العمل والنطق والاعتقاد ثم قال والفارق بینه وبین قول السلف انهم جعلوا الاعمال شرطا فی الکمال والمعتزلة جعلوها شرطا فی الصحة۔ (قسطلانی)

ولا نکفر مسلما بذنب من الذنوب وان کانت کبیرة ای کما یکفر الخوارج مرتکب الکبیرة اذا لم یستحلها ولا نزیل عنه اسم الایمان ونسمیه ای مرتکب الکبیرة مومنا حقیقة ای لا مجازا لان الایمان هو التصدیق بالجنان والاقرار باللسان واما العمل بالارکان فهو من کمال الایمان وجمال الاحسان عند اهل السنة والجماعة وشرط او شطر عند الخوارج والمعتزلة (شرح فقه اکبر امام الائمة ابوحنیفه علیه الرحمة)

شخص تصدیق و اقرار توحید رسالت کے ساتھہ طاعات کا ملتزم اور معاصی سے مجتنب ہے وہ مومن کامل الایمان ہے جو اولی دخول بہشت کا بلامس عذاب مستحق و امیدوار ہے۔ اور جو کسی طاعت مین قاصر ہے یا کسی گناہ کا مرتکب ہے وہ مومن ناقص الایمان ہے جو گناہ کی سزا بہگت کر بہشت مین جانیکی امید رکہتا ہے۔

امام بخاری نے اسی مذہب کے مطابق اور اسی معنی کے ارادہ سے[+] اپنی کتاب کے متعدد ابواب مین نماز۔ روزہ۔ زکوۃ۔ کہانا کہلانے مسلمانون کو زبان کے ایذا سے بچانے وغیرہ اعمال حسنہ کو جزو ایمان و اسلام ٹھیرایا ہے اور اُنکے مقابل اعمال بد (ناشکری خاوند۔ بغض انصار۔ جہوٹ۔ وعدہ خلافی۔ خیانت وغیرہ اعمال بد) کو کفر و نفاق مین داخل کیا

چنانچہ اُس حدیث کی تفسیر مین جسمین زانی کو بے ایمان کہا گیا ہے صاف فرمایا ہے کہ وہ بوقت زنا مومن کامل نہین ہوتا اور اسمین نور ایمان نہین ہوتا۔

> قال ابو عبد الله لا یکون هذا مومنا تاما ولا یکون له نور الایمان۔ (مشکوٰۃ و صحیح بخاری صفحہ ۳۳۶)

[+] قال الامام ابو الحسن علی بن خلف بن بطال المالکی المغربی فی شرح صحیح البخاری فی باب من قال ان الایمان هو العمل فان قیل قد قدمتم ان الایمان هو التصدیق قیل التصدیق هو اول منازل الایمان و یوجب للمصدق الدخول فیه ولا یوجب له استکمال منازله ولا یسمی مومنا مطلقا ان المطلق یحمل علی الفرد الکامل هکذا قالوا) هذا مذهب جماعة اهل السنة ان الایمان قول و فعل قال ابو عبید و هو قول مالک والثوری والاوزاعی و من بعدهم من ارباب العلم والسنة الذین کانوا مصابیح الهدی وائمة الدین من اهل العراق والحجاز والشام وغیرهم قال ابن بطال وهذا المعنی اراد البخاری اثباته فی کتاب الایمان وعلیه بوب ابوابه کلها فقال باب امور الایمان و باب الصلوة من الایمان و باب الزکوة من الایمان و باب الجهاد من الایمان و سائر ابوابه و انما اراد الرد علی المرجئة فی قولهم ان الایمان قول بلا عمل و تبیین غلطهم و سوء اعتقادهم و مخالفتهم للکتاب والسنة و مذاهب الائمة (شرح صحیح مسلم للنووی)

اِس مذہب اہلسنت محدثین وسلف صالحین کے علاوہ اسباب میں اور بہت مذاہب ہین جنکی نقل وتفصیل کتب عقاید وشروح کتب حدیث مین موجود ہے ہم اسمقام مین ان مذاہب کا حاصل بلا تعرض دلائل نقل کرتے ہین۔ تاکہ ناظرین کو معلوم ہو کہ اس مذہب کے مخالف کون لوگ ہین پہس وہ انکی موافقت سے بچین۔

ازانجملہ ایک مذہب خوارج ہے جو قایل ہین کہ عمل ایسا جزو ایمان ہے کہ ایک حکم کے ترک کرنے۔ اور ایک گناہ کے مرتکب ہونے سے بہی انسان کافر ہوجاتا ہے۔ اور ہمیشہ دوزخ مین رہتا ہے۔

وازانجملہ مذہب معتزلہ ہے جو خوارج کے طرح عمل کو داخل ایمان سمجھتے ہین مگر تارک طاعات ومرتکب گناہ کو کافر نہین کہتے بلکہ کفر واسلام مین معلق رکھتے ہین (یہہ دونون مذہب تشدید وافراط مین ہین۔ اور انکے مقابل دو مذہب بنا و تقصیر وتفریط مین ہین۔

وازانجملہ مذہب مرجیہ‡ ھی جو مجرد تصدیق کو ایمان سمجھتے ہین اور عمل کو کسیطرح ایمان مین دخل

---

‡ والمذہب الرابع وھو ان یکون الایمان اسما لعمل القلب واللسان والجوارح علی ما یقال انه اقرار باللسان وتصدیق بالجنان وعمل بالارکان فیجعل تارک العمل خارجا عن الایمان داخلا فی الکفر والیه ذهب الخوارج او غیر داخل فیه وهو القول بالمنزله بین المنزلتین والیه ذهب المعتزله۔ (شرح مقاصد ومثله فی شرح البخاری **للقسطلانی** وشرح **الفقه الاکبر** وغیرہا کمامر)

‡ ثم المرجیة المذمومة من المبتدعة لیسوا من القدریة بل هم طائفة قالوا لا یضر مع الایمان ذنب ولا ینفع مع الکفر طاعة فزعموا ان احدا من المسلمین لا یعاقب علی شئ من الکبائر۔ (**شرح فقه اکبر**)

الفرقة الرابعة من کبار الفرق الاسلامیة المرجیة یقولون لا یضر مع الایمان معصیة کما لا ینفع مع الکفر طاعة۔ (شرح **مواقف**)

نہین جانتے نہ اصل حقیقت ایمان مین جیساکہ خوارج و معتزلہ کہتے ہین اور نہ اسکے کمال مین
جیساکہ محدثین سمجھتے ہین انکا مقولہ ہے لا یضر مع الایمان معصیۃ ولا ینفع مع الکفر طاعۃ
یعنی ایمان کے ہوتے کسی گناہ کا ضرر نہین پہنچتا اور کفر کے ہوتے کوئی عمل نیک نفع نہین دیتا
وازانجملہ مذہب کرامیہ ہے جو تصدیق کو بہی ایمان سے خارج سمجھتے ہین صرف زبانی
اقرار توحید و رسالت کو گو دل مین کفر و انکار ہو صحت ایمان کے لئے کافی سمجھتے ہین۔
ان مذاہب کی شاخین بعضے اور مذاہب بہی ہین جنکی نقل و تفصیل شرح مقاصد و شرح مواقف
و قسطلانی شرح بخاری مین موجود ہے۔
اس بیان مذاہب سے ثابت ہوا کہ جو مطلب احادیث مذکورہ کا ہمنے بیان کیا ہے اہلسنت
و محدثین و فقہا امت کے نزدیک بہی ان احادیث کا وہی مطلب ہے۔ اور ان کے نزدیک
بہی مرتکب کبیرہ کافر و اسلام سے خارج نہین ہے اور اس مطلب کا خلاف خوارج و معتزلہ کا
مذہب ہے۔
یہہ افعال و اقوال فسق کی نسبت کتاب و سنت کا حکم اور علماء اہلسنت کا قول بیان کیا گیا ہے یہی
فسق اعتقادی (جسکو بدعت سے تعبیر کیا جاتا ہے) کا حکم ہے۔ جن احادیث سے مرتکب کبیرہ کا
کافر ہونا ثابت ہوتا ہے اُن ہی احادیث سے معتقد بدعت کا کافر ہونا ثابت ہوتا ہے اور جو
علماء اہلسنت محدثین متکلمین و فقہا مرتکب کبیرہ کو کافر نہین کہتے وہی علما مبتدعین اہل قبلہ
کو کافر خارج از اسلام نہین جانتے۔ اور اہل بدعت کی روایت و شہادت کو قبول رکہتے ہین
اسباب مین محدثین و فقہا کے اقوال ہم اشاعۃ السنہ نمبر ۸ جلد اول مین بسط و تفصیل

+ وقالت الکرامیۃ وبعض المرجئۃ الایمان ہو الاقرار باللسان دون عقد القلب (شرح مسلم)
والیہ ذہب الکرامیۃ حتی ان من اضمر الکفر و اظہر الایمان یکون مومنا
(ای عندہم) الا انہ یستحق الخلود فی النار ومن اضمر الایمان اظہر الکفر لا یکون مومنا
وقالت الکرامیۃ ہو النطق بکلمتی الشہادۃ فقط (قسطلانی)

سے نقل کر چکے ہین - اس مقام مین بعضے اور اقوال محدثین[+] و فقہا اور اقوال متکلمین نقل کئے جاتے ہین -

امام **نواوی** شرح **صحیح مسلم** مین فرماتے ہین تو جان لے اہلحق کا یہی مذہب ہے

> واعلم ان مذهب اهل الحق انه لا يكفر احد من اهل القبلة بذنب ولا يكفر اهل الاهواء و البدع وان من جحد ما يعلم من دين الاسلام ضرورة حكم بردته وكفره الا ان يكون قريب عهد بالاسلام او نشاء ببادية بعيدة او نحوه ممن يخفى عليه فيعرف ذلك فان استمر حكم بكفره وكذا حكم من استحل الزنا والخمر او القتل او غير ذلك من المحرمات التي يعلم تحريمها ضرورة - (شرح **نووی**)

کہ کوئی اہل قبلہ کسی گناہ کے بدلے کافر نہ سمجھا جاوے اور اہل بدعت کو بدعت کے سبب کافر نہ کہا جاوے - ہان جو ایسی بات سے انکار کرے جو دین سے بداہتہً معلوم ہو جیسے حشر اجساد یا نماز روزہ وغیرہ قطعی احکام تو جم اسکو مرتد کہا جاوے بجز ایسے شخص کے جو نو مسلم اور احکام اسلام سے ناواقف ہو یا کسی جنگل مین بلاد اسلام سے دور رہ کر پرورش پایا ہو اسکو ان باتون سے آگاہ کیا جاوے پھر بھی نہ مانے تو اسکو کافر کہا جاوے ایسا ہی اس شخص کو کافر کہا جاوے جو زنا شراب خوری وغیرہ محرمات قطعیہ کو حلال جانے -

---

+ اسباب کو ناظرین خیال مین رکھین - اور جہان کہین استحلال معصیة پر حکم تکفیر لگایا گیا ہے اس مین اس کا لحاظ کرین -

++ محدثین کے اقوال اہلحدیث کی فہمایش کے لئے ہین - اور فقہا و متکلمین کے اقوال اہل تقلید کے لئے - اب اس مسئلہ مین نہ اہلحدیث کو جای کلام ہے نہ مقلدین فقہا کو - اہلحدیث کے ان اقوال سے تسکین نہ ہو تو وہ اشاعة السنة نمبر ۹ جلد اول کا مطالعہ کرین - اور جو خود کچھ علم رکھتے ہین وہ صحیح بخاری و مسلم کو کھولکر دیکھ لین کہ ان مین کس کثرت سے اہل ہوا خوارج وغیرہ کی روایتین موجود ہین اور جو لوگ تازہ مجتہد بخاری و مسلم کی روایات کو بھی نہ مانین وہ عمل بالحدیث کا نام نہ لین جبتک کہ اپنے عمل کے لئے ایسی کتابین تصنیف نہ کرلین جنمین اہل بدعت کی روایتین نہون -

اور **شرح مقاصد** مین کہا ہے - بحث ہفتم اہل قبلہ مخالفین حق کے کفر و ایمان کے بیان

المبحث السابع فی حکم مخالف الحق من اهل القبلة
فی باب الکفر والایمان ومعناه ان الذین اتفقوا
علی ما هو من ضروریات الاسلام کحدوث العالم
وحشر الاجساد وما اشبه ذلک واختلفوا فی
اصول سواها کمسئلة الصفات وخلق الاعمال
وعموم الارادة وقدم الکلام وجواز الرؤیة
ونحو ذلک مما لا نزاع ان الحق فیها واحد هل
یکفر المخالف للحق بذلک الاعتقاد وبالقول
به ام لا والا فلا نزاع فی کفر اهل القبلة
المواظب طول العمر علی الطاعات باعتقاد
قدم العالم ونفی الحشر ونفی العلم بالجزئیات
ونحو ذلک اما الذین ذکرنا فذهب الاشعری
واکثر الاصحاب الی انه لیس بکافر وبه یشعر
ما قال الشافعی رح لا ارد شهادة اهل الاهواء
الا الخطابیة لاستحلالهم الکذب وفی
المنتقی عن ابی حنیفة انه لم یکفر احدا من اهل
القبلة وعلیه اکثر الفقهاء ومن اصحابنا من
قال بکفر المخالفین - قال الاستاذ
ابو اسحق الاسفرائنی نکفر من یکفرنا ومن
لا فلا واختار الامام الرازی انه لا یکفر احد

مین اس سے مراد یہ ہے کہ جو لوگ ضروریات اسلام
(جیسے عالم کا حادث ہونا اور قیامت کو جسمون
کا اٹھایا جانا اور اسی قسم کے اور مسایل) پر
اتفاق رکھتے ہین اور ان مسایل کے سوا اور
مسایل مین (جیسے مسئلہ صفات باری اور خدا کے
ارادہ کا عام ہونا اور اسکی کلام قدیم ہونا اور
اسکے دیدار کا ممکن ہونا اور اسی قسم کے اور مسایل
جنمین بلا خلاف حق ایک ہی جانب مین ہے) الحق سے
مخالف ہین آیا یہ لوگ کافر ہین یا نہین - اور ہمین
نزاع نہین کہ جو اہل قبلہ ہو کر اور تمام عمر طاعات
پر رہکر عالم کو قدیم کہے اور حشر جسمانی اور خدا کے
علم متعلق جزئیات کی نفی کرے وہ کافر ہے - ان
لوگون کے حق مین جنکے کفر مین نزاع ہے -
شیخ (ابو الحسن) اشعری کا یہ قول ہے کہ وہ کافر
نہین - اسی کیطرف امام **شافعی** کا کلام
مشعر ہے جو آپنے کہا ہے کہ مین تمام اہل بدعت
و ہوا کی شہادت قبول کرتا ہون بجز فرقہ خطابیہ
کے (روافض سے ایک فرقہ کا نام ہے) جو جھوٹ
بولنے کو حلال جانتے ہین (اسوجہ سے نہ بوجہ کفر)
ان کی شہادت کو نہین مانتا - منتقی مین امام ابو حنیفہ

من اهل القبلة تمسك بانه لو توقف صحة الاسلام على اعتقاد الحق في تلك الاصول لكان النبي صلعم ومن بعدهم يطالبونها من آمن ويفتشون عن عقايدهم ۔ (شرح مقاصد)

سے منقول ہے کہ اُنہوں نے کسیکو اہل قبلہ سے کافر نہین کہا اور اسیپر اکثر فقہا ہین اور ہمارے بعضی لوگ ایسے بھی ہین جو اپنے مخالفین کو کافر کہتے ہین استاذ ابو اسحق اسفرائینی نے کہا ہے کہ جو ہم (اہلسنت) کو کافر کہتا ہے ہم اسکو کافر کہتے ہین اور جو نہ کہے اسکو نہین کہتے۔ امام رازی نے بھی اسی بات کو اختیار کیا ہے کہ اہل قبلہ سے کسی کی تکفیر مناسب نہین اور اسپر اس دلیل سے تمسک کیا ہے کہ اگر صحت اسلام ان امور کے تحقیق پر موقوف ہوتی تو آن حضرت اور انکے بعد اور لوگ (صحابہ وغیرہ) مسلمانون سے اس تحقیق کا مطالبہ کرتے اور ان امور مین اُن کے عقاید کو ٹٹولتے ۔

اور **شرح مواقف** مین ہے۔ مقصد خامس اس باب مین ہے کہ آیا حق کے مخالف جو

المقصد الخامس في ان المخالف للحق من اهل القبلة هل يكفر ام لا جمهور المتكلمين والفقهاء على انه لا يكفر احد من اهل القبلة قال الشيخ ابو الحسن في اول الكتاب مقالات الاسلام من اختلف المسلمون بعد نبيهم عليه السلام في اشياء ضلل بعضهم بعضا وتبرا بعضهم عن بعض فصاروا فرقا متباينين الا ان الاسلام يجمعهم ويعمهم فهذا مذهبه وعليه اكثر اصحابنا فقد نقل عن الشافعي انه قال لا ارد شهادة احد من اهل الاهواء الا الخطابية فانهم يعتقدون حل الكذب حكى الحاكم

اہل قبلہ مین وہ کافر ہین یا نہین۔ جمہور متکلمین وفقہا اسپر ہین کہ اہل قبلہ سے کسیکو کافر نہ کہا جاے شیخ ابو الحسن (اشعری) نے اول کتاب مقالات اسلام مین کہا ہے کہ مسلمان بعد زمانہ آنحضرت کے کئی چیزون مین مختلف ہوگیے ہین جنمین ایک دوسرے کو گمراہ کہتا ہے ایک دوسرے سے بیزار ہو کر جدا جدا فرقے ہو گئے ہین۔ پر اسلام سبکو جامع و شامل ہے یہہ اشعری کا مذہب ہے اور اسی پر ہمارے بعض اصحاب ہین۔ امام **شافعی** سے منقول ہے کہ اونہون نے کہا مین کسیکی شہادت اہل بدعت سے رد نہین کرتا بجز خطابیہ کے جو جھوٹ بولنے کو حلال

صاحب المختصر فی کتاب المنتقی عن ابی حنیفه
انه لم یکفر احدا من اهل القبلة وحکی ابو بکر
الرازی مثله عن الکرخی وغیره والمعتزلة
الذین کانوا قبل ابی الحسین تجامعوا فکفروا
الاصحاب فعارضه بعضنا بالمثل فکفرهم وقد
کفر المجسمة مخالفوهم من اصحابنا ومن المعتزلة
وقال الاستاذ ابو اسحق کل من یکفرنا
فنحن نکفره والا فلا اما علی ما هو المختار
عندنا وهو ان لا یکفر احد من اهل القبلة
ان المسایل التی اختلف فیها اهل القبلة من
کون الله عالما بعلم او موجدا لفعل العبد او غیر
متحیز ولا فی جهة ونحوها لم یبحث النبی
صلعم عن اعتقاد من حکم باسلامه فیها
ولا الصحابة ولا التابعون فعلم ان صحة
دین الاسلام لا یتوقف علی معرفة الحق
فی تلك المسایل وان الخطأ فیها لیس قادحا
فی حقیقة الاسلام (شرح موقف)

جانتے ہین اور حاکم مصنف مختصر نے کتاب منتقی
مین امام ابو حنیفہ سے نقل کیا ہے کہ اونہون نے
کسی اہل قبلہ کو کافر نہین کہا ایسا ہی ابو بکر رازی
نے کرخی سے نقل کیا ہے۔ معتزلہ نے (جو ابو الحسین
سے پہلے تھے) کئی امور مین ہماری لوگون کو
کافر کہا ہے اسکے مقابلہ مین ہماری لوگون نے
بھی انکو کافر کہا ہے۔ مجسمہ نے ہمکو اور معتزلہ دونو
کو کافر کہا ہے۔ استاد ابو اسحق نے فرمایا ہے
جو ہمکو کافر کہتا ہے ہم اسکو کافر کہتے ہین جو نہین
اسکو نہین۔ ہمارے نزدیک مذہب مختار یہی ہے
کہ کسی اہل قبلہ کو کافر نہ کہا جاوے کیونکہ جن مسایل
مین ہمارا انکا اختلاف ہے کہ خدا تعالی اپنے علم سے
عالم ہے یا ذات سے اور وہ بندے کے فعل کا موجد
ہے اور وہ کسی جہت اور مکان مین نہین ہے۔ ان
مسایل مین آنحضرت نے کسیکے اعتقاد سے جس کو
اسلام سکھلایا بحث نہین کی اور نہ انکے بعد صحابہ
و تابعین نے۔ اس سے معلوم ہوا کہ دین اسلام
کی صحت ان مسایل کے تحقیق پر موقوف نہین اور انمین خطا حقیقت اسلام مین قدح نہین کرتی۔
اور شرح فقہ اکبر مین کہا ہے کہ علماء کے اس قول مین کہ اہل قبلہ کو کافر نہ کہا جاوے اور

والجمع بین قولهم لا یکفر احد من اهل القبلة وقولهم
یکفر من یقول بخلق القرآن او استحالة الروئیة او سب الشیخین

اس قول مین کہ جو قرآن کو مخلوق کہے یا شیخین
(ابو بکر و عمر رض) کو گالی دے یا لعنت کرے وہ کافر ہے

اولعنهما امثال ذلك مشكل كما قال شارح العقايد وكذا قال شارح المواقف ان جمهور المتكلمين والفقهاء على انه لا يكفر احد من اهل القبلة وقد ذكر في كتب الفتاوى ان سب الشيخين كفر وكذا انكار امامتهما كفر ولا شك ان امثال هذه المسئلة مقبولة بين جمهور المسلمين فالجمع بين القولين المذكورين مشكل انتهى ووجه الاشكال عدم المطابقة بين المسايل الفرعية والدلايل الاصولية التي من جملتها اتفاق المتكلمين على عدم تكفير اهل القبلة المجمة ويدفع الاشكال بان نقل كتب الفتاوى مع جهالة الناقل وعدم اظهار دلايله الصحيحة من ناقل لا يعتد به في الاعتقاد في المسايل الدينية على الادلة القطعية على ان في تكفير المسلم قد يترتب مفاسد جلية وخفية فلذا قول بعضهم انما ذكروه بناء على الامور التهديدية والتغليظية (شرح فقه اكبر)

موافقت و مطابقت مشکل ہے چنانچہ شرح عقاید وشرح مواقف کے مصنفون نے کہا ہی کہ جمہور متکلمین اور فقہا یہہ کہتے ہین کہ اہل قبلہ کو کافر نہ کہا جاوے اور کتب فتاوی مین یہ لکہا ہی کہ سب شیخین کفر ہی ایسا ہی انکی امامت سے انکار کفر ہی اور ایسی مسایل جمہور مسلمانون مین مقبول ہو رہی ہین پس ان دونو مین مطابقت مشکل ہے یعنی ان مسایل فرعیہ اور دلایل اصولیہ مین کہ از انجملہ عدم تکفیر اہل قبلہ پر متکلمین کا اتفاق ہی موافقت نہین ہی یہہ اشکال یون دفع ہوسکتا ہے کہ کتب فتاوی کی نقل باوجود ناقل کے مجہول ہونے اور دلایل کے ظاہر نہونے کے لائق سند نہین کیونکہ مسایل اعتقادی کی بنا قطعی دلایل پر ہی علاوہ یہہ ایسا مسلمان کو کافر کہنے مین جلی و خفی مفاسد ہین پس ہمین بعض لوگون کا قول مفید نہین انہون نے جو کچہہ کہا ہی تہدیدًا ڈرانے کو کہا ہے۔

یہہ آخر کتاب مین کہا ہے اور اس سے پہلے ذیل اس قول متن کے کہ ہم مرتکب کبیرہ کو کافر نہین کہتے اور اس سے ایمان کا نام دور نہین کرتے رجوع حاشیہ صفحہ ۳۰۴ مین منقول ہوا ہی

باقی آیندہ

ہندوستانکے حدیث پر عمل کرنیوالی وہابی نہین لایق توجہ گورنمنٹ

نمبر ۲

لفظ وہابی کے آجکل کے عرف مین ایک معنی مفسد و باغی کے بھی ہین اور اس معنی کر اہلحدیث ہند کا وہابی نہ ہونا جس تفصیل سے نمبر سابق مین ثابت ہو چکا ہے ناظرین پر مخفی نہین ہے اس نمبر مین ہم یہہ بیان کرنا چاہتے ہین کہ جو کچھہ ہم نے نمبر سابق مین بیان کیا ہے وہ صرف

+ ہندوستان سے تمام ملک ہند مراد ہے جسمین پنجاب بھی شامل و داخل ہے -

انرایبل سید احمد خان بہادر سی ایس آئی نے جواب اور تمام گروہ اہلحدیث کا وہابی ہونا رسالہ جواب ڈاکٹر ہنٹر مین تسلیم کیا ہے وہ اور معنی کر ہے - چنانچہ اسی رسالہ کے صفحہ ۱۴ مین فرماتے ہین "وہابی وہ ہے جو خالصتہ خدا کی عبادت کرتا ہو اور موحد ہو - اور اسکا اسلام ہوائے نفسانی اور بدعت کی آمیزش سے پاک ہو" - اور تہذیب الاخلاق ماہ رجب ۹۲ھ مین یہی معنی بیان فرما کر لکھتے ہین "ہم انہی معنو نمین جو علانیہ بتا چکے ہین دونون قسم یعنی مقلد و لامذہب وہابیون پر اور خود اپنے پر وہابی کا لفظ اطلاق کرتے ہین" **پیران کا** یہہ تسلیم کرنا بھی جبرا و اضطرارا بطور مماشاۃ مع الخصم ہے نہ قصدا و اختیارا برضا و جزم - لوگون نے انکو وہابی کہا اور محمد عبد الوہاب کیطرف منسوب کیا تو انہون نے اسکو تسلیم کر لیا کہ چلو وہابی ہین تو وہابی ہی سہی - (وہابی ہونیکے معنے یہ مین (جو بیان کئے ہین) اور اسمین برائی کیا ہے **ورنہ خوب جانتے ہین** کہ در اصل اس گروہ کا نام اہلحدیث ہے - اور اس فرقہ کے کسی آدمی کو محمد بن عبد الوہاب کی طرف منسوب ہونیکا اقبال نہین ہے - چنانچہ اسی رسالہ کے صـ۱۱ مین لکھتے ہین ڈاکٹر ہنٹر صاحب اپنی کتاب کے صـ۵۶ مین تحریر فرماتے ہین کہ وہابیت ایک ایسا طریقہ ہے جسکے رو سے مذہب اسلام ایک خالص توحید کی صورت میں ہو جاتا ہے یہ بالکل صحیح ہے لیکن اس موقع پر مین یہہ بات کہتا ہون کہ قبل اس سے کہ حال کے زمانہ کے مسلمانون

یا نواب صاحب بھوپال کی (جنکی کلام سے ہمنے اپنے دعاوی پر استشہاد کیا ہے) رائے ہے یا وہ عام قوم اہلحدیث ہند کی رائے ہے جہانتک ہمارے علم و تجربہ کو رسائی ہوئی ہے اس سے

...نے مذہب اسلام مین نئی باتین اور اختراعی رسمین ایجاد کین حضرت محمد رسول اللہ کے زمانہ مین بھی اسلام کی بعینہ یہی صورت تھی۔ مذہب اسلام ابتدا مین بہت سے برسون تک ایک ایسا مذہب رہا جسکا منشا صرف ذات باری کی پرستش تھی مگر سنہ ہجری کے دوسری صدی مین جبکہ ... اصول کی نسبت علمار کے خیالات قلمبند ہوئے تو اسکے چار فرقہ قایم کئے گئے یعنی حنفی و شافعی و مالکی و حنبلی اور کچھ عرصہ تک مسلمانون کو یہ اختیار حاصل رہا کہ ان فرقون مین سے جس کسیکے مسئلہ کو چاہین پسند کرین اور اسکی پیروی کرین لیکن جب بنی امیہ اور بنی عباس بادشاہ ہوے تو انہون نے ایک حکم تمام مسلمانون کے نام اس مضمون کا جاری کیا کہ وہ ان چار فرقون مین سے کسی ایک فرقہ کے تمام مسئلونکو قبول کرلین چنانچہ بعد اس حکم کے جو لوگ اسکی خلاف کرتے تھے انکو سزا دیجاتی تھی چنانچہ اس جبری حکم کے باعث سے آزادانہ راے کا اظہار مسدود ہوگیا اور مذہبی دست اندازی کا بڑا زور و شور ہوا مگر اسوقت مین بھی بہت سے آدمی ایسے تھے جو خفیہ اصلی مذہب کے پابند تھے اور ظاہر انکی یہ جرات نہ تھی کہ سوائے چند معتمد آدمیون کے کسی سے اپنی رائے کا اظہار کرین اور ایسے لوگ اُس زمانہ مین **اہلحدیث کہلاتے** تھے جو حضرت رسول اللہ کے قول کے معتقد تھے اور مندرجہ بالا چارون فرقون کے مسئلون کے پابند نہ تھے پس رفتہ رفتہ حکم مذکور الصدر اور زیادہ تشدد کی ساتھ جاری کیا گیا یہان تک کہ آخرکار وہ بہت سی مسلمانون کے مذہب کا ایک بڑا اصول ہوگیا اور پھر **اہلحدیث** سے بھی عوام الناس رفتہ رفتہ عداوت کرنے لگے اور اصول شرع مین سچے مسلمانون کے نزدیک وہ قابل ملامت قرار دیے گئے غرضکہ سنہ ... کے شروع تک تمام مسلمانون کی یہی حالت رہی۔ اسکے بعد عرب مین ایک ملکی لڑائی برپا ہوئی چنانچہ عبد الوہاب بادشاہ نجد کے بیٹے نے اپنے مخالفون کو شکست دی اور خاص اپنے پیدا کئے ہوے تخت پر بیٹھا مگر اسکا عقیدہ

بھی ثابت ہوتا ہے کہ یہ عام قوم اہلحدیث کی رائے ہے۔
اسپر ہم سردست **دو شہادتین** (ایک داخلی ایک خارجی) پیش کرتے ہین اور

وہی تہا جو اہل حدیث کا تہا چونکہ وہ اپنے عہد مین سب سے زیادہ قوت رکہتا تہا لہذا اُس نے علانیہ مذہب کے عقاید کی ہدایت کی اور جہانتک ہوسکا انکو جاری کیا اُسکی وفات کے بعد اسی کے عقیدہ کا ایک اور بادشاہ تخت نشین ہوا جس نے اپنے جلوس کے بعد بہت جلد مکہ معظمہ کی زیارت کی تیاری کی لیکن جسوقت اس نے مکہ معظمہ کے شریف سے اپنے عقیدہ کے بموجب زیارت کرنیکی اجازت چاہی تو اس نے اسکی درخواست کو قبول نہ کیا۔ اس وقت اس بادشاہ نے کہا کہ کسی شخص کو یہ استحقاق حاصل نہین ہے کہ مجکو مکہ معظمہ مین جانیسے روکے۔ چنانچہ وہ اندر گہس گیا اور مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ دونون کو فتح کرلیا بعد اسکے اُس نے اُن تمام دستورون اور رسمون کو موقوف کیا جو خالص مذہب اسلام مین لوگون کی طرف سے داخل ہوگئی تہین اور جو چار نشان اس درگاہ مقدس کے اندر گویا ان چار فرقون کے پیرون کے واسطے بنائی گئے تہے ان کو اور بعض اولیاء اللہ کی قبرون کو جن کو بہت لوگ بمنزلہ بُت کے پوجتے تہے توڑ ڈالا پہر چند روز بعد اس بادشاہ کو محمد علی بادشاہ مصر نے شکست دی جسکی سبب سے وہ مجبور ہو کر مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ سے چلا گیا۔ پس جاہل مسلمانون کو ان زیادتیون سے (جیسا کہ وہ اپنی رائے مین سمجہتے تہے) جو **اہلحدیث** نے کی تہین نہایت رنج ہوا جسکے سبب سے جاہل قوم ترک اور عبدالوہاب کے معتقدون کے درمیان ایک سخت عداوت پیدا ہوگئی۔ پس اس زمانہ سے عبدالوہاب کے پیرو بجائے اہلحدیث کے کہلانے لگے۔ یہودیون نے بہی حضرت عیسی علیہ السلام کے معتقدون کے ساتہہ ایسا ہی سلوک کیا تہا جسکو وہ نصرانی کہتے تہے۔ اور ہندوستان مین اہل اسلام کی حکومت مین قوم ترک اور وہ پٹہان بادشاہ جو حنفی فرقہ مین سے تہے اور مذہبی تحمل کے بالکل مخالف تہے اور قوم مغل کے بادشاہون کے عہد مین بجز اکبر کے عہد کے

اپنی مصلحت اندیش گورنمنٹ اور ملک سے امید رکھتے ہین کہ پوری توجہ و انصاف سے ان شہادتون کو سُنین - پس اگر اِن شہادتون کو راست اور ہماری دعوی کے مصدق پاوین تو جو داد ہم اُن سے چاہتے ہین وہ داد دین ✣

† پچھلے زمانہ کی یہی حالت رہی اِس سبب سے اُس زمانہ مین **اہلحدیث** کے پیرو یعنے وہابی بغیر اندیشہ کے اپنے مسئلون کی ہدایت نہین کر سکتے تہے البتہ اب حکومت انگریزی کے قایم ہونے کے بعد انگریزون کے اِس اصول کے باعث کہ وہ کسیکے مذہب مین مطلق دست اندازی نہین کرتے ہین **اہلحدیث** کے پیرو پہر خبردار ہوئے اور اُنہون نے علانیہ اور بلاخوف و خطر وعظ کہنے شروع کئے پس ہندوستان کے مسلمان بہی اُن سے ایسی ہی دلی عداوت رکہنے لگے جیسیکہ ترک عرب کے **اہلحدیث** سے عداوت رکہتے تہے اور وہ بہی انکو وہابی سمجھتے تہے وہابیت کی یہہ تاریخ ہے جو صدر مین بیان کی گئی جس سے ڈاکٹر ہنٹر صاحب اس قدر خائف ہین -

اور اس رسالہ کے صفحہ ۱۱۴ مین فقرہ منقولہ صدر سے پہلے آپنے فرمایا ہے "لیکن ہم تو عام مسلمانون مین اور وہابیون مین کچہہ تفرقہ نہین پاتے اور یہہ بہی کچہہ ضرورت نہین ہے کہ وہابی وہی ہو جو صرف عبدالوہاب کا مقلد ہے - سبہی حنفی مالکی یا اہل اسلام کے دوسرے فرقہ کا آدمی بہی وہابی ہو سکتا ہے اور جہانتک ان اطراف مین ہمکو وہابیون کے دیکہنے کا اتفاق ہوا جب کسی وہابی سے پوچہا کہ تم کس فرقہ مین سے ہو ہمیشہ وہ اپنے تئین اہل سنت والجماعت ظاہر کرتا ہے وہابی وہ ہے جو خالصتہً خدا کی عبادت کرتا ہے الخ" -

یہہ کلام انزابیل صاحب صاف ناطق ہے کہ اِس گروہ کا قدیمی نام اہلحدیث ہے وہابی نہین ہے اور صاحب موصوف بہی اپنے آپ اور تمام اہلحدیث ہند کو وہابی بمعنے پیرو عبدالوہاب نہین جانتے صرف لوگون کے کہنے سے اِن پر لفظ وہابی کا اطلاق تسلیم کرتے ہین پہر اس لفظ کے معنی تصحیح کرتے ہین جیسے انسے پہلے ایک شخص نے اس لفظ کو ماخذ اسکی تشریح مین یہ مصرعہ کہا ہے ع وہابی کہتے ہین جو ہے رحمان والا - **ہماری خیال** مین اس سچے اور صحیح معنی کا مصداق و محل ہو کر بہی وہابی کہلانے

† یہہ تفسیر مخالف کی زعم پر ہے - حاشیۃ الحاشیہ

داخلی شہادت کا بیان یہ ہے کہ اہلحدیث ہند عموماً اپنے مذہب (قرآن و حدیث) کی پابند تسلیم کئے جاتی ہین اور اہل مذہب (قرآن و حدیث) رعایا کو مخالفت و بغاوت اپنی گورنمنٹ سے (جسکے زیر حکومت امن و آزادی سے شعایر مذہبی ادا کرتے ہون) سخت تاکید و تشدید سے مانع ہے چنانچہ نمبر سابق اور اُس سے پہلے نمبرون مین یہہ امر قرآن و حدیث سے ثابت کیا گیا ہے۔ اور اس بات سے بڑھکر اسکا ثبوت ہمارے رسالہ **اقتصاد فی مسایل الجہاد** مین ہے۔ پس جو شخص تمام ہندوستان مین عقیدہ اہلحدیث پر ہوگا وہ ضرور اسی اعتقاد عدم جواز مخالفت گورنمنٹ پر ہوگا ورنہ وہ اتباع و پابندی مذہب (قرآن و حدیث) سے خارج تصور کیا جاویگا اور اہلحدیث (یا بزعم مخالف وہابی) نہ کہلائیگا۔ اس سے ثابت ہوا کہ جو کچھہ ہمنے اسباب مین بیان کیا ہے یہہ صرف ہماری یا نواب صاحب بھوپال کی رای نہین ہے بلکہ یہہ عام لوگون کی رائے ہے جو قرآن و حدیث کی پابند کہلاتے ہین۔

اِس شہادت سے جیسا کہ اس رائے کا عام ہونا ثابت ہوا ویسا ہی یہہ بھی ثابت ہوا کہ جو ہمنے مسئلہ عدم جواز مخالفت و بغاوت گورنمنٹ بیان کیا ہے اسمین کچھ بناوٹ و تکلف کو دخل نہین

اس معنی کو محمد بن عبد الوہاب سے کیا خصوصیت ہے -؟ اور گروہ اہلحدیث ہند کو محمد بن عبد الوہاب سے کیا تعلق و نسبت ہے - کیا خالصتہً خدا کو پوجنا اور اپنے دین کو آمیزش بدعت سے پاک رکھنا ہندوستان یا عرب کے اہلحدیث کو محمد بن عبد الوہاب نے سکھایا ہے ؟ اس سے پہلے اس بات کو کوئی نہین جانتا تھا -؟ فرض کیا کہ محمد بن عبد الوہاب کوئی نیک آدمی اور محدثانہ عقیدہ پر تھا (جیسا کہ سید احمد خان صاحب نے بیان کیا ہے) مگر اِس سے اُسکا اس گروہ (اہلحدیث ہند کے لئے مقتدا و پیشوا ہونا کہان ثابت ہوتا ہے - جبکہ صحابہ تک یہہ لوگ صحابہ و ائمہ کی تقلید نہین کرتے اور انکے مقلد نہین کہلاتے تو محمد بن عبد الوہاب بیچارہ کیا چیز ہے خصوصاً ایسی حالتین کہ انکو محمد بن عبد الوہاب سے کوئی واسطہ مریدی یا شاگردی یا استفادہ کتابی نہین ہے۔

ہم امید کرتے ہین کہ سید احمد خان صاحب اس تسلیم کو انکار سے مبدل فرماوینگے اور جہانتک ممکن ہو بنظر خیر خواہی قومی (جسکے وہ مدعی ہین اور قوم کی سختی و تکفیر سے بھی وہ اس سے رک جانیکو پسند نہین کرتے) اس قوم سے اس لفظ کے اٹھانے مین کوشش کرینگے - جیسا کہ اسکے معنے فاسد کے اٹھانے مین کوشش کرچکے اور اسمین کامیاب ہوئے ہین

جنکو قرآن وحدیث کا پابند تسلیم کیا جاتا ہے انکو گورنمنٹ سے دلی ارادت اور اسکی بغاوت سے دلی تنفر ہے - اور یہہ انکا مذہبی و ایمانی فرض ہے مگر اس شہادت کی صداقت **تین امور کی تنقیح** پر موقوف ہے

اول یہہ کہ اہلحدیث قرآن و حدیث کے پابند ہین یا نہین **دوم** یہہ کہ جو آیات و احادیث ہمنے اس مسئلہ مین بیان کی ہین وہ قرآن و کتب حدیث مین موجود ہین یا نہین **سوم** یہہ کہ بصورت موجود ہونے کے انکے معنے وہی ہین جو ہمنے بیان کئے ہین یا اور -

امر اول تو ہمارے خیال مین مسلم ہے سب کوئی جانتا ہے کہ یہہ لوگ عموماً قران وحدیث کے پابند ہین بلکہ اسی خیال و خوف سے انپر برعکس گمان کیا جاتا ہے جس سے وہ انکاری ہین -

امر دوم و سوم کی تنقیح سہل ہے جسکو انمین شک ہو وہ کسی واقف قرآن و حدیث سے حسب نشان ہماری تحریرات کے آیات و حدیث نکلوا کر دیکہہ لے - پہر کسی عربی دان (عیسائی ہو خواہ یہودی وغیرہ) سے جو فرقہ اہلحدیث کا طرفدار نہو اسکے تراجم و معانی پوچھہ لے وہ ہمارے بیان سے سر مو تفاوت نہ پاویگا اور اس شہادت کی صداقت کا اسکو یقین ہوگا -

خارجی شہادت کا بیان طویل ہے مگر ہم اسکا خلاصہ بیان کرتے ہین - ضمیمہ اشاعۃ السنہ نمبر ۱۱ جلد ۲ مطبوعہ نومبر ۱۸۷۹ء مین ہمنے ایک استشہاد جاری کیا تہا جسمین اپنے رسالہ الاقتصاد فی مسائل الجہاد کی اصل اصول مسائل کو بیان کرکے اسکی اشاعت و طبع کی بابت عام اہلحدیث سے مشورہ لیا تہا اس سیکڑون بلکہ ہزارون نے اپنا توافق رائے ظاہر کیا اور اس رسالہ کی اشاعت و طبع کا مشورہ دیا اور اس زمانہ سے ابتک اس رسالہ کے مطالبہ مین لوگون کے خطوط چلے آتے ہین اور اسکی طبع و اشاعت لوگ دل سے چاہتے ہین اس سے بہی صاف ظاہر ہوتا ہے کہ یہ رائے عام رائے ہے صرف ہماری یا نواب صاحب بہوپال کی رائے نہین ہے -

اس شہادت مین امر تنقیح صرف ایک ہی امر ہے کہ وہ تحریرات و خطوط موجود ہین یا نہین ہے جسکو شک ہو وہ ہمارے پاس آئے یا جس سبیل سے ممکن ہو وہ تحریرات دیکہہ لے - ہمنے چاہا تہا کہ بطور تمثیل دس بیس مواضع کی تحریرات یا اسامی ان علماء و رؤسا زمرہ اہلحدیث کو جنہون نے اسپر دستخط کئے ہین اس پرچہ مین درج کرین مگر طوالت مضمون سابق اور تنگی جگہہ نے اسکی اجازت نہین دی - خیر یہہ امر پہر کبہی موقع پر بہی یاد باقی صفحہ باقی

تصحیح غلطی - نمبر ہفتم سے نہم تک ٹیٹل پیج اور ہر صفحہ کی پیشانی مین بجائے جلد چہارم جلد ششم لکہا گیا ہے ناظرین اپنے اپنے رسالہ کو درست کرلین -

اب منصفین سے ان شہادتون مین غور کرنے اور اسپر انصاف کی داد دینے کی التجا ہے وبس -

صفحہ ۳۲۸ سے لایق توجہ گورنمنٹ و اعیان ملک

اشاعۃ السنۃ النبویۃ

علی صاحبہا الصلوۃ والتحیۃ

نمبر یازدہم — معہ — جلد چہارم

ضمیمہ متضمن مسایل مذہب محدثین اہل السنۃ

بابت ذالحجہ سنہ ۹۸ھ مطابق نومبر ۱۸۸۱ء

شرح قیمت وغیرہ امور متعلقہ رسالہ

درجات ومراتب: درجہ	درجات ومراتب: مرتبہ	تفصیل خریداران بشرح مراتب	قیمت سالیانہ: بابت رسالہ	قیمت سالیانہ: بابت ضمیمہ
۱	اخص قیمت	اسلامی ریاستون کے نواب اور رئیس۔	عـہ للعہ	ــے
۲	خاص قیمت	گورنمنٹ انگریزی و معزز عہدہ داران گورنمنٹ و عام اغنیا و لائبریری و سوسائٹی ہا۔	۵عـہ	ــے
۳	عام قیمت	متوسط اہل وسعت	ــے	عہ ۸ر
۴	رعایتی قیمت	کم وسعت جو دس روپیہ ماہوار سے زیادہ آمدنی نرکہین اور سالانہ پیشگی داخل کرین	ــے	۱۲ر
۵	باللّٰہی قیمت	بے وسعت جو دس روپیہ ماہوار کی آمدنی نرکہین مگر علمیت رکہین اور اشاعت کرین	ثواب آخرت	دعاء خیر

ضمیمہ رسالہ سے علیحدہ فروخت نہوگا ہان رسالہ بدون ضمیمہ مل سکیگا اسکی وجہ یہہ ہے کہ ضمیمہ کی بہت باتوں کی تفصیل و دلیل رسالہ مین مندرج ہے لہذا بدون رسالہ ضمیمہ سے مطلب براری ناظرین ممکن نہین اور رسالہ کی کوئی بات متعلق ضمیمہ نہین ہے اسلئے رسالہ سے بدون ضمیمہ کاربراری ممکن ہے ✤

۲۔ جن کے نام اصل رسالہ یا اسکا ضمیمہ بلا درخواست پہنچے وہ حسب حیثیت خود اسی مہینے سے قیمت واجب الادا تصور فرمادین جس مہینے کا پرچہ وصول پادین اور جنکو خریداری منظور نہو وہ اصل رسالہ یا صرف ضمیمہ واپس کرین۔

۳۔ خط و کتابت متعلق پرچہ راقم کے نام پورے عنوان و نشان مندرجہ ذیل سے ہونا ضرور ہے اور ارسال زر بذریعہ منی آرڈر ڈاکخانہ مناسب ہے۔ ✤

راقم ابو سعید محمد حسین لاہور محلہ سید مٹھہ۔

مطبع ریاض ہند امرتسر مین چھپا۔

شکریہ معاونین اشاعۃ السنہ

مہتمم اُن کرمفرمائے خریداران اشاعۃ السنہ کا دل سے شکریہ گذار ہے جنہون نے زرواجبی یا پیشگی قیمت اشاعۃ السنہ ارسال فرمایا اور مہتمم کو ممنون و مرہون احسان کیا۔ ان حضرات کی ضلع اقامت یہ ہین۔ نابہہ۔ لودیانہ۔ کپورتہلہ۔ پشاور۔ ڈیانوان ضلع پٹنہ۔ کہوری ضلع ساگر۔ کہتولی ضلع مظفرنگر۔ ڈہاکہ۔ ساڈہورہ ضلع انبالہ۔ کوچی علاقہ ملبار۔ مظفرپور۔ ترہت (اس شہر کے معاون صاحب نصف شکریہ کے مستحق ہین کیونکہ نصف قیمت باوجود التواء عرصہ تین سال کے انہون کے باقی رکہہ لی ہے) اٹک جبلپور۔ بہوپال۔ راولپنڈی۔ سلطان پور۔ امرپور ضلع ناگپور

باقیماندہ حضرات خریدارون کی نسبت بجز دعا کچہہ عرض نہین کرسکتا۔ اللہ تعالی انکو توفیق دے اور خوف آخرت نصیب کرے اور انکے دلونمین قومی ہمدردی اور مذہبی معاونت کا خیال پیدا کرے۔ مجہے ان پر صرف اپنے روپیہ نہ ملنے کی وجہ سے افسوس نہین بلکہ انکی اس حالت بیدردی و ناحمیتی پر کمال افسوس ہے اور بارہا اس خیال سے اضمحلال پیدا ہوتا ہے کہ دینی اور قومی کامونمین ہماری قوم کا یہہ حال ہے اور اُدہر اقوام غیر کی اشاعت مذہبی و باہم تعاون کی یہہ کیفیت ہی پہر ہمارے مذہب کی ان مذاہب کے مقابلہ مین ترقی و رفعت کیونکر متصور ہے۔

ان لوگون کی موعظت کے لئے ہمارے ایک دوست نے ایک خطبہ بغرض اندراج رسالہ ارسال فرمایا ہے اس دوست کی خاطر اور ان لوگون کی نصیحت کی نظر سے وہ ذیل مین درج کیا جاتا ہے۔

خطبہ

الحمد للہ الذی خلق وہدی والصلوۃ علی النبی الذی بلغ و دعا اسکی بعد جمیع مسلمین خصوص سنی حنفی موحد محقق صاحبونکی خدمت مین التماس ہی کہ تمہارا دعوی آخرت کو دنیا پر غلبہ دینے اور پسند کرنیکا خارج ہو جاتا ہے کیونکہ مخالفین دین نے اصول دین پر حملہ کیا اور اسکی مدافعت کو ایک بہائی مبارز ہوا اعانت جو صرف حمیت مذہبی سی واجب تہی نہ معاوضہ (دیرچہ) لیکنہ بہی نہین کرتے۔ انکی حسن مدافعہ و جواب و فصل خطاب کو دیکہو اور اسکی ضمنی علوم غامضہ و رسایل مشکلہ کو جو مدت العمر حل نہوی تہی اور اب حل ہونے لگے ہین ذرہ آنکہہ کہولکر

شکریہ گورنمنٹ ممالک مغربی وشمالی و اودہ

اضلاع مغرب وشمال واودہ کی انتظامی رپورٹ سالانہ ۱۸۸۰-۱۸۸۱ء مین دیسی اخبارون کی ذیل مین اشاعة السنة اور اُس کے مہتمم (راقم) کو باین الفاظ یاد کیا گیا تہا۔ "اخبار اشاعة السنہ ایک مذہبی اخبار ہے جس کا مہتمم ایک وہابی مسلمان ہے اور خاصکر آنرابل سید احمد خان بہادر کی مذہبی مسائل کی نسبت نکتہ چینی اور انکی تردید کیا گیا ہے"۔ منجملہ اِن الفاظ کے لفظ وہابی نے میرے اور میرے تمام گروہ اہلحدیث کے دل کو بہت دُکہایا اور مجہے اِس مدعی اسلام کا جسکو اس کے مخالفون نے کافر ٹہرایا تہا یہہ شعر یاد دلاسہ درد ہر جو من بیکے وانہم کافر الخ اور یہہ خیال آیا کہ اِس وقت ہندوستان بہر مین ایک مین ہی ہون جو وہابی ہونے سے برملا انکار (بذریعہ اخبار واشتہار) کر رہا ہون اور اِس انکار کی وجہ ضمیمہ نمبر ۶ جلد ۲ وغیرہ پرچہاے اشاعة السنہ مین بیان کر چکا ہون۔ اور نمبر ۳ جلد ۴۔ اشاعة السنہ سے تو ہر پرچہ مین اِس انکار کا اظہار کرتا ہون پہر کمال تعجب و افسوس ہے کہ مین اِس خطاب نا زیبا و نا صواب سے مخاطب کیا جاؤن۔ اِس افسوس و شکایت کو مینے صاحب گورنمنٹ رپورٹر پر ظاہر کیا اور اس مضمون کا ایک خط انکے نام لکہا۔ اُنہون نے (شاید) وہ خط بنظر اصلاح و انصاف گورنمنٹ ممالک مغرب و شمال و اودہ مین پیش کر دیا اسکے جواب مین صاحب سکرٹری گورنمنٹ نے گورنمنٹ کی طرف سے اِس لفظ کے لکہے جانے پر کمال افسوس ظاہر کر کے عذر کیا ہے اور آیندہ کے لئے وعدہ دیا ہے کہ ایسا لفظ مہتمم کے حق مین کبہی تحریر ہونا نہ پائیگا۔ ہم بنظر ہدایت و عبرت اپنے دیسی اور اسلامی بہائیون کی اور ان ملازمان گورنمنٹ کی جو کس و ناکس کو بے ساختہ وہابی کہہ دیتے ہین اور جو اِس لفظ مین توہین و دل شکنی زمرہ اہلحدیث پائی جاتی ہے اسکو خیال مین نہین لاتے اِس اصلی جواب کو مع ترجمہ درج ذیل کرتے ہین:۔

نقل اصل جواب

ترجمہ	No 279 of 1882.
نمبر ۲۷۹ سنہ ۱۸۸۲ء	General Department of the
صیغہ عام	N. W. Provinces and Oudh
ممالک شمالی مغربی و اودہ	Dated Camp Lucknow Jany 26/82.
از کیمپ لکھنو مورخہ ۲۶ جنوری ۱۸۸۲ء	Office Memo.
یادداشت دفتر	The Proprietor and Manager of the
مالک و مہتمم پرچہ اشاعۃ السنہ	"Ash'aatul Sunnat" Newspaper.
لاہور کو انکی درخواست	Lahore, is informed in reply to his
(موسومہ گورنمنٹ رپورٹر	Letter of the 11th January 1882 to the
دیسی اخبار ۲ اپر انڈیا مورخہ	address of the Govt. Reporter on the
۱۱ جنوری ۱۸۸۲ء) کے جواب	Vernacular Press of Upper India,
مین لکھا جاتا ہی کہ راقم کو	that Undersigned regrets that the
اسکا سخت افسوس ہی کہ	religious position of the Proprietor and
ان اضلاع کی رپورٹ سالانہ	Manager was described in Annual
بابت ۱۸۸۰ و ۱۸۸۱ء مین مالک و مہتمم	administration Report of these pro-
مذکور کا مذہبی خطاب ایسے نام	-vinces for the year 1880–81 by a
سے لیا گیا جو انکو ناگوار گذرا	name that is offensive to him.
جس لفظ پر وہ اعتراض کرتی	The use of the term to which he objects
ہین وہ اس غرض سے نہین	was not intended to cast any
لکھا گیا کہ انپر کسی طرح کا حرف	slur whatever upon him, and
آوے اور آیندہ بکمال احتیاط	it will in future be carefully avoided
اس سے پرہیز کیا جائیگا۔	Signed
(دستخط) سی رابرٹسن	C Robertson
سکرٹری گورنمنٹ	Secretary to the Govt. of the
ممالک شمال و مغربی و اودہ	N. W. Provinces and Oudh.

اس معذرت و افسوس مین گورنمنٹ کی کمال نیک نیتی اور اپنی خیرخواہ رعایا کی دلجوئی پائی جاتی ہی جسپر ہم گورنمنٹ کا دلی شکریہ ادا کرتی ہین اور اس معذرت و افسوس سی یہ نتیجہ نکالتی ہین کہ کسی ملازم گورنمنٹ یا عام لوگون کو
کسی اہلحدیث خیرخواہ گورنمنٹ کی نسبت اس لفظ کا استعمال و اطلاق جائز نہین ہی۔ اور اگر کوئی کسی ایسی شخص کے حقمین جو اہل الحدیث ہونیسی انکار کری اور خیرخواہی گورنمنٹ کا دم مارے اس لفظ کا استعمال کری تو وہ اسپر توہین مذہب
و ازالہ حیثیت عرفی کا استغاثہ کرسکتا ہی اور کہنے والی پر اسکا جواب یا اثبات واجب ہی۔ جب گورنمنٹ کی طرف سی اس لفظ کہنی پر یہ معذرت ہوئی ہی تو اور کسی کو اس لفظ کی بموقع استعمال کرنیکا کہان استحقاق ہی۔ بی احتیاط لازمان
گورنمنٹ اور ہمارے ہمعصر اس بات کو سوچین اور آئندہ ہرگز اس لفظ کہنے سے زبان کو روکین۔

16.

بقیہ مقدمات اثبات نبوت

بخوبی بیان ہو چکا ہے (یہہ قوت عقلیہ کی دوسری شاخ کا ثبوت ہے)
ایسا ہی ہم دیکھتے ہیں کہ بعض لوگ اپنے خالق سے ایسی محبت رکھتے ہیں کہ جو روپیہ پیسہ دنیا کی کسی چیز سے نہیں رکھتے۔ خدا پر ایسا بہروسہ رکھتے ہیں کہ اپنے ہاتھہ کی زر۔ بازوکی قوت۔ دوست آشنا وغیرہ اسباب و وسایل پر نہیں رکھتے (یہہ قوت عملیہ کی دوسری شاخ کا ثبوت ہے)۔

اسکی تفصیل مین اگر ہم ایسے لوگون کے حالات لکہین تو ایک دفتر طول ہوجاوے اسلیئے ہم اس مقام مین اسی اجمالی بیان پر اکتفا کرتے ہیں اور اس زمانہ کے دانشمندون سے امید رکھتے ہین کہ وہ ایسے لوگون کے وجود سے منکر نہ ہونگے و مع ذلک ہم ان لوگون کے تفصیلی حالات بھی پہر کسی موقع پر درج رسالہ کرینگے انشاء اللہ تعالی۔

اس بحث سے بخوبی ثابت ہوا کہ قوت عقلیہ و عملیہ (اپنی اپنی دونون شاخون کے ساتہہ) انسان مین موجود ہے اور یہی دونون قوتین انسان کی خاص صفتین ہین جو اسکو عام حیوانات و نباتات و جمادات سے ممتاز کرتے ہین اور منجملہ اسکے صفات محسوسہ و مشاہدہ کی یہی دو صفتین (یا جو انکی طرف راجع ہون) مناط و مدار انسانیت ہین۔

پہر ان دونون قوتون سے انسان اپنی بہیمی (یا حیوانی) طاقت کے مناسب کام بہی لیتا ہے جسکا بیان بضمن تشریح طرز تمدن و معاشرت انسان ہوچکا ہے اور اپنی طاقت ملکی (یا روحانی) کے مناسب کام بہی لیتا ہے۔ جبکہ وہ امور معاشرت مین روحانی اصلاح کی رعایت کرتا ہے اور خاصکر ان دونون قوتون کی دوسری شاخون کو تو اسکی ملکیت یا روحانیت سے بہت ہی تعلق ہے۔

انسان کی بہیمی (یا حیوانی) طاقت کردہ کام ہین جنمین انسان کے ساتہہ تمام حیوان بہائم

درندہ وغیرہ بہی شریک ہین - جیسے کہانا پینا غضب شہوت وغیرہ جسمین انسان کے ساتھہ غیرون کا شریک ہونا بلکہ غیرون مین ان کا بوجہ اتم پایا جانا سابقاً ثابت کیا گیا ہے ملکی* (یا روحانی) طاقت کے وہ کام ہین جو صرف انسان مین پائے جاتے ہین اسکی اور شارکات جنسیہ مین مشاہدہ نہین کئے جاتے اور وہ خاص انسان کی روح کی صفات ہین - جسم انسانی کی اصلی صفتین نہین ہین جیسے خوش خلقی - تواضع محبت - خشیت رقت - علم ادراک وغیرہ -

یہہ **علم** عمدہ ترین خواص (صفات† روحانی سے ہے اور وہ کئی قسم ہے -

اول علم توحید وصفات الہی **دوم** علم حقوق خداوندی اور طریق تادیہ اُن حقوق کا (جسکو دوسرے محاورہ مین عبادت کہتے ہین) **سوم** علم ضوابط نظام عالم و علی ہذا القیاس -

ہرچند انسان کا اپنی قوت عقلیہ وعملیہ سے بہیمی (یا حیوانی) طاقت کی مناسب کام لینا اور لوازم جسمانیت وحیوانیت کو اپنے کمال نوعی وفطری کو پہنچانا بہی انسانی سعادت مین داخل ہے **مگر** چونکہ وہ لوازم فانی ہین انکا بقا بہی نظام جسمانی کے بقا تک ہے -

---

* انسانکی اُس طاقت کو ملکی کہنا اہل ادیان سماوی اور حکماے قدیم کی بول چال ہے جو وجود ملایکہ کو مانتے ہین اور ان صفات انسانی کو ملائک کی صفات کے مشابہ سمجہتے ہین جو لوگ وجود ملایکہ سے انکاری ہین جیسے نیچری مدعی اسلام یا برہم سماج وغیرہ وہ اس لفظ واصطلاح مین نزاع نہ کرین اس کے معنی کو دیکہین اور یہ سوچین کہ جس صفت انسانی کو ملکی طاقت کہا گیا ہے وہ انسان مین موجود ہے یا نہین جو موجود پاوین تو خواہ اسکو روحانی طاقت یا اور نام سے تعبیر کرین اسکی نفی و انکار کے درپے نہ ہو جاوین - کیونکہ اصطلاح محاورات مین مناقشہ جایز نہین ہے -

---

† اس امر کا مفصل بیان معہ تشریح اس تعلق کے جو روح کو جسم سے ہے اشاعۃ السنہ نمبر ۲ جلد ۲ مین مذکور ہو چکا ہے جو قابل ملاحظہ ناظرین ہے -

اسلیئے اصلی سعادت اور حقیقی کمال انسانی یہی ہے کہ وہ اپنی دونون قوتون کی دونون شاخون سے ملکی (یا روحانی) کام لے - اور جو کام بہیمی (یا حیوانی) طاقت کی مناسب انسے لیتا ہے اسمین روحانی طاقت کی رعایت کو بھی ہاتھ سے ندے بہیمیت کو ملکیت کے تابع کردے ایسے طور پر کہ بہیمیت جو کرے اسمین مقتضاے ملکیت کا خلاف نہو اور ملکیت جو حکم دے بہیمیت اسکو فوراً عمل مین لادے - ملکیت کی رنگت بہیمیت مین اثر کرے بہیمیت کا رنگ اسپر نہ پڑے - اس قسم کے افعال واعمال سے جنمین مقتضائے ملکیت کی رعایت ہو اور بہیمیت کی مخالفت ملکیت کو ترقی وفراخی حاصل ہوتی ہے اور بہیمیت منقبض ہوجاتی ہے یہانتک کہ ملکیت اپنی کمال کو پہونچ جاتی ہے اور بہیمیت اسکی تابع ہو رہتی ہے -

یہہ امر قسم اول ودوم اور ان کے موافق عمل کرنے سے حاصل ہوتا ہے اور انسان کی صورت نوعی اور فطرت اسکو اسی امر کا حکم دیتی ہے - اور قسم سوم کی علم وعمل کی بقدر ضرورت اجازت دیتی ہے -

یہی وجہ ہے کہ سبھی انسان عرب کے ہون خواہ عجم کے - ہند کے ہون یا سندھ کے - یوروپ کے ہون خواہ ایشیا کے (بشرطیکہ وہ اعتدال مزاج انسانی پر ہون) اس امر کو پسند کرتے ہین اور جن لوگون مین یہہ امر یعنے تہذیب اخلاق نفس اور تکمیل بہیمیت پائی جاتی ہے انکی بدل تعظیم وتکریم کرتے ہین - اور حاضر وغائب ان کے ثناخوان ہین اور انکو خداپرست اور مقدس سمجھتے ہین -

پھر اس سعادت مین لوگ مختلف ہین بعض لوگ (غواشی ظلمت مین محجوب ہونیکی سبب) اس سے بالکل محروم ہین حتی کہ اونکی صلاحیت کی امید بھی منقطع ہے - بعض ایسے ہین جنکو سردست وہ سعادت حاصل نہین ہے مگر وہ مایوس بھی نہین - تدبیر دریاضت سے انکے لئے حصول سعادت ممکن ہے بعض ایسے ہین جنمین اجمالی اصول سعادت موجود مین پر وہ تفصیل و ہوت طلب مین بعض ایسے ہین جنمین وہ سعادت بوجہ کمال و دفور موجود ہے اور وہ اسکی مقتضا پر

پوری پورے مستقیم ہین - یہانتک کہ اگر کوئی انکواس سے روکے تو بھی وہ اس سے رک نہین سکتے -

یہہ اختلاف ایک اور جبلی اور فطرتی اختلاف سے پیدا ہوا ہے اسکا بیان یہہ ہے کہ قوت ملکی (یاروحانی) لوگون مین دو طرحکی پیدا کی گئی ہے **ملکیت درجہ اول** جسکی شان سے قسم اول و دوم علم مین استغراق ہے اور قسم ثالث کیطرف بھی بنظر اصلاح نظام عالم پوری توجہ واہتمام ہے **ملکیت درجہ دوم** جسمین بہیمیت سے تجرد اور روحانیت تو ہے مگر ان علوم مین اس قدر توجہ واہتمام نہین ایسی ہی **بہیمیت** دو طرح کی لوگون مین پائی جاتی ہے **بہیمیت درجہ اول** قوی وسخت جیسے تنومند اور نر حیوانون مین پائی جاتی ہے جو قوی اور عمدہ غذا و چارے سے تربیت پاتے ہین اور قوی جسم اور تند و تیز آواز رکھتے ہین - دوسرے جانور پر حملہ کرنے مین بڑے دلیر ہوتے ہین اور **بہیمیت درجہ دوم** ضعیف و نرم جیسے خصی اور ضعیف جانورون مین پائی جاتی ہے جو اچھی غذا نہین پاتے اور نہ قوی جسم اور آواز اور افعال رکھتے ہین -

(باقی آیندہ)

بقیہ کفر و کافر

کہا ہے کہ امام ابو حنیفہ کی نفی تکفیر اہل قبلہ مین اگرچہ اہل بدعت ہون کلام کو بسط کے

ثم في بسط الامام الكلام في نفي تكفير ارباب الاثام من اهل القبلة ولو من اهل البدعة دلالة على ان سب الشيخين ليس بكفر كما صححه ابو الشكور السلمي في تمهيده وذلك لعدم ثبوت مبناه وعدم تحقق معناه فان سب المسلم فسق كما في حديث ثابت وح يستوي الشيخان وغيرهما في هذا الحكم ولانه لو فرض ان احدا قتل الشيخين بل والختنين بوصف الجمع لا يخرج عن كونه مسلما عند اهل السنة والجماعة ومن المعلوم ان السب دون القتل نعم لو استحل السب او القتل فهو كافر لا محالة وعلى تقدير ثبوت الحديث فيجب ان يؤول كما اول حديث من ترك الصلوة متعمدا فقد كفر والحاصل ان الفسق والعصيان لا يزيل الايمان فيصير كافرا ولا واسطة ولذا البدعة لا يزيل الايمان والمعرفة كانكا

ساتھ بیان کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ شیخین کی سب بھی کفر نہین ہے چنانچہ ابو الشکور سلمی نے کتاب تمہید مین اسبات کو صحیح کہا ہی اسکی یہی وجہ ہی کہ اس تکفیر کی کوئی وجہ نہین ہے مسلمان کی سب صرف گناہ ہی چنانچہ حدیث مین آیا ہے اور اسمین شیخین اور سب مسلمان برابر ہین کیونکہ اگر ہم فرض کرین کہ کسینے شیخین کو بلکہ ختنین (امیر المومنین علی مرتضی علیہ السلام و امیر المومنین عثمان رض) کو قتل کردیا تو بھی وہ اہلسنت وجماعت کے نزدیک مسلمانی سے خارج نہین ہوتا اور سب تو قتل سے بھی کم ہی پھر سب سے کیونکر کافر ہو سکتا ہی۔ ہان اگر سب یا قتل کو حلال جانے تو ضرور کافر ہے + اگر سب شیخین کے کفر ہونے مین کوئی حدیث بھی فرض کرلیجائے تو اسکی تاویل واجب ہی جیسے حدیث من ترک الصلوۃ متعمدا فقد کفر کی تاویل واجب ہی کہ اس سے کفر عملی اور ناشکری

+ یہہ قول عبارت شرح مواقف کی جو اس عبارت کے بعد منقول ہی مخالف ہی بلکہ خود ابن ماجشون کے ما بعد اور تمام اصول کے بھی برخلاف ہی حلال جاننا قطعی گناہ کا کفر ہے اور سب شیخین کے قطعی گناہ ہونے مین جو بحث کلام ہی وہ خود اس عبارت اور عبارات شرح مواقف وغیرہ مین موجود ہے +

المعتزلة صفات الله تعالى وخلق افعال العباد وجواز رویته سبحانه فی المعاد لانه مبنی علی تاویل ولو کان علی حد الفساد الا التجسیم وانکار علم الله سبحانه بالجزئیات فانه یکفر بهما بالاجماع من غیر النزاع ففی شرح العقاید سب الصحابة والطعن فیهم ان کان مما یخالف الادلة القطعیة فکفر کقذف عایشة والا فبدعة وفسق وهذا تصریح من العلامة ان سب الشیخین لیس بکفر عند العامة ثم قال وبالجملة لم ینقل عن السلف المجتهدین والعلماء الصالحین جواز اللعن علی معاویة واحزابه لان غایة امرهم البغی والخروج علی الامام الحق وهو لا یوجب اللعن۔

مراد ہی) حاصل یہ کہ فسق و گناہ ایمان کو دور نہین کرتے کہ انسے انسان کافر ہوجاوے اور ان دونون مین اور کوئی واسطہ نہین ہی ایسا ہی بدعت سے ایمان دور نہین ہوتا جیسے معتزلہ کا بعض صفات خداوندی سے اور خدا کی خالق افعال ہونیسے اور قیامت مین خدا کی دیدار ہونیسے انکار ہی کیونکہ یہ انکار تاویل سے ہے اگرچہ وہ تاویل فاسد ہی مگر خدا کا جسم قرار دینا اور اسکے علم جزئیات کی نفی کرنا یہ بیشک صریح کفر ہی شرح عقاید مین کہا ہی کہ اصحاب کی سب اور انہین طعن اگر اس قسم سے ہو جنمین ادلہ قطعیہ کا خلاف ہوتا ہی جیسے حضرت عایشہ کو اس خاص امر مین جسمین قران نے انکی برائت کی ہی) متہم کرنا تو وہ کفر ہی نہین تو بدعت اور فسق ہو اور یہہ بھی صاف بیان ہے کہ سب شیخین عامہ علما کے نزدیک کفر نہین ہی۔ پہر علامہ نے یہہ بھی فرمایا ہے کہ پہلی مجتہدین اور علماء صالحین نے (امیر) معاویہ اور اسکے گروہ پر لعنت کو بھی جایز نہین کہا غایت امر یہہ کہ انہون نے بغاوت کی اور امام برحق (علی مرتضی) پر خروج کیا سو موجب لعنت نہین ہوسکتا۔

اور **شرح مواقف** مین قول مختار عدم تکفیر اہل قبلہ جو سابقا منقول ہوا م بیان کرنیکی بعد بعض لوگون کا ایک دوسرے کو کافر کہنا بیان کیا ہے پہر انکے متمسکات کا جواب دیا ہے اسی کے ضمن مین کہا ہے کہ خوارج و روافض کو کئی وجہ سے کافر کہا گیا ہے **اول** یہ کہ ان کا

قد کفر الخوارج والروافض بوجوه الاول ان القدح

اکابر صحابہ کو جن کی پاکی اور ایمانداری پر قرآن

فی اکابر الصحابة الذین شهد لهم القرآن والاحادیث الصحیحة بالتزکیة والایمان •

تکذیب للقرآن وللرسول حیث اثنی علیهم وعظمهم فیکون کفرا قلنا لا ثنا علیهم خاصة ای لا ثناء فی القرآن علی واحد من الصحابة بخصوصه وهؤلاء اذا اعتقدوا ان من قدحوا فیه لیس داخلا فی الثنا العام الوارد فیه والیه اشار بقوله ولا هم داخلون فیه عندهم فلا یکون قدحهم تکذیبا للقرآن واما الحدیث الوارد فی تزکیة بعض معین من الصحابة والشهادة لهم بالجنة فمن قبیل الاحاد فلا یلزم تکذیبهم للرسول الثانی الاجماع منعقد من الامة علی تکفیر من کفر عظماء الصحابة وکل واحد من الفریقین یکفر بعض تلک العلماء فیکون کافرا قلنا هؤلاء ای من کفر جماعة مخصوصة من الصحابة لا یسلم کونهم من اکابر الصحابة وعظمائهم فلا یلزم کفره

الثالث قوله علیه السلام من قال لاخیه المسلم یا کافر

گواہ ہی سو برا کہنا قرآن کو جھٹلانا ہی اور نیز رسول کو جنہون نے انکی تعریف کی اور بزرگی بیان کی اور یہ کفر ہے اسکا **جواب** یہہ ہی کہ کسی صحابی کی خاصکر قرآن مین تعریف نہین ہی عام صحابہ کی ہے اور وہ لوگ جانتے ہین کہ جسکو وہ برا کہتے ہین وہ اس عام تعریف مین داخل نہین اسیکی طرف مصنف کے اس قول کا اشارہ ہے کہ وہ انکے نزدیک ان لوگون مین داخل نہین جنکی تعریف قرآن مین ہے۔ سو انکا برا کہنا انکے نزدیک + قرآن کو جھٹلانا نہوا۔ اب رہی حدیث جنمین بعض صحابہ کی پاکی بیان ہوئی ہے اور انکو جنت کی شہادت دی گئی ہی سو اخبار احاد ہین لئکے انکار سے کفر ثابت نہین ہوتا ×× -

وجہ دوم یہ کہ اکابر صحابہ کو کافر کہنا بالاجماع کفر ہے اسکا جواب یہ کہ وہ انکو اکابر صحابہ سے نہین جانتے پہر وہ اس کفر کے مرتکب کیونکر ہوئے - **وجہ سوم** یہ کہ حدیث مین آیا ہی جو کسی مسلمان کو کافر کہے وہ کفر ایک کی طرف ضرور رجوع کرتا ہے یعنی جسکو کافر کہتا ہی وہ

+ یہان عندیہ مخالف کی لحاظ کرنے اور اشاعة السنہ نمبر جلد ۳ کی صفحہ ۲۱۳ و صفحہ ۲۲۶ مین اسکا لحاظ نکرنے مین منافات و مخالفت نہین ہے، یہان امور ظنیہ غیر قطعیہ مین لحاظ کیا گیا ہی - وہان امور قطعیہ مین ضرورت لحاظ کو اٹھایا گیا ہے -

فقد باء بہ احدہما قلنا احاد وقد اجتمعت الامۃ علی ان انکار المعاد ولیس کفرا ومع ذالک نقول المراد مع اعتقادانہ مسلم فان من ظن المسلم انہ یہودی او نصرانی فقال لہ یا کافر لم یکن ذالک کفرا بالاجماع واعلم ان عدم التکفیر لاھل القبلۃ موافق لکلام الاشعری والفقہاء کما مر لکنا اذا فتشنا عقاید فرق الاسلامیین وجدنا فیہا ما یوجب الکفر کالعقاید الراجعۃ الی وجود الہ غیر اللہ او الی حلولہ فی بعض اشخاص الناس او الی انکار نبوۃ محمد علیہ الصلوۃ والسلام او ذمہ واستخفافہ او الی استباحۃ المحرمات واسقاط الواجبات (**شرح مواقف**)

کافر نہو تو کہنے والا ضرور کافر ہوجاتا ہے اسکا **جواب** یہ ہے کہ یہ حدیث اخبار احاد سی ہے اس سے انکار باجماع امت کفر نہیں ہے اس سے علاوہ اسکے معنی† یہ ہین کہ جو مسلمان کو مسلمان سمجھکر کافر کہے وہ کافر ہوتا ہے کیونکہ جو کسی مسلمان کو یہودی یا نصرانی سمجھکر کافر کہے وہ بالاجماع کافر نہین ہوتا اور جاننا چاہیے کہ یہ اہل قبلہ کو کافر نکہنا کلام شیخ ابو الحسن اشعری و فقہا کے موافق ہے مگر جب ہم اسلامی فرقون کے عقاید کو ٹٹولتے ہین تو انمین ایسے امور بھی پاتے ہین جو تکفیر کے موجب ہین جیسے خدا کے سوا کسی اور معبود کے وجود کا قایل ہونا یا خدا کا کسی شخص مین حلول ماننا یا آنحضرت کی رسالت کا انکار کرنا یا محرمات کو مباح جاننا یا احکام شرعیہ واجبہ کو معاف سمجھ لینا -

مترجم کہتا ہے اسبات کا عبارات سابقہ مین بھی ذکر ہے - اور ہمنے اس بات کو اشاعۃ السنہ نمبر ۳ جلد ۳ مین بتفصیل و تمثیل بیان کر دیا ہے - یہ بات بیشک واجب اللحاظ ہے مگر اسکے کسی فرقہ اہل ہوا سے منجملہ اہل قبلہ خصوصیت نہین ہے - اگر کوئی اہلسنت وجماعت کہلا کر ایسی بات جو قطعی کفر و صریح شرک ہو اور اسمین ضروریات و قطعیات دین کا انکار یا تکذیب پائی جاتی ہے اعتقاد کرے یا عمل مین لاوے تو وہ بھی کافر ہے گو اپنے مونہہ سے

† یہ حدیث اہلحدیث کی نزدیک بھی اپنے ظاہری معنی پر محمول نہین ہے دیکھو نووی شرح مسلم صفحہ ۵۷ جلد اول جسمین اس حدیث کو مشکلات سے شمار کر کے اسکی پانچ تاویلین کی ہین -

اپنے آپ کو اہلسنت وجماعت کہے۔

مسئلہ سب الشیخین مین مصنف بحرالرائق واشباہ والنظائر نے اور اسکی تقلید سے مصنف درمختار نے غضب ہی کردیا اور صاف لکھدیا ہے کہ اسکے گناہ کا مرتکب ایسا کافر ہے کہ اسکی توبہ بھی قبول نہین اور بجز قتل اور جلا دینے کے اسکی کوئی سزا نہین۔ اس قول کو درمختار واشباہ کے محشیون نے اصول وفروع کی دست آویز سے رد کردیا اور یہ ثابت کردیا ہے کہ اس مسئلہ کی بنا ہی غلطی پر ہے جس کتاب (جوہرہ) سے مصنف بحر نے استشہاد کیا ہے اسمین اسکا ذکر نہین یہ بات اسکے کسی نسخہ کے حاشیہ پر لکھی ہوئی تھی جو کسینے اصل کتاب مین ملا دی ہی اور یہ بات خود مصنف درمختار نے بھی نہرالفایق سے نقل کی ہے۔ اس گفتگو سے معلوم ہوتا ہے کہ جو فقہ اکبر کی عبارت مین گزرا ہے کہ یہ روایت جہالت ناقل کے سبب لایق اعتبار نہین صحیح وبادلیل ہے اس گفتگو کو توجہ سے سننا چاہیے

اشباہ ونظائر مین کہا ہے سب کفار کی توبہ مقبول ہے مگر جو سب شیخین سے کافر ہوا وہ قتل ہی کیا جاوے گا یا جلا دیا جاوے گا۔

> كل كافر توبته مقبول الا بسب الشيخين فانه يحرق او يقتل (اشباه والنظاير)

درمختار مین کہا ہے بحرالرایق سے شہید کی طرف نسبت کرکے کہا ہے جو شیخین ابوبکرؓ وعمرؓ کو گالی دے یا انمین طعن کرے وہ کافر ہے اسکی توبہ مقبول نہین۔ پھر کہا ہے ولکن نہرالفایق مین ہے کہ اس مسئلہ کا اصل نسخہ جوہرہ مین وجود نہین۔ صرف بعض نسخون کے حاشیہ پر پایا گیا ہے جو اصل کتاب مین کسی نے ملا دیا ہے۔

> فی البحر عن الجوهرة معزيا للشهيد من سب الشيخين وطعن فيهما كفر ولا تقبل توبته الى ان قال لكن فی النهر وهذا لا وجود له فی اصل الجوهرة وانما توجد علی هامش بعض النسخ فالحق بالاصل (درمختار)

اس قول کی شرح لیکن علامہ ابن عابدین نے **ردالمحتار** مین کہا ہے

قال السيد الحموي في حاشية الاشباه حكى عن
عمر بن نجيم ان اخاه افتى بذلك فطلب منه
النقل فلم يوجد الا على طرة الجوهرة وذلك
بعد حرق الرجل - واقول على فرض ثبوت
ذلك في عامة نسخ الجوهرة لا وجه له نظر
لما قدمناه من قبول توبة من سب الانبيا
عندنا خلافا للمالكية والحنابلة واذا كان
كذلك فلا وجه للقول بعدم قبول توبة
من سب الشيخين بل لم يثبت ذلك عن احد
من الائمة فيما اعلم - ونقل عنه السيد
ابو السعود الازهري في حاشية الاشباه
اقول نعم نقل في البزازية عن الخلاصة
ان الرافضي اذا كان يسب الشيخين
ويلعنهما فهو كافر وان كان يفضل
عليا عليهما فهو مبتدع وهذا لا يستلزم
عدم قبول التوبة على ان الحكم عليه
بالكفر مشكل لما في الاختيار اتفق
الائمة على تضليل اهل البدع اجمع
وتخطيتهم وسب احد من الصحابة و
بغضه لا يكون كفرا لكن يضلل

سید حموی نے ابن نجیم (مصنف بحر
و اشباہ) سے حکایت کی ہے کہ اسکے بھائی نے
اس بات کا فتوی دیا تھا جب اس سے نقل
(کتاب) کا مطالبہ ہوا تو پتہ نہ لگا بجز ایک
حاشیہ یا کنارہ کتاب جوہرہ کے اور یہ بھی بعد
جلائی جانے اس شخص کے بتلایا اور مین کہتا
ہون اگر اس بات کا اصل نسخہ جوہرہ مین موجود
ہونا فرض کرلین تو بھی اسکی کوئی وجہ ظاہر نہین
ہی - ہم پہلے (بضمن مسئلہ سب انبیا) بیان کرچکے
ہین کہ نبی کو گالی دینے والے کی ہماری (حنفیہ
کے) نزدیک (بخلاف مالکیہ و حنبلیہ) توبہ
مقبول ہے پس شیخین کو گالی دینے والیکی
توبہ قبول نہونیکی کوئی وجہ نہین ہے اور ہمارے
علم مین کسی امام سے یہ بات ثابت نہین ہے
ایسا ہی حموی سے سید ابو السعود نے حاشیہ
اشباہ مین نقل کیا ہے مین (ابن العابدین)
کہتا ہون بزازیہ مین خلاصہ سی منقول ہے
کہ رافضی شیخین کو گالی دے اور انکو لعنت
کرے تو وہ کافر ہے اور اگر علی مرتضی کو انپر
فضیلت دے تو مبتدع ہے مگر اس سی بھی توبہ
کا قبول نہونا نہین نکلتا علاوہ یہ کہ حکم کفر بھی مشکل ہے کیونکہ (کتاب) اختیار مین ہی کہ تمام امام اہل

وذكر في فتح القدير ان الخوارج الذين يستحلون
دماء المسلمين واموالهم ويكفرون الصحابة
حكمهم عند جمهور الفقهاء واهل الحديث
حكم البغاة وذهب بعض اهل الحديث الى
انهم مرتدون قال ابن المنذر ولا اعلم
احدا وافق اهل الحديث على تكفيرهم
وهذا يقتضي نقل اجماع الفقهاء -
وذكر في المحيط ان بعض الفقهاء لا يكفر احدا
من اهل البدع وبعضهم يكفرون البعض
وهو من خالف ببدعته دليلا قطعيا
ونسبه الى اكثر اهل السنة والنقل الاول
اثبت وابن المنذر اعرف بنقل كلام
المجتهدين نعم يقع في كلام اهل المذهب
تكفير كثير ولكن ليس من كلام الفقهاء
الذين هم المجتهدون بل من غيرهم
ولا عبرة بغير الفقهاء والمنقول عن
المجتهدين ما ذكرناه - وما يؤيد ذلك
وضوحا ما صرحوا به في كتبهم متونا وشروحا
من قولهم ولا تقبل شهادة من يظهر سب السلف
وتقبل شهادة اهل الاهواء الا الخطابية
وقال ابن الملك في شرح المجمع وترد شهادة

فتح القدیر مین ہی کہ قوم خوارج جو مسلمانون کے
خون اور مال کو حلال جانتے اور اصحاب رسول اللہ
کو کافر کہتے ہین انکا حکم جمہور فقہا و محدثین کے
نزدیک باغیون کا سا حکم ہے صرف بعضی
اہلحدیث کہتے ہین کہ وہ مرتد ہین ابن المنذر
(محدث) نے کہا ہی کہ مین ان اہلحدیث کے
موافق اس تکفیر مین کسیکو نہین پاتا یہ کہنا اسبات
کا مقتضی ہے کہ فقہا کا اس باب مین اجماع منقول
ہے - محیط مین مذکور ہی کہ بعض فقہا کسی
اہلبدعت کو کافر نہین کہتے اور بعضی بعض اہلبدعت
کو جو اپنی بدعت مین دلیل قطعی کے مخالف ہون
کافر کہتے ہین اور اس باتکو صاحب محیط نے
اکثر اہلسنت کیطرف منسوب کیا ہی اور پہلی نقل
(جو ابن المنذر کی ہے) زیادہ ثابت ہی اور
ابن المنذر کلام مجتہدین سے خوب واقف ہی
ہان عام اہل المذہب کی کلام مین تکفیر بہت
پائی جاتی ہے پر وہ کلام مجتہد نہین ہے اور
مجتہدون کے سوا اور علما کی کلام کا اعتبار نہین
اور مجتہدون سے وہی منقول ہی جو ہمنے ذکر کیا ہی
(کہ اہل قبلہ کافر نہین ہین)
اس بات کی زیادہ توضیح اس مسئلہ سے ہوتی ہی جو تمام

من یظهر سب السلف لانه یکون ظاهر الفسق
وتقبل من اهل الاهواء الجبر والقدر
والرفض والخروج والتشبیه والتعطیل-
وقال الزیلعی او یظهر سب السلف یعنی
الصالحین منهم وهم الصحابة والتابعون
لان هذه الاشیاء تدل علی قصور عقله
وقلة مروته ومن لم یمتنع عن مثلها لم یمتنع
عن الکذب عادة بخلاف ما لو کان یخفی
السب - ولم یعلل احد لعدم مقبول
شهادتهم بالکفر کما تری نعم
استثنوا الخطابیة لانهم یرون شهادة
الزور لاشیاعهم او للحالف وکذا نص
المحدثون علی قبول الروایة اهل الاهواء
هذا فیمن یسب عامة الصحابة ویکفرهم
بناء علی تاویل له فاسد
فعلم ان ما ذکروه من الخلاصة من انه کافر
قول ضعیف مخالف للمتون والشروح

کتب فقہ متون و شروح مین بیان کرتے ہین
کہ جو سلف کو علانیہ طور پر برا کہے اُسکی شہادت
مقبول نہین ہے اور شہادت اہل ہوا کی بجز
خطابیہ مقبول ہے - ابن ملک نے شرح مجمع
مین کہا ہے جو سلف کو علانیہ طور پر برا کہے اسکی
شہادت اسلیئے مقبول نہین کہ وہ ظاہرا
فاسق ہے اور اہل جبر و قدر و خروج و تشبیہ و
تعطیل سب کی شہادت مقبول ہے - زیلعی نے
کہا ہے کہ سلف (یعنی صحابہ و تابعین) کو علانیہ
برا کہنے والے کی شہادت اسلیئے مقبول نہین
کہ علانیہ برا کہنے سے معلوم ہوتا ہے کہ برا
کہنے والا کم عقل و بے مروت ہے - پس جو ایسی
بے عقلی و بے مروتی سے نہ رکے گا وہ عادۃً
جھوٹ بولنے سے کب رکیگا ہان جو پوشیدہ
طور پر برا کہے وہ اس حکم مین داخل نہین ہے
اور اس عدم قبول شہادت کیوجہ کسی نے یہ بیان
نہین کی کہ برا کہنے والا کافر ہے - اس حکم
قبولیت شہادت سے خطابیہ مستثنی ہین کیونکہ وہ اپنے گروہ اور مدعی قسم کہا جانیوالے کے لیئے جھوٹی
شہادت کو جائز جانتے ہین ایسا ہی محدثین نے صاف کہا ہے کہ اہل ہوا کی روایت مقبول
ہے - یہ ان لوگون کے حق مین کہا ہے جو اکثر صحابہ کو اپنی تاویل فاسد سے کافر کہتے ہین -
اس سے معلوم ہوا کہ جو خلاصہ مین کہا ہے کہ وہ کافر ہے ضعیف قول ہے اور متون و شروح

بل هو مخالف للاجماع الفقهاء كما سمعت
وقد الف العلامة ملا علي القاري
رسالة في الرد على الخلاصة وبهذا تعلم
قطعا ان ما عزي الى الجوهرة من
الكفر مع عدم قبول التوبة على فرض
وجوده في الجوهرة باطل لا اصل له
ولا يجوز العمل به وقد مر انه اذا كان
في المسئلة خلاف ولو رواية ضعيفة
فعلى المفتي ان يميل الى عدم التكفير
فكيف يميل هنا الى التكفير المخالف
للاجماع فضلا عن ميله الى قتله
وان تاب وقد مر ايضا ان المذهب قبول
توبة ساب النبي عليه السلام فكيف
ساب الشيخين والعجب من صاحب البحر حيث
تساهل غاية التساهل في الافتاء
بقتله مع قوله قد التزمت نفسي ان
لا افتي بشيء من الفاظ التكفير
المذكورة في كتب الفتاوى نعم
لا شك في تكفير من قذف السيدة
عائشة رض او انكر صحبة الصديق
او اعتقد الالوهية في علي او ان

بلکہ اجماع فقہا کے مخالف ہے۔ اور اس خلاصہ کے
رد مین علامہ ملا علی قاری نے ایک رسالہ بھی تالیف
کیا ہے۔ اس سے یہ بھی معلوم ہو گیا کہ جو بات جوہرہ
کیطرف نسبت کی گئی ہے وہ باطل ہے اسکی کوئی اصل نہین
ہے اور اسپر عمل جایز ہے اور سابقا یہ مسئلہ
بیان ہو چکا ہے کہ جس امر مین اختلاف ہو اسمین
مفتی کو روایت عدم تکفیر کیطرف میلان واجب
ہے اگرچہ اس جانب کی روایت ضعیف کیون
نہ ہو۔ اور جس حالت مین اس مسئلہ متنازعہ فیہا
مین روایت تکفیر اجماع کے مخالف ہے تو اسمین
تکفیر کی جانب میلان کیونکر جایز ہے چہ جائیکہ
تکفیر کے ساتھ فتوی قتل و عدم قبول توبہ بھی
ہو اور یہ بھی گذر چکا ہے کہ مذہب (حنفی)
کی رو سے رسول کو گالی دینے والے کی بھی
توبہ مقبول ہے تو پھر شیخین کو گالی دینے والے
کی توبہ کیونکر مقبول نہ ہوگی۔ صاحب
بحر الرائق (جس کا صاحب در مختار اس مذہب
مین مقلد ہے) سے **تعجب** ہے کہ اس نے اس
فتوی قتل مین ایسا تساہل کیا باوجودیکہ خود یہ کہہ
رکھا تھا کہ مین کسی لفظ تکفیر سے جو فتاوون مین
مذکور ہین فتوی نہ دونگا۔ ہان اس شخص کے کافر ہونے

مین شک نہین جو حضرت عایشہ صدیقہ پر وہ تہمت لگاوے (جس سے انکو قرآن نے بری کردیا ہے - مترجم) یا صحبت صدیق اکبر سے انکار کرے (جسکا آیۃ از تقول لصاحبہ مین ذکر ہی مترجم) یا علی مرتضی کو خدا سمجھے یا جبرئیل کے وحی مین بہول جانیکا اعتقاد رکہے (جیسے کہ غالی رافضیون کا اعتقاد ہے - مترجم) یا ایسی مثل الیسے اور امور کا اعتقاد رکہے جو صریح قرآن کے مخالف ہین ولیکن ایسا کافر بہی توبہ کرے تو اُسکی توبہ مقبول ہے - یہ اس بیان کا خلاصہ ہی جو ہمنے اس باب مین کتاب تنبیہ الولاۃ والاحکام مین کیا ہے - مترجم کہتا ہے علامہ ابن عابدین نے اس باب مین خوب فقیہانہ تحقیق کی اور حق کی داد دی - اب ہم اس بحث کو ختم کرتے ہین اور اسکی نتیجہ وخلاصہ مطلب پر ناظرین کو آگاہ کرتے ہین -

نتیجہ

اس بحث کا خلاصہ ونتیجہ یہ ہے کہ شارع نے بہت سی امور پر کفر کا اطلاق کیا ہے پر اُس سے اس کفر کا جو ملت سے نکالی ہے اور ہمیشہ کے لئے جہنم کو واجب کرے ارادہ نہین کیا - ایسا ہی علماء اسلام نے بہت سے افعال واعتقادات کو کفر ٹہرا رکھا ہے پر ان کے مرتکبین ومعتقدین کو جو اہل قبلہ سے ہین اور وہ غفلت یا تاویل واجتہاد سے ان کفریات مین مبتلا ہین کافر نہین کہا - اس سے ہمارے سُنی بہائی متبع ومقلد حنفی ومحدث (جو اپنے مخالفین عمل واعتقاد کو کافر کہتے ہین) عبرت پکڑین اور ایک دوسرے کی تکفیر اور عام مسلمانون کی تکفیر سے جو بعض افعال واعتقادات کے سبب انسے سرزد ہوتی ہے بازآوین - خصوصًا اُن باتون مین جنکا کفر ہونا نہ صریح کتاب وسنت سے ثابت ہے نہ علماء سلف سے مروی ہے صرف انکے نو ایجاد اجتہاد سے متولد ہے اور یہ خیال فرماوین کہ جس حالت مین بعضی ایسی باتون سے (جنپر شارع نے اور علماء سلف نے کفر کا اطلاق کیا ہے) اہل اسلام کو کافر کہنا اور ملت سے خارج کرنا جایز نہین تو پھر ہمارے اجتہادی کفرون سے انکی تکفیر واخراج از ملت کیونکر جایز ہے - کیا ہماری تجویز واجتہاد کو نصوص شارع واقوال سلف پر مزیت

دفوقیت ہے اور یہہ بھی لحاظ کرین کہ اسلام آگے ہی روے زمین پر کم ہے مسلمانون کی تعداد غیر مذاہب کے لوگون کی نسبت نہایت قلیل ہے اب اِس رہے سہے تعداد کو اور نہ گہٹا وین - اور بجاے اسکے اِس تعداد کے بڑہانے مین کوشش کرین باہمی تنفر کو (جو تکفیر کا نتیجہ ہے) حداعتدال پر لادین اور جہان تک اصول اسلام کا مقتضا ہے باہم اتحاد پیدا کرین - اور اس اتحاد کے ذریعہ اسلام واہل اسلام کی ترقی کے وسایل سوچین - یہہ بات مدت سے ہم کہہ رہے ہین اور یہ بہی یقیناً جانتے ہین کہ فریقین کے متشدد و متنفر پسند ہماری اِن باتون سے خوش نہین ہین - مگر ہمکو ان کی خوشی ناخوشی سے مطلب نہین ہے اپنے مولا جل وعلا کی خوشی کی طلب ہے اور اس خداوند سے امید ہے کہ ہماری ان باتون کا لوگون کے دلون پر اثر پیدا کریگا کوئی نہ کوئی فریقین سے ان باتون کو سُنے اور ماننے والا اسکے بندون مین ضرور ہوگا - اب نہین تو کسی اور ہی صدی مین وہ ایسے لوگونکو پیدا کریگا جنکو اِن باتون سے نفع پہنچیگا -

ولنعم ما قیل

ففل ما یفیض الحق من غیر سامع ففی الدھر من یرجی له الفوز ظافرا

تو کہتا رہ زمانہ سامعین سے خالی نہین گذرتا - زمانہ مین ایسے لوگ بہی ہین جنسے فوز بمطلب متوقع ہے

ہمارے شیخ اجل حجۃ الخلف بقیۃ السلف محمد سید نذیر حسین صاحب محدث دہلوی نے ہمارا اِس مضمون کا ضمیمہ نمبر ا جلد ۳ دیکہا تو اِس پر بڑی خوشی سے اپنا توافق ظاہر کیا اور ساتہہ اسکے بعض لوگون کے تنفر و وحشت کا بہی خوف جتایا آخر مین اس شعر پر کاربند ہونیکا حکمدیا -

حافظ وظیفہ تو دعا کردن است و بس در بند آن مباش کہ نشنید یا شنید

اللھم ربنا فتقبل منا و وفقنا بقبول ما ینفعنا ولا یضرنا آمین

اس مضمون مین اہل اسلام کو کافر کہنے لکہنے کا حکم بیان ہوا - مشرک یا بدعتی کہنے کا تفصیلی بیان کسی اور مضمون مین ہوگا - انشاء اللہ

ہندوستان[+] کے حدیث پر عمل کرنیوالے

وہابی نہین

لایق توجہ گورنمنٹ

نمبر ۳

سرحدی[++] قومین (جو اکثر گورنمنٹ کی بغاوت مین سر اٹہاتی ہین اور وہ عام ناواقفون مین وہابی کہلاتی ہین) دراقع اور نفس الامر مین اہلحدیث (یا وہابی) نہین۔ اہلحدیث کی روش وخیالات سی انکو کوئی خاص تعلق یا مناسبت نہین بلکہ عام مخالفت و منافرت ہی۔

بعض لوگون کا یہہ خیال ہے کہ سید احمد صاحب بریلوی۔ اور مولوی محمد اسمعیل صاحب دہلوی (جنہون نے مذہب اہلحدیث کو ہند مین عام رواج دیا ہے) ایک مدت سرحد پر رہے ہین اور انہون نے اپنے مذہب کے مخالفون سے جہاد کئے ہین۔ ان ہی کے باقیماندہ لوگ سرحد مین رہتے ہین اور وقتاً فوقتاً گورنمنٹ سی بغاوت کرتے ہین۔

مگر تحقیق و انصاف کے رو سے اس خیال کی صداقت پر کوئی روشن دلیل نہین ہے۔ محض وہم واشتباہ پر اسکی بنا ہے۔

نہ سید احمد مرحوم و مولانا محمد اسمعیل صاحب مرحوم نے اپنے مخالفین مذہب سی صرف مخالفت مذہبی

+ ہندوستان سی تمام ملک ہند مراد ہے جسمین پنجاب بہی داخل وشامل ہے۔

++ اس سرحدی بحث سی پہلے ہمکو اہلحدیث ہند کی چال وچلن سے بحث کرنا مرکوز خاطر تہا چنانچہ مضمون نمبر ۱ کے خاتمہ پر ہمنے نوٹ دیا تہا۔ مگر چونکہ اس بحث مین اہلحدیث ہند کے تاریخی حالات اور اس مذہب کو ہند مین رواج دینے والون کے حالات مذکور ہین۔ اسلئے ہمنے اس بحث کو مقدم کیا ہے۔ آیندہ زمانہ حال کے اہلحدیث کا چال وچلن نمبر ۴ مین بیان کیا جاویگا۔ انشاء اللہ تعالی۔

کے خیال سے جہاد کیا ہے اور نہ انکے باقیماندہ اتباع نے کبھی گورنمنٹ انگلشیہ سی مقابلہ کیا ہی
اگر مخالفتین اور بغاوتین جو سرحد مین واقع ہوتی ہین انہی لوگون سے ہوتی ہین جو اہلحدیث
(یا یون کہو کہ وہابیون) کے دشمن جانی ہین اور ایک وہابی کے مارنیکو سو کافر کے قتل کرنے
سے زیادہ موجب ثواب جانتے ہین۔

اس بات کی شہادت مین اگر ہم صرف اپنے تجربہ اور معلومات کو پیش کرین تو شاید خودغرضی
و قومی طرفداری کی تہمت سی عامہ خیالات مین صادق البیان نہ سمجھے جاوین۔ لہذا اس باب مین
ایسے شخص کے قول کو پیش کرنا مناسب سمجھتے ہین جسپر طرفداری قوم کے ساتھہ طرفداری و خیرخواہی
گورنمنٹ کا بھی عام یقین ہے وہ انرایبل **سید احمد خان** صاحب بہادر سی ایس آئی ہین جو آخر
رسالہ **جواب ڈاکٹر ہنٹر صاحب** مین ہمارے دعوی کی پوری تصدیق کرتے ہین چنانچہ
اس رسالہ کے صفحہ ۱۵ مین فرماتے ہین۔

ہندوستان کے گوشہ شمال و مغرب کی سرحد پر جو پہاڑی قومین رہتی ہین وہ سنی المذہب حنفی
قومین ہین اور اور لوگ ان کے ہم مذہب جس قدر ہندوستان مین رہتے ہین ان سب
مین وہ قومین اپنے مذہب کی پابند زیادہ ہین۔ اور جس طرح پر ان قومون کو اپنے مخالف مذہب
مسلمانون کے تین فرقون سے عداوت ہے اس قدر اور باقی ماندہ فرقون کو اپنے مخالفون
سے عداوت نہین ہے چنانچہ یہ قوم اپنے مذہب مین اس قدر سخت ہی کہ اگر کوئی اور شخص
ان کے ملک مین جاوے تو جب تک وہ اپنے مذہبی عقاید کو مثل انکے نہ کر لے اسوقت تک
وہان اسکی جان و مال کی خیر نہین ہوتی۔ چند سال کا عرصہ ہوا کہ ایک میرے دوست حاجی
سید محمد مرحوم شافعی المذہب ساکن جار جیا اتفاق سے سرحد کی انہین قومون مین گئے تھے مجھہ سی
کہتے تھے کہ مجھکو شافعی ہونیکی سبب سی اس قوم مین طرح طرح کی مصیبتین اٹھانی پڑین اور
گو مین دیہات و قصبات بلکہ خاص مساجد مین امن تلاش کرتا تھا لیکن مجھکو در اصل مسجد مین
بھی امن نہ معلوم ہوتا تھا یہ پہاڑی قومین حنفی لوگون کے فروعات کو بجائے اصول کے

سمجھتے ہین چنانچہ انہین فروعات حنفیہ مین سے ایک کتاب درمختار ہے جو ۱۷ئنہ ۶ یا ۱۶ئنہ ۶
مین لکھی گئی تھی اور فروعات حنفیہ مین سے یہہ کتاب نہایت معتبر اور معتمد علیہ ہے اس کتاب
مین چند اشعار عربیہ اس مضمون کے درج ہین جنمین فروعات حنفیہ کو اور امیہ کے فروعات
پر ترجیح دی ہے اور اورون کو برا لکھا ہے انہین شعرون مین سے ایک شعر کا ترجمہ یہہ ہے
خدا کی لعنت اور قہر بیشمار اس شخص پر جو امام ابو حنیفہ کے مذہب کا پیرو نہین ہے† - یہہ
پہاڑی تو مین اولیا کرام کے مقابر اور مزارون کو خصوصاً پیر بابا کے مقبرہ کو جو بونیر مین ہے
اور کاکا صاحب کے مزار کو جو کوٹہ مین ہے نہایت خلوص عقیدت سے پوجتے ہین اور مجھکو صد ہا
پہاڑی لوگون کے دیکھنے کا اتفاق ہوا لیکن میری نظر سے آجتک کوئی پہاڑی پٹہان ایسا
نہین گذرا جو سوائے حنفی مذہب کے اور کسی مذہب کا پیرو ہو یا وہابیت کی جانب ذرا بھی
میلان خاطر رکھتا ہو البتہ حیات افغانی مین جسکو گورنمنٹ کے ایک خیر خواہ اور ملازم مسلمان
نے اردو زبان مین تصنیف کیا ہے (جو ۱۸۶۷ء مین لاہور مین چھپی ہے) یہہ فقرہ لکھا
دیکھا ہے - چند عرصہ سے ملا سید میر کوٹہ کے پیرو وہابی سمجھے جاتے ہین اور اخوند سوات
کے پکے پیرو جو حنفی المذہب ہین ملا سید میر کے معتقدین کو گمراہ سمجھتے ہین اور اکثر عثمانزئی
اور ناصر اللہ کی اولاد وغیرہ جو گڑہی اسمعیل کا باشندہ تہا ملا سید میر کے طرف دار اور باقی پہاڑی
قومین اخوند سوات کے پیرو ہین - پس اسی فقرے سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ سرحد کی قومون
کے عقیدے مین وہابیت کا نام کو بھی اثر نہین ہے - باین لحاظ اس بات کا ہرگز گمان نہین
ہوسکتا کہ سرحد کے پٹہانون اور وہابیون مین کسطرح سازش ہوسکتی ہے چنانچہ ۱۸۲۷ء مین
وہابیون نے پہاڑون مین جاکر قیام کیا اور انہون نے اس بات کا قصد کیا کہ سکھون پر ہم
لوگ جہاد کرین اور شہید ہون لیکن چونکہ پہاڑی قومین ان کے عقاید کے مخالف تہین

† وہ اصل شعر یہہ ہے فلعنة ربنا اعداد رمل * علی من رد قول ابی حنیفہ * یعنی
بقدر شمار ریگ بیابان اس شخص پر خدا کی لعنت ہو جو امام ابو حنیفہ کی قول کو رد کرے - نعوذ باللہ من ہذا الغلو
اڈیٹر

اسلئے وہ وہابی ان پہاڑیون کو ہرگز اس بات پر راضی نہ کر سکے کہ وہ ان کے مسایل کو بہی اچہا سمجہتے مگر البتہ چونکہ وہ سکہون کے جور وستم سے نہایت تنگ تہے اس سبب سے وہابیون کے اس منصوبہ مین وہ بہی شریک ہوگئے کہ سکہون پر حملہ کیا جاوے اور آخرکار وہابیون اور پہاڑیون نے متفق ہوکر سکہون پر حملہ بہی کیا لیکن چونکہ یہہ قوم مذہبی مخالفت مین نہایت سخت ہے اس سبب سے اس قوم نے اخیر مین وہابیون سے دغا کرکے سکہون سے اتفاق کرلیا اور مولوی محمد اسمعیل صاحب اور سید احمد صاحب کو شہید کیا پس ان باتون کو ذرا اچہی طرح یاد رکہنا چاہیے کیونکہ ان سے وہابین کی وہ تاریخ بخوبی معلوم ہوتی ہے جسکو ڈاکٹر ہنٹر صاحب نے پہاڑی قومون کے ساتہہ وہابیون کی سازش خیال کیا ہے -

ڈاکٹر ہنٹر صاحب نے اپنی کتاب کے پہلے باب مین وہابیون کے باغی لشکر قایم ہونے کی ایک کیفیت بیان کی ہے مگر چونکہ مجہکو اس تحریر مین چند در چند شبہہ ہین اسلئے مین بہی ہندوستان کے وہابیون کی ایک مختصر کیفیت لکہتا ہون اور جبتک مین ایک مختصر کیفیت وہابیون کی نہ بیان کرونگا اسوقت تک یہ بات اچہی طرح نہین کہلی کہ ڈاکٹر صاحب کو کن امور مین دہوکہ ہوا ہے اور اس معاملہ مین اصلی کیفیت کو ڈاکٹر صاحب نے کس مبالغہ اور زیادتی کے ساتہہ بیان کیا ہے -

ہندوستان کے وہابیون کی **تاریخی کیفیت** پانچ زمانون سے متعلق ہے - **پہلا زمانہ** سنہ ۱۸۲۳ء سے شروع ہوتا ہے اور سنہ ۱۸۳۱ء تک پورا ہوتا ہے اور یہ وہ زمانہ ہے جس مین مولوی محمد اسمعیل صاحب اور سید احمد صاحب نے اُن سکہون پر جہاد کیا تہا جو اپنے مسلمان رعایا کو تکلیف پہنچاتے تہے اور انتہا اس زمانہ کی اسوقت تک ہوئی جبکہ پشاور دوبارہ ان کے پیروون کے ہاتہہ سے نکل گیا -

دوسرا زمانہ سنہ ۱۸۳۰ء سے سنہ ۱۸۳۱ء تک یعنی پشاور کے فتح ثانی سے لیکر مولوی محمد اسمعیل صاحب اور سید احمد صاحب کی وفات تک ہی -

تیسرا زمانہ اسوقت سے شروع ہوتا ہے جبکہ یہ دونون بزرگ شہید ہوئے اور انتہا اس زمانہ کی اسوقت ہے جبکہ گورنمنٹ انگریزی پنجاب پر قابض ہوئی اور وہابی لوگ معہ عنایتعلی اور ولایت علی کے سرحد سے اپنے گہرون کو بہیجے گئے یعنی سنہ ۱۸۳۱ء سے لیکر سنہ ۱۸۴۷ء تک ہے **چوتہا زمانہ** اسوقت سے مراد ہے جبکہ ولایت علی اور عنایت علی نے دوبارہ سرحد پر حملہ کیا اور انتہا اس زمانہ کی ان دونون کے مارے جانے تک ہوئی۔ **پانچوان زمانہ** حال کا زمانہ ہے جسکو ڈاکٹر ہنٹر صاحب نے صریح غلطی سے وہابیون کی بغاوت کا زمانہ بیان کیا ہے پس ان پانچون زمانون مین وہابیت کا پہلا زمانہ

نہایت عمدہ تہا اور جو کام اس زمانے کے وہابی کرتے تہے ان سے گورنمنٹ انگریزی واقف تہی اور کسی طرح ان لوگون کیطرف گورنمنٹ کی بدخواہی کا گمان نہین ہوتا تہا چنانچہ اس زمانہ مین علی العموم مسلمان لوگ عوام کو سکہون پر جہاد کرنیکی ہدایت کرتے تہے تاکہ وہ اپنے ہموطن مسلمانون کو اس قوم کے ظلم و تعدی سے نجات دین۔ اس زمانہ مین مجاہدین کے پیشوا سید احمد صاحب تہے مگر وہ واعظ نتہے واعظ مولوی محمد اسمعیل صاحب تہے جنکی نصیحتون سے مسلمانون کے دلون مین ایک ایسا ولولہ اثر خیز پیدا ہوتا تہا جیسا کہ کسی بزرگ کرامت کا اثر ہوتا ہے مگر اس واعظ نے اپنے زمانہ مین کبہی کوئی لفظ اپنی زبان سے ایسا نہ نکالا جس سے ان کے ہم شہریون کی طبیعت ذرا بہی گورنمنٹ انگریزی کیطرف سے منحرف ہو کر برافروختہ ہو بلکہ ایک مرتبہ وہ کلکتہ مین سکہون پر جہاد کرنیکا وعظ فرما رہے تہے اثناء وعظ مین کسی شخص نے ان سے دریافت کیا کہ تم انگریزون پر جہاد کرنیکا وعظ کیون نہین کہتے وہ بہی تو کافر ہین۔ اسکے جواب مین مولوی محمد اسمعیل صاحب نے فرمایا کہ انگریزون کے عہد مین مسلمانون کو کچہ اذیت نہین ہوتی اور چونکہ ہم انگریزون کی رعایا ہین اسلیئے ہمپر اپنے مذہب کے رو سے یہہ بات فرض ہے کہ انگریزون پر جہاد کرنے مین ہم کبہی شریک نہ ہون۔ پس اس زمانہ مین ہزارون مسلح مسلمان اور ہتیار

سامان جنگ کا ذخیرہ سکہون پر جہاد کرنے کے واسطے ہندوستان مین جمع ہوگیا مگر جب
صاحب کمشنر اور صاحب مجسٹریٹ کو اِس امر کی اطلاع ہوئی تو انہون نے گورنمنٹ کو اطلاع
دی گورنمنٹ نے انکو صاف لکہا کہ تمکو اِس معاملہ مین ہرگز دست اندازی نہین کرنی چاہیئے
کیونکہ انکا ارادہ کچہہ گورنمنٹ انگریزی کے مقاصد کے برخلاف نہین ہے غرضکہ ۱۸۲۴ء مین
یہہ لوگ سکہون پر جہاد کرنیکے واسطے سرحد پر پہنچے اور اسکے بعد ہندوستان سے برابر انکے
پاس مدد پہنچتی رہی اور گورنمنٹ بہی اس امر سے بخوبی واقف تہی جسکے ثبوت مین ایک مقدمہ
کی کیفیت نظیراً مین درج ذیل کرتا ہون -

دہلی کے ایک ہندو مہاجن نے جس کے پاس جہادی لوگون کی امداد کے واسطے روپیہ
جمع کیا گیا تہا امداد کے روپیہ مین کچہہ تغلب کیا اور مسٹر ولیم فریزر صاحب بہادر متوفی
کمشنر دہلی کے روبرو انپر نالش دایر ہوئی اور انجام کار مولوی محمد اسحاق صاحب مدعی
کے حق مین اس دعوی کی ڈگری ہوئی اور جو روپیہ مدعا علیہ سے ڈگری کا وصول ہوا
وہ اور ذریعہ سے سرحد کو بہیجا گیا بعد اسکے اِس مقدمہ کا اپیل صدر کورٹ الہ آباد مین ہوا
وہان بہی عدالت ماتحت کا فیصلہ بحال رہا - اِس زمانہ مین وہابیون نے سرحد کی قومون
کی مدد سے پشاور فتح کیا اور بعد فتح کے دوست محمد خان والئے کابل کے بہائی سلطان
محمد خان کو حوالہ کر دیا مگر سلطان محمد خان نے قریب ہی تہوڑے عرصہ کے بعد پشاور کو
رنجیت سنگہ کے ہاتہہ فروخت کر ڈالا -

مگر دوسرے زمانہ مین گویا وہابیت کا زوال شروع ہوگیا تہا چنانچہ جب پہر سکہون
کا پشاور پر قبضہ ہوگیا تو سید احمد صاحب اور مولوی اسمعیل صاحب کے پیرؤون کا
بالکل جی ٹوٹ گیا کیونکہ انکو معلوم ہوگیا تہا کہ سرحد کے پٹہان ہمارے مذہب کے
باعث سے ہم سے دلی عداوت رکہتے ہین اب ہمکو ان سے کسی قسم کی امداد کی توقع نہین
رکہنی چاہیئے اور ہماری یہہ قلیل جماعت کسی طرح کامیابی کے ساتہہ سکہون کا مقابلہ نہین

کر سکتی - اور اسی وجہ سے اُنہون نے یہہ بہی کہا تہا کہ اب ہمکو اپنے مذہب کے رو سے یہہ جہاد
جایز نہین رہا علاوہ اسکے لوگون کے باہم بہی اس امر مین اختلاف ہوگیا کہ آیا سید احمد
صاحب ان کے پیشوا ہونے کی قابلیت رکہتے ہین یا نہین چنانچہ انمین سے اکثر کی تو
یہہ راے تہی کہ وہ اس کام کے لایق نہین ہین اور بعض نے اس کے خلاف بیان کیا۔
مگر مولوی اسمعیل صاحب نے اس حالت مین بہی اُن جہگڑون کے دفعیہ کے واسطے حتی الامکان
کوشش کی اور ایک کتاب موسوم بہ منصب امامت لکہی (جو سنہ ۱۲۶۵ء مطابق سنہ ۱۸۴۹ء مین
کلکتہ مین طبع ہوئی تہی) لیکن ان کی یہہ تمام کوششین بے فایدہ ہوئین اور انجام کار وہ
جماعت بالکل ٹوٹ گئی جسمین کئی ہزارون آدمی ہندوستان مین اپنے گہرون کو واپس چلے
آے چنانچہ منجملہ ان کے ایک نہایت مشہور و معروف مولوی محبوب علی تہے (جنکا انتقال
سنہ ۱۸۶۴ء مین ہوا) اور دوسرے مولوی حاجی محمد بنگالہ کے رہنے والے تہے مگر چونکہ انکا
نکاح دہلی مین ہوا تہا اس سبب سے وہ کئی برس تک دہلی مین رہے اور سنہ ۱۸۷۰ء کو مقام
اَلْوَر مین اونہون نے وفات پائی - شاید اس مضمون کے پڑہنے والے اس عجیب بات
کے سُننے سے بہی خوش ہون کہ مولوی محبوب علی صاحب وُہی شخص تہے جنکو سنہ ۱۸۵۷ء
مین باغیون کے سرغنہ بخت خان نے عین ہنگامہ غدر مین طلب کیا اور ان سے یہہ
درخواست کی کہ آپ اس زمانہ مین انگریزون پر جہاد کرنیکی نسبت ایک فتوی پر اپنے
دستخط کرین مگر مولوی محبوب علی صاحب نے صاف انکار کیا اور بخت خان سے کہا
کہ ہم مسلمان گورنمنٹ انگریزی کے رعایا ہین ہم اپنے مذہب کے رو سے اپنے حاکمون
سے مقابلہ نہین کر سکتے اور طرہ برین یہہ ہوا کہ جو ایذا بخت خان اور اسکے رفیقون
نے انگریزون کی بیبیون اور بچون کو دی تہی اسکی بابت بخت خان کو سخت لعنت
و ملامت کی -
اِس زمانہ کے بعد سید احمد صاحب کے پیرو بہت ہی کم ہو گئے اور آخر کار وہ سنہ ۱۸۳۱ء

مین اپنے اکثر رفیقون کے ساتھہ خادی خان کی دغابازی سے شیر سنگہ کے مقابلہ مین شہید
ہوگئے اور انکے شہید ہوتے ہی جو لوگ جہادیون کے ہمراہ تھے انمین سے بہت سی لوگون
نے جہادیون کا ساتھہ چھوڑ دیا مگر اور لوگون نے انکا دل تھامنے کے لئے مصلحتاً یہہ خبر
مشہور کردی کہ سید احمد صاحب ابتک زندہ ہین صرف بطور کرامات غائب ہوکر کسی پہاڑ
کے کھوہ مین پوشیدہ ہوگئے ہین مگر آخرکار جب اس دہوکہ کا حال کھل گیا تو سید احمد صاحب
کے پیرو اپنے گھرون کو لوٹ آئے اور اس زمانہ کے بعد جہاد کی امداد کے واسطے ممالک
مغربی وشمالی سے آدمی اور روپیہ کا پہنچنا بالکل بند ہوگیا اور جو کچھہ واقعات اس زمانہ کے
بعد ہوئے وہ چندان دلچسپ نہین ہین اس مقام پر مین یہہ بات بیان کرتا ہون کہ سید احمد
صاحب نے پشاور پر سکھون کا پھر قبضہ ہونیکے بعد اپنے ان رفیقون سے جو جہاد مین
جان دینے پر آمادہ تھے یہ کہا کہ تم جہاد کے لئے مجھہ سے بیعت شرعی کرو چنانچہ کئی سو آدمیون
نے اسی وقت بیعت کی اور یہ بات تحقیق ہے کہ جو شخص شیر سنگہ کے مقابلہ مین لڑائی مین
بچ رہے تھے انمین سے صرف چند آدمی تو اپنے پیشوا سید احمد صاحب کے شہادت کے بعد
پہاڑیون مین باقی رہگئے تھے جنمین سے اکثر لوگ پٹنہ اور دیگر اضلاع بنگالہ کے رہنے والے
تھے اس کے بعد مولوی عنایت علی اور ولایت علی ساکن پٹنہ ان کے سردار ہوے لیکن
انہون نے جہاد کے سرانجام مین کچھہ کوشش نہین کی اور جب پنجاب پر گورنمنٹ انگریزی
کا تسلط ہوا تو مولوی عنایت علی اور ولایت علی معہ اپنے اکثر رفیقون کے ۱۸۴۷ء مین
اپنے گھرون کو واپس بھیج دئے گئے - پس اس سے ہمکو یہہ بات معلوم ہوگئی کہ خاص
پٹنہ یا بنگالہ کے اور ضلعون سے بلکہ عموماً ہندوستان سے روپیے اور آدمی اس وہابیت
کے پہلے تین زمانون مین ضرور سرحد کو بھیجے گئے تھے لیکن میری رائے مین یہہ بات بہت
کھلی ہوئی ہے کہ انمین سے کوئی آدمی انگریزی گورنمنٹ پر حملہ کرنیکے واسطے نہین گیا تھا اور
نہ انسے یہ کام لیا گیا اور نہ ان تین زمانون مین کسی کو اس بات کا کچھہ خیال ہوا کہ ہندوستان

کے مسلمانون کی نیت بغاوت کیجانب مایل ہے مگر یا این ہمہ ہمارے ڈاکٹر ہنٹر صاحب اپنی کتاب کے صفحہ ۹۷ مین یہہ بیان کرتے ہین کہ تئیس برس کا عرصہ ہوا ہو گا جب ایک خلیفہ بطریق رسالت بنگالہ کو آیا اور وہان اُس نے قیام کیا اور قرب وجوار کے تمام زمیندار اس کا اعتبار کرنی لگے اور اُس نے بڑی مضبوطی اور موثر بیان کے ساتھہ جہاد کا وعظ کیا اور جو سرحد پر لشکر تھا اس کے پاس بھیجنے کے واسطے اُس نے پٹنہ کو اور بہی آدمی اور روپیہ بھیجا۔

یہہ سب ۱۸۴۷ء یا اُسکے قریب کا ذکر ہے جس سے کئی برس بعد پنجاب پر سرکار انگریزیہ کا تسلط ہو تہا۔ پس کیا ڈاکٹر ہنٹر صاحب کو فی الواقع یہہ یقین ہے کہ اس زمانہ مین روپیہ اور آدمی اس غرض سے بھیجے گئے تہے کہ سرحد کی قومون کو انگریزیون پر حملہ کرنے مین مدد پہنچے۔

مین خیال کرتا ہون کہ شاید ڈاکٹر صاحب اِس بات کو تو تسلیم کرینگے کہ ۱۸۴۷ء سے کئی برس پہلی بہی سکہون پر مسلمانون کا جہاد ہو رہا تہا اور غالب ہی کہ جن آدمیون اور روپیون کا ڈاکٹر صاحب نے ذکر کیا ہے وہ سب پنجاب کے بادشاہون کی رعایا کو شکست دینے کے واسطے بھیجے گئے ہونگے اب یہان سے مین یہہ بات ثابت کرنا چاہتا ہون کہ چوتہے زمانہ† (یعنی زمانہ حال) مین بہی میرے اُن ہم مذہبون کی نسبت جواب ہندوستان مین رہتے ہین کسی قسم کی بدگمانی کی کوئی وجہ نہین ہے مگر چونکہ انگریز لوگ مسلمانون کی عام رائے اور خیالات سے ناواقف ہین اسلئے وہ ضرور مجھکو مسلمانون کا طرفدار سمجھینگے اور اس سبب سے شاید میرے خیالات یا تحریر پر وہ بہت کم التفات اور اعتماد کرینگے لیکن اس امر کے سبب سے مجھکو ایک ایسے معاملہ کے اظہار مین ڈرنا نہچاہیے جسکو مین اپنے ذہن مین بالکل سچ سمجھتا ہون جب مولوی عنایت علی اور ولایت علی ۱۸۴۷ء مین ہندوستان کو لوٹ آے تو اس وقت سید احمد صاحب کے چند پیرو سرحد پر باقی رہگئے اور یہہ بات بہی صحیح ہے کہ ان دو شخصون نے

---

† زمانہ حال کو آپنے پانچوان زمانہ ٹھرایا تہا۔ شاید یہان کاتب کی غلطی ہے۔ یا یہ کہ چوتہے زمانہ کی ضمن مین پانچوان زمانہ کا حال بہی بیان کیا ہے اسلئے دو نون کو یکجا کر دیا ہے۔ (اڈیٹر)

پٹنہ اور اسکے قرب وجوار کے آدمیون کو اس بات کی ترغیب دینے مین ہرگز کوتاہی نہین کی کہ وہ جہاد مین شریک ہون اور اس کام کے واسطے روپیہ جمع کرین چنانچہ وہ برابر بڑی سرگرمی سے کوشش کرتے رہے اور جس بات کا ایک ان کو دل سے خیال تہا اس کا اظہار انہون نے سنہ ۱۸۵۸ء مین اسطرح پر کیا کہ وہ پہر ہندوستان سے سرحد کیجانب چلے گئے مگر ڈاکٹر ہنٹر صاحب نے یہہ خیال کیا ہے کہ یہ لوگ دوبارہ سرحد کو انگریزون پر حملہ کرنیکی نیت سے گئے تہے اور انہون نے بجائے سکہون کے انگریزون پر جہاد کیا تہا حالانکہ جب ان لوگون کو انگریزون سے کسی طرح کی کوئی شکایت نہ تہی تو پہر انکا یہہ ارادہ کرنا کسی طرح پر صحیح نہین ہوسکتا البتہ جو ظلم و تعدی سکہہ لوگ مسلمانون پر کرتے تہے اس سے ہمکو یہہ بات معلوم ہوگئی ہے کہ مسلمان سکہون پر کس وجہ سے حملہ کرنا چاہتے تہے ڈاکٹر ہنٹر صاحب نے یا کسی اور شخص نے اس بات کی کوئی وجہ نہین بیان کی کہ مسلمانون کے دل مین انگریزون سے یہہ عداوت دفعتًا کیونکر پیدا ہوگئی کیونکہ مسلمانون کو انگریزون سے کچہہ عداوت نہتی بلکہ جو سکہہ جمو مین رہتے تہے ان پر وہ حملہ کرنا چاہتے تہے -

مجہکو یہہ سب حال اس شخص کی زبانی معلوم ہوا ہے جسکی ملاقات خاص مولوی عنایت علی اور مولوی ولایت علی سے اسوقت مین ہوئی تہی جب وہ سرحد کو جاتے تہے اسوجہ سے مجہکو اسکی صداقت مین کسی طرح کی کلام نہین ہے اور یہہ بات بخوبی یاد رکہنی چاہئے کہ وہابی اپنے مذہب مین بڑے پکے اور نہایت سچے ہوتے ہین وہ اپنے اصول سے کسی حال مین منحرف نہین ہوتے اور جن شخصون کی نسبت مین یہہ لکہہ رہا ہون وہ اپنے بال بچون اور مال و اسباب کو گورنمنٹ انگریزی کی حفاظت مین چہوڑ گئے تہے اور ان کے مذہب مین اپنے بال بچون کے محافظون پر حملہ کرنا نہایت ممنوع ہے اس لحاظ سے اگر وہ انگریزون سے لڑتے اور لڑائی مین مارے جاتے تو وہ بہشت کی خوشیون اور شہادت کے درجہ سے محروم ہوجاتے بلکہ اپنے مذہب مین گنہگار خیال کئے جاتے ہم کو یہہ بات بہی ثابت ہوچکی ہے کہ وہابیون کی

باقیماندہ جماعت سرحد پر نہایت قلیل رہگئی تھی اور پہاڑی قومین ان کے مذہب کی باعث سے انسے سخت عداوت رکھتی تھین پس جب ہم ڈاکٹر ہنٹر صاحب کی کتاب مین اس قسم کے فقرے پڑہتے ہین کہ (لارڈ ڈلہوزی صاحب نے اپنے دوسرے مراسلہ مین سرحد کی ان قومون پر حملہ کرنیکی تجویز کی نسبت کچھہ بحث کی تہی جنکی بیہودہ عداوت کو جو انکو کفار کے ساتھہ تہی ہندوستان کے معتقد وہابیون نے غایت درجہ تک بہڑکا دیا تہا (صفحہ ۲۳) تو ہمکو بلکہ ہر ایک شخص کو ہنسی آتی ہے ڈاکٹر صاحب شاید اس نہایت ضروری امر کو بہول گئے ہین کہ یہ پہاڑی قومین قدیم زمانہ سے سرکش اور مفسد ہین اور جو قومین ان کی سرحد پر رہتی ہین خواہ وہ کافر ہون یا مسلمان انکو انہون نے کبھی چین نہین لینے دیا اور بلا امتیاز کسی کے خود دہلی کے مسلمان بادشاہون اور سکہون کے ساتھہ لڑتے رہے ہین اور مثل اس آیرلینڈ کے باشندے کی جو میلہ مین تماشائیون سے خواہ مخواہ جنگ وجدال کا خواہان ہوتا تہا جب تک اس قوم سے کوئی شخص لڑنے کے لیے موجود ہوتا تہا اسوقت تک اسکو اس بات کی کچھہ پروا نہ ہوتی تہی کہ وہ شخص کون ہے یہانتک کہ نادر شاہ سا شخص بھی جو بڑا ظالم تہا اور جسکے نام سے تمام ہندوستان لرزتا تہا انکو ہرگز اپنا مطیع نہ کرسکا اور ولایت علی اور عنایت علی اور انکے قلیل ہمراہیون کی نسبت ایک کوئی بات ایسی نہین معلوم ہوئی ہے جس سے یہ ثابت ہو کہ وہ ہندوستان مین گورنمنٹ انگریزی پر حملہ کرنیکا منصوبہ رکھتے تھے چنانچہ ۱۸۵۲ء سے چند برس بعد انکا انتقال ہوا اور اسکے بعد انکے تمام ہمراہی ادہر ادہر چلیگئے۔ البتہ یہ بات بالکل صحیح ہے کہ جبتک یہہ مولوی سرحد پر مقیم رہے اسوقت تک آدمی اور روپیہ پٹنہ اور بنگالہ کے دیگر اضلاع سے سرحد پر پہنچتا رہا لیکن کسی شخص کو یہہ یقین نہ تہا کہ وہ انگریزون پر حملہ کرنے مین کام آوینگے اور نہ یہ امر قرین قیاس ہے کہ ایسی کمزور فوج ایسی زبردست انگریزی سلطنت کے تہ وبالا کرنے کا ارادہ کرے پس ہمارے علم و یقین کے موافق وہابیت کے پانچوین زمانہ کو بہی جہاد سے کچھہ تعلق

نہین ہے کیونکہ مین خوب جانتا ہون کہ مولوی ولایت علی اور عنایت علی کے انتقال کے
بعد جہاد کے سرانجام کے واسطے بنگالہ سے نہ تو روپیہ بہیجا گیا اور نہ آدمی گئے البتہ ۱۸۵۷ء
کے ہنگامہ کے بعد ہندوستان کے بعض سرکش آدمی جنکے ساتھہ کچہہ باغی بہی تہے ملکا اور
ستانا واقعہ ترائی نیپال اور بیکانیر اور راجپوتانہ کے بیابانون مین جا رہے تہے اور وہان
انکے جا رہنے کا سبب یہہ تہا کہ انہون نے ان مقامات کو سنگین سزا سے بچنے کے لئے امن
کا مقام خیال تہا جو غدر کے سبب سے ان ایام مین لوگون کو سرکار کیطرف سے ہوئی تھی اور
جو لوگ گوشہ شمال و مغرب کی سرحد کو بہاگ گئے تہے ان کا ایک عام خوف سے ایک
موقع پر جمع ہو جانا ایک عقلمندی کی بات تہی حالانکہ اس مجمع مین خاص مسلمان ہی نہ تھے
بلکہ ہر قوم کے ہندو اور مسلمان سب تہے پس ان لوگون کی نسبت یہہ خیال کرنا (جیسا
کہ ڈاکٹر ہنٹر صاحب نے بیان کیا ہے) کہ وہ گورنمنٹ پر حملہ کرنیکی نیت سے جمع ہوئے تہے
میرے نزدیک ایک بیہودہ بات ہے کہ اسکی جانب کوئی دانشمند التفات نہ کریگا البتہ یہہ
بات ممکن ہے کہ ان مفرورون کی جماعت مین سے بعض شخص ایسے بہی ہون جو اپنے
گہر والون سے ہندوستان مین خط و کتابت رکہتے ہون اور اس بات کا بہی کچہہ تعجب نہین
ہے کہ ان کے عزیز و اقارب ان لوگون کو روپیہ پیسہ بہیجتے ہون اسلئے کہ ان کی بغاوت کے
سبب سے انکے قرابتی لوگون پر یہہ بات لازم نہ تہی کہ وہ ان سے خط و کتابت نہ کرتے بلکہ
ایسی ہی حالت مین اپنے یگانہ اپنا کا زیادہ خیال کیا کرتے ہین اور پاس محبت سے ایسے شخص
کی مدد کرنا گویا اپنے ذمہ فرض سمجہتے ہین - پس ظن غالب یہ ہے کہ ڈاکٹر ہنٹر صاحب کے اس
خیال بندی کے واسطے کہ گورنمنٹ انگریزی پر جہاد کرنے کے واسطے برابر انتظام کے ساتھ
روپیہ اور آدمی یہان سے پہنچتے تہے" بلاشبہہ یہی معاملہ ایک بڑی پکی بنیاد ہوئی ہوگی اور
دوسری وجہ اس خیال کی شاید یہہ ہوئی ہو کہ ہندوستان سے اخوند سوات کے پاس روپیہ
جاتا تہا مگر جو لوگ میری اس مضمون کو پڑہین گے وہ غالباً اس بات سے واقف ہونگے کہ مسلمانون

کی شریعت مین ہر مالدار مسلمان پر سال کے اخیر مین اپنی مالیت کا چالیسوان حصہ خدا کی واسطی
نکالنا فرض ہے اور اس چالیسوین حصہ کو انکی شریعت مین زکوۃ کہتے ہین پس گو بہت سے مسلمان
اپنی شریعت کے اس فرض کو ادا نہین کرتے اور اس صورت سی اپنے ہمجنسون کا فایدہ نہین چاہتے
لیکن جو پکے مسلمان وہابی کہلاتے ہین یا جنکی طبیعت کا میلان اس سچے عقیدے وہابیت کی
طرف ہے وہ اس فرض کو بھی مثل اور فرضون کے نہایت مضبوطی اور احتیاط کے ساتھہ ادا
کرتے ہین اور جو روپیہ وہ اپنے خزانہ مین سے زکوۃ کے طور پر نکالتے ہین اسکو حتی الامکان
اپنے قرب وجوار کے مساکین اور ان مسافرون مین تقسیم کر دیتے ہین جنکا گذر اُن کے قصبون
اور دیہات مین ہو- اور مسافر اور مساکین کے علاوہ ان نامی گرامی متوکل عالمون اور
عابدون کو دیتے ہین جو ترک تعلق کر کے گوشہ عزلت مین بیٹھے ہین اور انکے سوائے جو طلبا مسجدون
وغیرہ مین رہتے ہین انکی تعلیم کے واسطے بھی دیتے ہین اور اس رفاہ کے کام اور نیک فعل
مین ان پر مذہب کے روسے کچھہ یہ بات فرض نہین ہے کہ جس شخص کو وہ زکوۃ کا روپیہ دین
اسکے حالات تحقیق بھی کر لیا کرین مگر ہم دیکھتے ہین کہ اس زمانہ کے مسلمانون کو بغاوت مین مدد
دینی کے الزام سے محفوظ رہنے کا اس قدر اندیشہ ہو گیا ہے کہ اب وہ مسافرون وغیرہ کو اس
قسم کا روپیہ نہین دیتے اور اکثر اوقات اس باب مین احتیاط کرتی ہین اور حقیقت مین بھی ایسا ہی
ہے کہ جو مسلمان زکوۃ دینے والے ہین وہ ضرور اس الزام مین مشتبہ ہین اخوند سوات کے نسبت
مجھہ کو بھی گمان ہے کہ بلا شبہ اسکے پاس بہت سی دولت مند مسلمان زکوۃ بھیجتے ہون گے
لیکن جیسے اس بات کا گمان ہے اسی طرح اس بات کا یقین ہے کہ اخوند سوات وہابی نہین ہے
اور جو روپیہ اسکے پاس پہنچتا ہوگا اسکو گورنمنٹ پر جہاد کرنیکا کچھہ سروکار نہ ہوگا- دہلی
مین مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب مرحوم کا مدرسہ اور شاہ غلام علی صاحب کی خانقاہ دونون
ایسے مقام تھے کہ وہان علاوہ ہندوستان کے تمام دنیا مین سے روپیہ پیسہ اتا تھا پس اگر کوئی
شخص یہ بات کہدے کہ شاہ عبدالعزیز صاحب کے مدرسہ اور خانقاہ مین جہاد کیواسطے روپیہ اتا تھا

باقی آئندہ

صفحہ ۳۴۹ سے لائق توجہ گورنمنٹ و اعیان ملک

اشاعۃ السنۃ النبویۃ

علی صاحبہا الصلوٰۃ و التحیۃ

نمبر یازدہم — معہ — جلد چہارم

ضمیمہ متضمن مسایل مذاہب معتقدین اہل السنۃ

بابت ذالحجہ ۱۲۹۸ھ مطابق نومبر ۱۸۸۱ء

شرح قیمت وغیرہ امور متعلقہ رسالہ

درجہ	مرتبہ	تفصیل خریداران بشرح مراتب	قیمت سالیانہ بابت رسالہ	قیمت سالیانہ بابت ضمیمہ
۱	اخص قیمت	اسلامی ریاستون کے نواب اور رئیس۔	للعہ	سے
۲	خاص قیمت	گورنمنٹ انگریزی و معزز عہدہ داران گورنمنٹ و عام اغنیا و لائبریری و سوسائٹی ہا۔	ےعــہ	ے
۳	عام قیمت	متوسط اہل وسعت	سے	عمر
۴	رعایتی قیمت	کم وسعت جو دس روپیہ ماہوار سے زیادہ آمدنی نرکہین اور سالانہ پیشگی داخل کرین	ے	۱۲ر
۵	للاہی قیمت	بیوسعت جو دس روپیہ ماہوار کی آمدنی نرکہین مگر علمیت رکہین اور اشاعت کرین	ثواب آخرت	دعاء خیر

ضمیمہ رسالہ سے علیحدہ فروخت نہوگا ہان رسالہ بدون ضمیمہ مل سکیگا۔ اسکی وجہ یہہ ہے کہ ضمیمہ کی بہت باتونکی تفصیل و دلیل رسالہ مین مندرج ہے لہذا بدون رسالہ ضمیمہ سے مطلب بڑی ناظرین ممکن نہین اور رسالہ کی کوئی بات متعلق ضمیمہ نہین ہے اسلئے رسالہ سے بدون ضمیمہ کاربراری ممکن ہے *

۲۔ جن کے نام اصل رسالہ یا اسکا ضمیمہ بلا درخواست پہنچے وہ حسب حیثیت خود اسی مہینے سے قیمت واجب الادا تصور فرماوین جس مہینے کا پرچہ وصول پاوین اور جنکو خریداری منظور نہو وہ اصل رسالہ یا صرف ضمیمہ واپس کرین

۳۔ خط و کتابت متعلق پرچہ ہذا مہتمم کے نام پورے عنوان و نشان مندرجہ ذیل سے ہونا ضرور ہے اور ارسال زر بذریعہ منی آرڈر ڈاکخانہ مناسب ہے *

راقم ابو سعید محمد حسین لاہور محلہ سید مٹھا۔

مطبع ریاض ہند امرتسر ۱۲۹۸ھ۔

شکریہ معاونین اشاعۃ السنہ

مہتمم اُن کرمفرمائے خریداران اشاعۃ السنہ کا دل سے شکریہ گذار ہے جنہون نے زر واجبی یا پیشگی قیمت اشاعۃ السنہ ارسال فرمایا اور مہتمم کو ممنون و مرہون احسان کیا۔ ان حضرات کی مواضع اقامت یہہ ہین۔ نابہہ۔ لودہیانہ۔ کپورتہلہ۔ پشاور۔ ڈیانوان ضلع پٹنہ۔ کہوری ضلع ساگر۔ کہتولی ضلع مظفرنگر۔ ڈہاکہ۔ ساڈہورہ ضلع انبالہ۔ کوچی علاقہ ملبار۔ مظفرپور۔ ترہت (اس شہر کے معاون صاحب نصف شکریہ کے مستحق ہین کیونکہ نصف قیمت باوجود التواء عرصہ تین سال کے اونہون کے باقی رکہہ لی ہے) اٹک جبلپور۔ بہوپال۔ راولپنڈی۔ سلطان پور۔ امرپور ضلع بانکہ گیور۔ باقیماندہ حضرات خریدارون کی نسبت بجز دعا کچہہ عرض نہین کرسکتا۔ اللہ تعالی انکو توفیق دے اور خوف اخرت نصیب کرے اور انکے دلونمین قومی ہمدردی اور مذہبی معاونت کا خیال پیدا کرے مجہے ان پر صرف اپنے روپیہ نہ ملنے کی وجہ سے افسوس نہین بلکہ انکی اس حالت بیدردی و ناحمیتی پر کمال افسوس ہے اور بار بار اس خیال سے اضمحلال پیدا ہوتا ہے کہ دینی اور قومی کامونمین ہماری قوم کا یہہ حال ہے اور اُدہر اقوام غیر کی اشاعت مذہبی و باہم تعاون کی یہہ کیفیت ہے پہر ہمارے مذہب کی ان مذاہب کے مقابلہ مین ترقی و رفعت کیونکر متصور ہے۔

ان لوگون کی موعظت کے لئے ہمارے ایک دوست نے ایک خطبہ بغرض اندراج رسالہ ارسال فرمایا ہے اس دوست کی خاطر اور ان لوگون کی نصیحت کی نظر سے وہ ذیل مین درج کیا جاتا ہے۔

خطبہ

الحمد للہ الذی خلق وہدی والصلوۃ علی النبی الذی بلغ ودعا اسکے بعد جمیع مسلمین خصوصًا سنی حنفی موحد محقق صاحبونکی خدمت مین التماس ہے کہ تمہارا دعوی اخرت کو دنیا پر غلبہ دینے اور پسند کرنیکا غارج ہو جاتا ہے کیونکہ مخالفین دین نے اصول دین پر حملہ کیا اور اسکی مدافعتہ کو ایک بہائی بہاء رہوا اعانت جو صرف حمیت مذہبی سے واجب تہی معاونہ دیبچہ) لیکہہ بہی نہین کرتے۔ انکی حسن مدافعتہ وجواب وفصل خطاب کو دیکہو اور اسکی ضمنی علوم غامضہ ومسائل مشکلہ کو جو مدت العمر حل نہ ہوئی تہی اور اب حل ہونے لگے ہین ذرہ انکہہ کہو لکیہ ہین [illegible]

مرا بیست کشتی ز طوفان چہ باک۔ نظم۔ وما علینا الا البلاغ المبین۔ الخطیب ابوالرشید عبد المجید سجادہ نشین و درس التقین جلال آباد ضلع فیروز پور پنجاب۔

شکریہ گورنمنٹ ممالک مغربی و شمالی و اودہ

اضلاع مغرب و شمال و اودہ کی انتظامی رپورٹ سالانہ ۹۱-۱۸۹۰ء مین دیسی اخبارون کی ذیل مین اشاعۃ السنۃ اور اُس کے مہتمم (راقم) کو باین الفاظ یاد کیا گیا تہا۔ "اخبار اشاعۃ السنہ ایک مذہبی اخبار ہے جس کا مہتمم ایک وہابی مسلمان ہے اور خاصکر آنریبل سید احمد خان بہادر کی مذہبی مسائل کی نسبت نکتہ چینی اور انکی تردید کیا کرتا ہے"۔ منجملہ اِن الفاظ کے لفظ وہابی نے میرے اور میرے تمام گروہ اہلحدیث کے دل کو بہت دُکہایا اور مجہے اِس مدعی اسلام کا جسکو اس کے مخالفون نے کافر ٹہرایا تہا یہہ شعر یاد دلایا ع در دہر چو من یکے و آنہم کافر الخ اور یہہ خیال آیا کہ اِس وقت ہندوستان بہر مین ایک مین ہی ہون جو وہابی ہونے سے برملا انکار (بذریعہ اخبار و اشتہار) کر رہا ہون اور اِس انکار کی وجہ ضمیمہ نمبر ۶ جلد ۲ وغیرہ پرچہائے اشاعۃ السنہ مین بیان کر چکا ہون۔ اور نمبر ۳ جلد ۱۴۔ اشاعۃ السنہ سے تو ہر پرچہ مین اِس انکار کا اظہار کرتا ہون پہر کمال تعجب و افسوس ہے کہ مین اِس خطاب نازیبا و ناصواب سے مخاطب کیا جاؤن۔ اِس افسوس و شکایت کو مینے صاحب گورنمنٹ رپورٹر پر ظاہر کیا اور اِس مضمون کا ایک خط انکی نام لکہا۔ اُنہون نے (شاید) وہ خط بنظر اصلاح و انصاف گورنمنٹ ممالک مغرب و شمال و اودہ مین پیش کر دیا اسکے جواب مین صاحب سکرٹری گورنمنٹ نے گورنمنٹ کی طرف سے اِس لفظ کے لکہے جانے پر کمال افسوس ظاہر کر کے عُذر کیا ہے اور آیندہ کے لئے وعدہ دیا ہے کہ ایسا لفظ مہتمم کے حق مین کبہی تحریر ہونا نہ پائیگا۔ ہم بنظر ہدایت و عبرت اپنے دیسی اور اسلامی بہائیون کی اور اُن ملازمان گورنمنٹ کی جو کس و ناکس کو بے ساختہ وہابی کہدیتے ہین اور جو اِس لفظ مین توہین و دل شکنی زمرہ اہلحدیث پائی جاتی ہے اسکو خیال مین نہین لاتے اِس اصلی جواب کو مع ترجمہ درج ذیل کرتے ہین۔

نقل اصل جواب

No. 279 of 1882.

General Department of the N. W. Provinces and Oudh

Dated Camp Lucknow Jany 26/82

Office Memo.

The Proprietor and Manager of the "Ishaatul Sunnat" newspaper Lahore, is informed in reply to his Letter of the 11th January 1882 to the address of the Govt. Reporter on the Vernacular Press of Upper India that Undersigned regrets that the religious position of the Proprietor and Manager was described in Annual Administration Report of these provinces for the year 1880–81 by a name that is offensive to him. The use of the term to which he objects was not intended to cast any slur whatever upon him, and it will in future be carefully avoided.

Signed
C. Robertson
Secretary to the Govt. of the N. W. Provinces and Oudh.

ترجمہ

نمبر ۲۷۹ ۱۸۸۲ء

صیغہ عام

ممالک شمالی مغربی واودھ
از کیمپ لکھنو مورخہ ۲۶ جنوری ۱۸۸۲ء

یادداشت دفتر

مالک ومہتمم پرچہ اشاعۃ السنہ لاہور کو انکی درخواست (موسومہ گورنمنٹ رپورٹر دیسی اخبارات اپر انڈیا مورخہ ۱۱ جنوری ۱۸۸۲ء) کے جواب میں لکھا جاتا ہے کہ راقم کو اسکا سخت افسوس ہے کہ ان اضلاع کی رپورٹ سالانہ بابت ۸۱-۱۸۸۰ء میں مالک ومہتمم مذکور کا مذہبی خطاب ایسے نام سے لیا گیا جو انکو ناگوار گذرا جس لفظ پر وہ اعتراض کرتے ہیں وہ اس غرض سے نہیں لکھا گیا کہ انپر کسی طرح کا حرف آوے اور آیندہ بکمال احتیاط اس سے پرہیز کیا جائیگا -

(دستخط) سی رابرٹسن
سکرٹری گورنمنٹ
ممالک شمالی ومغربی واودھ

بقیہ مقدمات اثبات نبوت

بخوبی بیان ہو چکا ہے (یہہ قوت عقلیہ کی دوسری شاخ کا ثبوت ہی)

ایسا ہی ہم دیکھتے ہیں کہ بعض لوگ اپنی خالق سے ایسی محبت رکھتے ہین کہ جورو بیٹی روپیہ پیسہ دنیا کی کسی چیز سے نہین رکھتے - خدا پر ایسا بہروسہ رکھتے ہیں کہ اپنے ہاتھہ کی زر - بازوکی قوت - دوست آشنا وغیرہ اسباب و وسایل پر نہین رکھتے (یہہ قوت عملیہ کی دوسری شاخ کا ثبوت ہی) -

اسکی تفصیل مین اگر ہم ایسے لوگون کے حالات لکھین تو ایک دفتر طول ہو جاوے اسلیئے ہم اس مقام مین اسی اجمالی بیان پر اکتفا کرتے ہیں اور اس زمانہ کے دانشمندون سے امید رکھتے ہین کہ وہ ایسے لوگون کے وجود سی منکر نہ ہون گے ومع ذلک ہم ان لوگون کے تفصیلی حالات بہی پہر کسی موقع پر درج رسالہ کرینگے انشاءاللہ تعالی -

اس بحث سی بخوبی ثابت ہوا کہ قوت عقلیہ وعملیہ (اپنی اپنی دونون شاخون کی ساتہہ) انسان مین موجود ہے اور یہی دونون قوتین انسان کی خاص صفتین ہین جو اسکو عام حیوانات ونباتات وجمادات سی ممتاز کرتے ہین اور منجملہ اسکے صفات محسوسہ ومشاہدہ کی یہی دو صفتین (یا جو انکی طرف راجع ہون) مناط ومدار انسانیت ہین -

پہر ان دونون قوتون سے انسان اپنی بہیمی (یا حیوانی) طاقت کے مناسب کام بہی لیتا ہے جسکا بیان بضمن تشریح طرز تمدن ومعاشرت انسان ہو چکا ہے اور اپنی طاقت ملکی (یا روحانی) کے مناسب کام بہی لیتا ہے جبکہ وہ امور معاشرت مین روحانی اصلاح کی رعایت کرتا ہے اور خاصکر ان دونون قوتون کی دوسری شاخون کو تو اسکی ملکیت یا روحانیت سی بہت ہی تعلق ہے -

انسان کی بہیمی (یا حیوانی) طاقت کردہ کام ہین جنمین انسان کے ساتہہ تمام حیوان بہائم

درندہ وغیرہ بھی شریک ہین ۔ جیسے کھانا پینا غضب شہوت وغیرہ جنمین انسان کے ساتھہ غیرون کا شریک ہونا بلکہ غیرون مین ان کا بوجہ اتم پایا جانا سابقا ثابت کیا گیا ہے ملکی* (یا روحانی) طاقت کے وہ کام ہین جو صرف انسان مین پائے جاتے ہین اسکی اور مشارکات جنسیہ مین مشاہدہ نہین کئے جاتے اور وہ خاص انسان کی روح کی صفات ہین ۔ جسم انسانی کی اصلی صفتین نہین ہین جیسے خوش خلقی ۔ تواضع محبت ۔ خشیت رقت ۔ علم ادراک وغیرہ ۔

یہہ علم عمدہ ترین خواص وصفات† روحانی سے ہے اور وہ کئی قسم ہے ۔

اول علم توحید وصفات الہی **دوم** علم حقوق خداوندی اور طریق تادیہ اُن حقوق کا (جسکو دوسرے محاورہ مین عبادت کہتے ہین) **سوم** علم ضوابط نظام عالم و علی ہذا القیاس ۔

ہر چند انسان کا اپنی قوت عقلیہ وعملیہ سے بہیمی (یا حیوانی) طاقت کی مناسب کام لینا اور لوازم جسمانیت وحیوانیت کو اپنے کمال نوعی وفطری کو پہنچانا بھی انسانی سعادت مین داخل ہے مگر چونکہ وہ لوازم فانی ہین انکا بقا ہی نظام جسمانی کے بقا تک ہے ۔

* انسانکی اُس طاقت کو ملکی کہنا اہل ادیان سماوی اور حکماے قدیم کی بول چال ہے جو وجود ملایکہ کو مانتے ہین اور ان صفات انسانی کو ملائکہ کی صفات کے مشابہ سمجھتے ہین جو لوگ وجود ملایکہ سے انکاری ہین جیسے نیچری مدعی اسلام یا برہمو سماج وغیرہ وہ اس لفظ واصطلاح مین نزاع نہ کرین اس کے معنی کو دیکھین اور یہ سوچین کہ جس صفت انسانی کو ملکی طاقت کہا گیا ہے وہ انسان مین موجود ہے یا نہین جو موجود پاوین تو خواہ اسکو روحانی طاقت یا اور نام سے تعبیر کرین اسکی نفی و انکار کے درپے نہ ہو جاوین ۔ کیونکہ اصطلاح محاورات مین مناقشہ جایز نہین ہے ۔

† اس امر کا مفصل بیان معہ تشریح اس تعلق کے جو روح کو جسم سے ہے اشاعۃ السنہ نمبر ۲ جلد ۲ مین مذکور ہو چکا ہے جو قابل ملاحظہ ناظرین ہے ۔

اسلئے اصلی سعادت اور حقیقی کمال انسانی یہی ہے کہ وہ اپنی دونون قوتون کی دونون شاخون سے ملکی (یا روحانی) کام لے - اور جو کام بہیمی (یا حیوانی) طاقت کی مناسب انسے لیتا ہے اسمین روحانی طاقت کی رعایت کو بھی ہاتھ سے ندے بہیمیت کو ملکیت کے تابع کردے ایسے طور پر کہ بہیمیت جو کرے اسمین مقتضاے ملکیت کا خلاف نہو اور ملکیت جو حکم دے بہیمیت اسکو فوراً عمل مین لاوے - ملکیت کی رنگت بہیمیت مین اثر کرے بہیمیت کا رنگ اسپر نہ پڑے - اس قسم کے افعال و اعمال سے جنمین مقتضائے ملکیت کی رعایت ہو اور بہیمیت کی مخالفت ملکیت کو ترقی و فراخی حاصل ہوتی ہے اور بہیمیت منقبض ہو جاتی ہے یہانتک کہ ملکیت اپنے کمال کو پہونچ جاتی ہے اور بہیمیت اسکی تابع ہو رہتی ہے -

یہہ امر قسم اول و دوم اور ان کے موافق عمل کرنے سے حاصل ہوتا ہے اور انسان کی صورت نوعی اور فطرت اسکو اسی امر کا حکم دیتی ہے - اور قسم سوم کی علم و عمل کی بقدر ضرورت اجازت دیتی ہے -

یہی وجہ ہے کہ سبھی انسان عرب کے ہون خواہ عجم کے - ہند کے ہون یا سندھ کے - یوروپ کے ہون خواہ ایشیا کے (بشرطیکہ وہ اعتدال مزاج انسانی پر ہون) اس امر کو پسند کرتے ہین اور جن لوگون مین یہہ امر یعنے تہذیب اخلاق نفس اور تکمیل بہیمیت پائی جاتی ہے انکی بدل تعظیم و تکریم کرتے ہین - اور حاضر و غائب ان کے ثناخوان ہین اور انکو خدا پرست اور مقدس سمجھتے ہین -

پھر اس سعادت مین لوگ مختلف ہین بعض لوگ (غواشی ظلمت مین محجوب ہونیکے سبب) اس سے بالکل محروم ہین حتی کہ انکی صلاحیت کی امید ہی منقطع ہے - بعض ایسے ہین جنکو سردست وہ سعادت حاصل نہین ہے مگر وہ مایوس بھی نہین - تدبیر و ریاضت سے انکے لئے حصول سعادت ممکن ہے بعض ایسے ہین جنمین اجمالی اصول سعادت موجود ہین پر وہ تفصیل و ہدایت طلب ہین بعض ایسے ہین جنمین وہ سعادت بوجہ کمال و وفور موجود ہے اور وہ اسکو مقتضا رہ

پوری پورے مستقیم ہین - یہانتک کہ اگر کوئی انکو اس سے روکے تو بھی وہ اس سے رُک نہین سکتے -

یہہ اختلاف ایک اور جبلی اور فطرتی اختلاف سے پیدا ہوا ہے اسکا بیان یہہ ہے کہ قوت ملکی (یا روحانی) لوگون مین دو طرحکی پیدا کی گئی ہے **ملکیت درجہ اول** جسکی شان ہے قسم اول ودوم علم مین استغراق ہے اور قسم ثالث کیطرف بھی بنظر اصلاح نظام عالم پوری توجہ واہتمام ہے **ملکیت درجہ دوم** جسمین بہیمیت سے تجرد اور نورانیت تو ہے مگر ان دوم مین اس قدر توجہ واہتمام نہین ایسی ہی **بھیمیت** دو طرح کی لوگون مین پائی جاتی ہے **بہیمیت درجہ اول** قوی وسخت جیسے تنومند اور نر حیوانون مین پائی جاتی ہے جو قوی اور عمدہ غذا وچارے سے تربیت پاتے ہین اور قوی جسم اور تند وتیز آواز رکھتے ہین - دوسرے جانور پر حملہ کرنے مین بڑے دلیر ہوتے ہین اور **بہیمیت درجہ دوم** ضعیف ونرم جیسے خصی اور ضعیف جانورون مین پائی جاتی ہے جو اچھی غذا نہین پاتے اور نہ قوی جسم اور آواز اور افعال رکھتے ہین -

(باقی آیندہ)

بقیہ کفر و کافر

کہا ہے کہ امام ابو حنیفہ کی نفی تکفیر اہل قبلہ مین اگرچہ اہل بدعت ہون کلام کو بسط کے

ثم فی بسط الامام الکلام فی نفی تکفیر
ارباب الآثام من اهل القبلة ولو من اهل
البدعة دلالة علی ان سب الشیخین لیس بکفر
کما صححه ابو الشکور السلمی فی تمهیده وذلک
لعدم ثبوت مبناه وعدم تحقق معناه
فان سب المسلم فسق کما فی حدیث ثابت
ح سیتوی الشیخان وغیرهما فی هذا
الحکم ولانه لو فرض ان احدا قتل الشیخین بل
والختنین بوصف الجمع لا یخرج عن کونه
مسلما عند اهل السنة والجماعة ومن المعلوم
ان السب دون القتل نعم لو استحل السب او القتل
فهو کافر لا محالة وعلی تقدیر ثبوت الحدیث
فیجب ان یؤول کما اول حدیث من ترک
الصلوة متعمدا فقد کفر والحاصل ان الفسق
والعصیان لا یزیل الایمان فیصیر کافرا ولا واسطة
وکذا البدعة لا یزیل الایمان والمعرفة کان نکا

ساتھ بیان کر نیسے معلوم ہوتا ہے کہ شیخین
کی سب بھی کفر نہین ہے چنانچہ ابو الشکور سلمی
نے کتاب تمہید مین اسبات کو صحیح کہا ہی اسکی
یہی وجہ ہی کہ اس تکفیر کی کوئی وجہ نہین ہے۔
مسلمان کی سب صرف گناہ ہی چنانچہ حدیث
مین آیا ہے اور اسمین شیخین اور سب مسلمان
برابر ہین کیونکہ اگر ہم فرض کرین کہ کسینے شیخین
کو بلکہ ختنین (امیر المومنین علی مرتضیٰ علیہ السلام
وامیر المومنین عثمان رضٖ) کو قتل کر دیا تو بھی وہ
اہلسنت وجماعت کی نزدیک مسلمانی سے خارج
نہین ہوتا اور سب تو قتل سے بھی کم ہی پھر سب سے
کیونکر کافر ہو سکتا ہی۔ ہان اگر سب یا قتل کو حلال
جانے تو ضرور کافر ہے اگر سب شیخین کے کفر ہونے [+]
کوئی حدیث بھی فرض کر لیجائے تو اسکی تاویل
واجب ہی جیسے حدیث من ترک الصلوة متعمدا فقد
کفر کی تاویل واجب ہی کہ اس سے کفر عملی وناشکری

+ یہہ قول عبارت شرح مواقف کی جو اس عبارت کے بعد منقول ہی مخالف ہی بلکہ خود اپنی ماقبل وما بعد اور تمام اصول کے بھی برخلاف ہی حلال جاننا قطعی گناہ کا کفر ہے اور سب شیخین کے قطعی گناہ ہونے مین جو بحث و کلام ہی وہ خود اس عبارت اور عبارات شرح مواقف وغیرہ مین موجود ہے +

المعتزلة صفات الله تعالى وخلق افعال العباد
وجواز رويته سبحانه فى العقبى لانه مبنى على
تاويل ولوكان على حد الفساد الا التجسيم وانكار
علم الله سبحانه بالجزئيات فانه يكفر بهما
بالاجماع من غير النزاع ففى شرح العقايد سب
الصحابة والطعن فيهم ان كان مما يخالف
الادلة القطعية فكفر كقذف عايشة وا
فبدعة وفسق وهذا تصريح من العلامة
ان سب الشيخين ليس بكفر عند العامة ثم
قال وبالجملة لم ينقل عن السلف المجتهدين
والعلماء الصالحين جواز اللعن على معاوية
واحزابه لان غاية امرهم البغى والخروج
على الامام الحق وهو لا يوجب اللعن۔

مراد ہی) حاصل یہ کہ فسق وگناہ ایمان کو دور نہین
کرتے کہ ایسے انسان کافر ہو جاوے اور ان دونون مین اور
کوئی واسطہ نہین ہی ایسا ہی بدعت سی ایمان دور
نہین ہوتا جیسے معتزلہ کا بعض صفات خداوندی
سے اور خدا کی خالق افعال ہونیسے اور قیامت مین
خدا کی دیدار ہونیسے انکار ہی کیونکہ یہ انکار تاویل سی
ہے اگرچہ وہ تاویل فاسد ہی مگر خدا کا جسم قرار دینا
اور اسکے علم جزئیات کی نفی کرنا یہ بیشک صریح کفر
ہی شرح عقاید مین کہا ہی کہ اصحاب کی سب او رانپر
طعن اگر اس قسم سی ہو جنمین ادلہ قطعیہ کا خلاف
ہوتا ہی جیسے حضرت عایشہ کو اس خاص امر مین
جسمین قران نے انکی برأت کی ہی) متہم کرنا تو
وہ کفر ہی نہین تو بدعت اور فسق ہی اور یہہ

تنبیہ

بہی صاف بیان ہے کہ سب شیخین عامہ علماء کے نزدیک کفر نہین ہی۔ پہر علامہ نے یہہ بہی فرمایا ہے کہ پہلے مجتہدین اور علماء صالحین نے (امیر) معاویہ اور اسکے گروہ پر لعنت کو بہی جایز نہین کہا غایت امر یہہ کہ انہون نے بغاوت کی اور امام برحق (علی مرتضی) پہ خروج کیا سو موجب لعنت نہین ہوسکتا۔

اور **شرح مواقف** مین قول مختار عدم تکفیر اہل قبلہ جو سابقا منقول ہوا) بیان کرنیکے بعد بعض لوگون کا ایک دوسرے کو کافر کہنا بیان کیا ہے پہر انکے متمسکات کا جواب دیا ہے اسی کے ضمن مین کہا ہے کہ خوارج وروافض کو کئی وجہ سی کافر کہا گیا ہے **اول** یہ کہ ان کا

قد كفر الخوارج والروافض بوجوه الاول ان القدح

اکابر صحابہ کو جن کی پاکی اور ایمانداری پر قرآن

فی اکابر الصحابة الذین شهد لهم القرآن والاحادیث الصحیحة بالتزکیة والایمان تکذیب للقرآن وللرسول حیث اثنی علیهم وعظمهم فیکون کفرا قلنا لا ثناء علیهم خاصة ای لا ثناء فی القرآن علی واحد من الصحابة بخصوصه وهؤلاء قد اعتقدوا ان من قدحوا فیه لیس داخلا فی الثناء العام الوارد فیه والیه اشار بقوله ولا هم داخلون فیه عندهم فلا یکون قدحهم تکذیبا للقرآن واما الحدیث الواردة فی تزکیة بعض معین من الصحابة والشهادة لهم بالجنة فمن قبیل الاحاد فلا یلزم تکذیبهم للرسول الثانی الاجماع منعقد من الامة علی تکفیر من کفر عظماء الصحابة وکل واحد من الفریقین یکفر بعض تلك العظماء فیکون کافرا قلنا هؤلاء من کفر جماعة مخصوصة من الصحابة لا یسلم کونهم من اکابر الصحابة وعظمائهم فلا یلزم کفره الثالث قوله علیه السلام من قال لاخیه المسلم یا کافر

گواہ ہی برا کہنا قرآن کو جھٹلانا ہی اور نیز رسول کو جنہون نے انکی تعریف کی اور بزرگی بیان کی اور یہ کفر ہے اسکا **جواب** یہہ ہی کہ کسی صحابی کی خاصکر قرآن مین تعریف نہین ہی عام صحابہ کی ہے اور وہ لوگ جانتے ہین کہ جسکو وہ برا کہتے ہین وہ اس عام تعریف مین داخل نہین اسکی طرف مصنف کے اس قول کا اشارہ ہے کہ وہ انکے نزدیک ان لوگو نمین داخل نہین جنکی تعریف قرآن مین ہے - سو انکا برا کہنا انکی نزدیک+ قرآن کو جھٹلانا نہوا - اب رہی حدیث جنمین بعض صحابہ کی پاکی بیان ہوئی ہے اور انکو جنت کی شہادت دی گئی ہی سو اخبار احاد ہین انکے انکار سی کفر ثابت نہین ہوتا ۔۔ - **وجہ دوم** یہ کہ اکابر صحابہ کو کافر کہنا بالاجماع کفر ہے اسکا جواب یہ کہ وہ انکو اکابر صحابہ سے نہین جانتے پہر وہ اس کفر کے مرتکب کیونکر ہوئے - **وجہ سوم** یہ کہ حدیث مین آیا ہی جو کسی مسلمان کو کافر کہے وہ کفر اسی کی طرف ضرور رجوع کرتا ہے یعنی جسکو کافر کہتا ہی وہ

+ یہان عندیہ مخالف کی لحاظ کرنے اور اشاعۃ السنہ نمبر ۱۱ جلد ۲ کی صفحہ ۳۱۲ و صفحہ ۳۲۶ مین اسکا لحاظ نکرنا منافی و مخالف نہین ہے، یہان امور ظنیہ و قطعیہ مین فرق کیا گیا ہی - وہان امور قطعیہ مین ضرورت لحاظ کو اٹھایا گیا ہے -

فقد باء باحدهما قلنا احاد وقد اجتمعت الامة علی ان انکار الاحاد لیس کفرا ومع ذلک نقول المراد مع اعتقاد انه مسلم فان من ظن المسلم انه یهودی او نصرانی فقال له یا کافر لم یکن ذلک کفرا بالاجماع واعلم ان عدم التکفیر لاهل القبلة موافق لکلام الاشعری والفقهاء کما مر لکنا اذا فتشنا عقاید فرق الاسلامیین وجدنا فیها ما یوجب الکفر کالعقاید الراجعة الی وجود اله غیر الله او الی حلوله فی بعض اشخاص الناس او الی انکار نبوة محمد علیه الصلوة والسلام او ذمه واستخفافه او الی استباحة المحرمات واسقاط الواجبات (**شرح مواقف**)

کافر نہو تو کہنے والا ضرور کافر ہوجاتا ہی اسکا **جواب** یہ ہی کہ یہ حدیث اخبار احاد سے ہے اس ہی انکار با جماع امت کفر نہین ہے اس سے علاوہ اسکے معنی† یہ ہین کہ جو مسلمان کو مسلمان سمجھکر کافر کہے وہ کافر ہوتا ہی کیونکہ جو کسی مسلمان کو یہودی یا نصرانی سمجھکر کافر کہے وہ بالاجماع کافر نہین ہوتا اور جاننا کہ یہ اہل قبلہ کو کافر نکھنا کلام شیخ ابو الحسن اشعری و فقہا کے موافق ہے مگر جب ہم اسلامی فرقون کے عقاید کو ٹٹولتے ہین تو انمین ایسے امور بھی پاتے ہین جو تکفیر کے موجب ہین جیسے خدا کے سوا کسی اور معبود کے وجود کا قایل ہونا یا خدا کا کسی شخص مین حلول ماننا یا آنحضرت کی رسالت کا انکار کرنا یا محرمات کو مباح جاننا یا احکام شرعیہ واجبہ کو معاف سمجھ لینا۔

مترجم کہتا ہے اسبات کا عبارات سابقہ مین بھی ذکر ہے۔ اور ہمنے اس بات کو اشاعۃ السنہ نمبر ۳ جلد ۳ مین بتفصیل و تمثیل بیان کردیا ہے۔ یہ بات بیشک واجب اللحاظ ہے مگر اسکے کسی فرقہ اہل ہوا سے منجملہ اہل قبلہ خصوصیت نہین ہے۔ اگر کوئی اہلسنت وجماعت کہلا کر ایسی بات جو قطعی کفر و صریح شرک ہو اور اسمین ضروریات و قطعیات دین کا انکار و تکذیب پائی جاتی ہے اعتقاد کرے یا عمل مین لاوے تو وہ بھی کافر ہے گو اپنے موحد ہی

† یہ حدیث اہلحدیث کی نزدیک بھی اپنے ظاہری معنی پر محمول نہین ہے دیکھو نووی شرح مسلم صفحہ ۵۷ جلد اول جسمین اس حدیث کو مشکلات سے شمار کرکے اسکی پانچ تاویلین کی ہین۔

اپنے آپ کو اہلسنت وجماعت کہو ۔

مسئلہ سب الشیخین مین مصنف بحر الرائق و اشباہ والنظائر نے اور اسکی تقلید سے مصنف در مختار نے غضب ہی کردیا اور صاف لکہدیا ہے کہ اسکے گناہ کا مرتکب ایسا کافر ہے کہ اسکی توبہ بہی قبول نہین اور بجز قتل اور جلا دینے کے اسکی کوئی سزا نہین ۔ اس قول کو در مختار و اشباہ کے محشیون نے اصول و فروع کی دست آویز سے رد کردیا اور یہ ثابت کردیا ہے کہ اس مسئلہ کی بنا ہی غلطی یہ ہے جس کتاب (جوہرہ) سے مصنف بحر نے استشہاد کیا ہے اسمین اسکا ذکر نہین یہ بات اسکے کسی نسخہ کے حاشیہ پہ لکہی ہوئی تہی جو کسینے اصل کتاب مین ملادی ہی اور یہ بات خود مصنف در مختار نے بہی نہر الفایق سے نقل کی ہے ۔ اس گفتگو سے معلوم ہوتا ہی کہ جو فقہ اکبر کی عبارت مین گزرا ہے کہ یہ روایت جہالت ناقل کے سبب لایق اعتبار نہین صحیح و با دلیل ہے اس گفتگو کو توجہ سے سننا چاہیے

اشباہ ونظائر مین کہا ہے سب کفار کی توبہ مقبول ہے مگر جو سب شیخین سے کافر ہوا وہ قتل ہی کیا جاوے گا یا جلا دیا جاوے گا ۔

> کل کافر توبتہ مقبول الا بسب الشیخین فانہ یحرق او یقتل (اشباہ والنظایر)

در مختار مین کہا ہے بحر الرایق سے شہید کی طرف نسبت کرکے کہا ہے جو شیخین ابوبکرؓ و عمرؓ کو گالی دے یا انہین طعن کرے وہ کافر ہی اسکی توبہ مقبول نہین ۔ پہر کہا ہے لیکن نہر الفایق مین ہے کہ اس مسئلہ کا اصل نسخہ جوہرہ مین وجود نہین ۔ صرف بعض نسخون کے حاشیہ پہ پایا گیا ہے جو اصل کتاب مین کسی نے ملا دیا ہے ۔

> فی البحر عن الجوہرۃ معزیا للشہید من سب الشیخین وطعن فیہما کفر ولا تقبل توبتہ الی ان قال لکن فی النہر وہذا لا وجود لہ فی اصل الجوہرۃ وانما توجد علی ہامش بعض النسخ فالحق بالاصل (در مختار)

اس قول کی شرح مین **علامہ ابن عابدین** نے **رد المحتار** مین کہا ہے ۔

قال السيد الحموي في حاشية الاشباه حكى عن
عمر بن نجيم ان اخاه افتى بذلك فطلب منه
النقل فلم يوجد الا على طرة الجوهرة وذلك
بعد حرق الرجل ۔ واقول على فرض ثبوت
ذلك في عامة نسخ الجوهرة لا وجه له نظرا
لما قدمناه من قبول توبة من سب الانبيا
عندنا خلافا للمالكية والحنابلة واذا كان
كذلك فلا وجه للقول بعدم قبول توبة
من سب الشيخين بل لم يثبت ذلك عن احد
من الائمة فيما اعلم ۔ ونقل عنه السيد
ابو السعود الازهري في حاشية الاشباه
اقول نعم نقل في البزازية عن الخلاصة
ان الرافضي اذا كان يسب الشيخين
ويلعنهما فهو كافر وان كان يفضل
عليا عليهما فهو مبتدع وهذا لا يستلزم
عدم قبول التوبة على ان الحكم عليه
بالكفر مشكل لما في الاختيار اتفق
الائمة على تضليل اهل البدع اجمع
وتخطئتهم وسب احد من الصحابة و
بغضه لا يكون كفرا لكن يضلل

سید حموی نے ابن نجیم (مصنف بحر
واشباہ) سے حکایت کی ہے کہ اسکے بھائی نے
اس بات کا فتوی دیا تھا جب اس سے نقل
(کتاب) کا مطالبہ ہوا تو پتہ نہ لگا بجز ایک
حاشیہ یا کنارہ کتاب جوہرہ کے اور یہ بھی بعد
جلائے جانے اس شخص کے بتلایا اور مین کہتا
ہون اگر اس بات کا اصل نسخہ جوہرہ مین موجود
ہونا فرض کر لین تو بھی اسکی کوئی وجہ ظاہر نہین
ہے۔ ہم پہلے (بضمن مسئلہ سب انبیا) بیان کر چکے
ہین کہ نبی کو گالی دینے والے کی ہمارے (حنفیہ
کے) نزدیک (بخلاف مالکیہ وحنبلیہ) توبہ
مقبول ہے پس شیخین کو گالی دینے والے کی
توبہ قبول نہونیکی کوئی وجہ نہین ہے اور ہمارے
علم مین کسی امام سے یہ بات ثابت نہین ہے
ایسا ہی حموی سے سید ابو السعود نے حاشیہ
اشباہ مین نقل کیا ہے مین (ابن العابدین)
کہتا ہون بزازیہ مین خلاصہ سے منقول ہے
کہ رافضی شیخین کو گالی دے اور انکو لعنت
کرے تو وہ کافر ہے اور اگر علی مرتضی کو انپر
فضیلت دے تو مبتدع ہے مگر اس سے بھی توبہ
کا قبول نہونا نہین نکلتا علاوہ یہ کہ حکم کفر بھی مشکل ہے کیونکہ (کتاب) اختیار مین ہے کہ تمام امام اپنے

وذكر في فتح القدير ان الخوارج الذين يستحلون
دماء المسلمين واموالهم ويكفرون الصحابة
حكمهم عند جمهور الفقهاء واهل الحديث
حكم البغاة وذهب بعض اهل الحديث الى
انهم مرتدون قال ابن المنذر ولا اعلم
احدا وافق اهل الحديث على تكفيرهم
وهذا يقتضي نقل اجماع الفقهاء -
وذكر في المحيط ان بعض الفقهاء لا يكفر احدا
من اهل البدع وبعضهم يكفرون البعض
وهو من خالف ببدعته دليلا قطعيا
ونسبه الى اكثر اهل السنة والنقل الاول
اثبت وابن المنذر اعرف بنقل كلام
المجتهدين نعم يقع في كلام اهل المذهب
تكفير كثير ولكن ليس من كلام الفقهاء
الذين هم المجتهدون بل من غيرهم
ولا عبرة بغير الفقهاء والمنقول عن
المجتهدين ما ذكرنا - ومما يؤيد ذلك
وضوحا ما صرحوا به في كتبهم متونا وشروحا
من قولهم ولا تقبل شهادة من يظهر سب السلف
وتقبل شهادة اهل الاهواء الا الخطابية
وقال ابن الملك في شرح المجمع وترد شهادة

فتح القدیر مین ہی کہ قوم خوارج جو مسلمانون کے
خون اور مال کو حلال جانتے اور اصحاب رسول اللہ
کو کافر کہتے ہین انکا حکم جمہور فقہا و محدثین کے
نزدیک باغیون کا سا حکم ہے صرف بعضے
اہلحدیث کہتے ہین کہ وہ مرتد ہین ابن المنذر
(محدث) نے کہا ہی کہ مین ان اہلحدیث کے
موافق اس تکفیر مین کسیکو نہین پاتا یہ کہنا اسبات
کا مقتضی ہے کہ فقہا کا اس باب مین اجماع منقول
ہے - محیط مین مذکور ہی کہ بعض فقہا کسی
اہلبدعت کو کافر نہین کہتے اور بعضے بعض اہلبدعت
کو جو اپنی بدعت مین دلیل قطعی کے مخالف ہون
کافر کہتے ہین اور اس بات کو صاحب محیط نے
اکثر اہلسنت کیطرف منسوب کیا ہی اور پہلی نقل
(جو ابن المنذر کی ہے) زیادہ ثابت ہی اور
ابن المنذر کلام مجتہدین سی خوب واقف ہی
ہان عام اہلمذہب کی کلام مین تکفیر بہت
پائی جاتی ہے پر وہ کلام مجتہد نہین ہے - اور
مجتہدون کے سوا اور علما کی کلام کا اعتبار نہین
اور مجتہدون سی وہی منقول ہی جو ہمنے ذکر کیا ہی
(کہ اہل قبلہ کافر نہین ہین)
اس بات کی زیادہ توضیح اس مسئلہ سی ہوتی ہی جو تمام

من یظهر سب السلف لانه یکون ظاهر الفسق وتقبل من اهل الاهواء الجبر والقدر والرفض والخروج والتشبیه والتعطیل۔ وقال الزیلعی او یظهر سب السلف یعنی الصالحین منهم وهم الصحابة والتابعون لان هذه الاشیاء تدل علی قصور عقله وقلة مروته ومن لم یمتنع عن مثلها لم یمتنع عن الکذب عادة بخلاف ما لو کان یخفی السب۔ ولم یعلل احد لعدم مقبول شهادتهم بالکفر کما تری نعم استثنوا الخطابیة لانهم یرون شهادة الزور لاشیاعهم او للحالف وکذا نص المحدثون علی قبول الروایة اهل الاهواء هذا فیمن سب عامة الصحابة ویکفرهم بناء علی تاویل له فاسد فعلم ان ما ذکروه من الخلاصة من انه کافر قول ضعیف مخالف للمتون والشروح

کتب فقہ متون و شروح مین بیان کرتے ہین کہ جو سلف کو علانیہ طور پر برا کہے اُسکی شہادت مقبول نہین ہے اور شہادت اہل ہوا کی بجز خطابیہ مقبول ہے۔ ابن ملک نے شرح مجمع مین کہا ہے جو سلف کو علانیہ طور پر برا کہے اسکی شہادت اسلیئے مقبول نہین کہ وہ ظاہرا فاسق ہے اور اہل جبر و قدر و خروج و تشبیہ و تعطیل سبہ کی شہادت مقبول ہے۔ زیلعی نے کہا ہے کہ سلف (یعنی صحابہ و تابعین) کو علانیہ برا کہنے والے کی شہادت اسلیئے مقبول نہین کہ علانیہ برا کہنے سے معلوم ہوتا ہے کہ برا کہنے والا کم عقل و بے مروت ہے۔ پس جو ایسی بے عقلی و بے مروتی سے نہ رکیگا وہ عادۃً جہوٹ بولنے سے کب رکیگا ہان جو پوشیدہ طور پر برا کہے وہ اس حکم مین داخل نہین ہے اور اس عدم قبول شہادت کیوجہ کسی نے یہ بیان نہین کی کہ برا کہنے والا کافر ہے - اِس حکم قبولیت شہادت سے خطابیہ مستثنی ہین کیونکہ وہ اپنے گروہ اور مدعی قسم کہا جانیوالے کے لئے جہوٹی شہادت کو جائز جانتے ہین ایسا ہی محدثین نے صاف کہا ہے کہ اہل ہوا کی روایت مقبول ہے - یہ ان لوگون کے حق مین کہا ہے جو اکثر صحابہ کو اپنی تاویل فاسد سے کافر کہتے ہین۔ اِس سے معلوم ہوا کہ جو خلاصہ مین کہا ہے کہ وہ کافر ہے ضعیف قول ہے اور متون و شروح

بل هو مخالف للاجماع الفقهاء كما سمعت
وقد الف العلامة ملا علي القاري
رسالة في الرد على الخلاصة وبهذا تعلم
قطعا ان ما عزى الى الجوهرة من
الكفر مع عدم قبول التوبة على فرض
وجوده في الجوهرة باطل لا اصل له
ولا يجوز العمل به وقد مر انه اذا كان
في المسئلة خلاف ولو رواية ضعيفة
فعلى المفتي ان يميل الى عدم التكفير
فكيف يميل هنا الى التكفير المخالف
للاجماع فضلا عن ميله الى قتله
وان تاب وقد مر ايضا ان المذهب قبول
توبة ساب النبي عليه السلام فكيف
ساب الشيخين والعجب من صاحب البحر حيث
تساهل غاية التساهل في الافتاء
بقتله مع قوله قد التزمت نفسي ان
لا افتي بشيء من الفاظ التكفير
المذكورة في كتب الفتاوى نعم
لا شك في تكفير من قذف السيدة
عائشة رض او انكر صحبة الصديق
او اعتقد الالوهية في علي او ان

جبرئيل غلط في الوحي ونحو ذلك من الكفر الصريح المخالف للقرآن ولكن لو تاب تقبل توبته هذا خلاصة ما حررنا في كتابنا تنبيه الولاة والحكام

بلکہ اجماع فقہاء کے مخالف ہے - اور اس خلاصہ کے
رد میں علامہ ملا علی قاری نے ایک رسالہ بھی تالیف
کیا ہے - اس سے یہ بھی معلوم ہو گیا کہ جو بات جوہرہ
کیطرف نسبت کی گئی ہے وہ باطل ہے اسکی کوئی اصل نہیں
ہے اور اسپر عمل جایز ہے اور سابقاً یہ مسئلہ
بیان ہو چکا ہے کہ جس امر میں اختلاف ہو اسمیں
مفتی کو روایت عدم تکفیر کیطرف میلان واجب
ہے اگرچہ اس جانب کی روایت ضعیف کیوں
نہ ہو - اور جس حالت میں اس مسئلہ متنازعہ فیہا
میں روایت تکفیر اجماع کے مخالف ہے تو اسمیں
تکفیر کی جانب میلان کیونکر جایز ہے چہ جائیکہ
تکفیر کے ساتھ فتوی قتل و عدم قبول توبہ بھی
ہو اور یہ بھی گذر چکا ہے کہ مذہب (حنفی)
کی رو سے رسول کو گالی دینے والے کی بھی
توبہ مقبول ہے تو پھر شیخین کو گالی دینے والے
کی توبہ کیونکر مقبول نہ ہوگی - صاحب
بحر الرائق (جس کا صاحب در مختار اس مذہب
میں مقلد ہے) سے تعجب ہے کہ اس نے اس
فتوی قتل میں ایسا تساہل کیا باوجودیکہ خود یہ کہہ
رکھا تھا کہ میں کسی لفظ تکفیر سے جو فتاووں میں
مذکور ہیں فتوی نہ دونگا - ہاں اس شخص کے کافر ہونے

مین شک نہین جو حضرت عایشہ صدیقہ پر وہ تہمت لگاوے (جس سے انکو قرآن نے بری کر دیا ہے۔ مترجم) یا صحبت صدیق اکبر سے انکار کرے (جسکا آیۃ اذ تقول لصاحبہ مین ذکر ہے مترجم) یا علی مرتضی کو خدا سمجھے یا جبرئیل کے وحی مین بہول جانیکا اعتقاد رکہے (جیسے کہ غالی رافضیون کا اعتقاد ہے مترجم) یا اسکی مثل ایسے اور امور کا اعتقاد رکہے جو صریح قرآن کے مخالف ہین ولیکن ایسا کافر بھی توبہ کرے تو اُسکی توبہ مقبول ہے۔ یہ اس بیان کا خلاصہ ہے جو ہمنے اس باب مین کتاب تنبیہ الولاۃ والاحکام مین کیا ہے۔ مترجم کہتا ہے علامہ ابن عابدین نے اس باب مین خوب فقیہانہ تحقیق کی اور حق کی داد دی۔ اب ہم اس بحث کو ختم کرتے ہین اور اسکی نتیجہ و خلاصہ مطلب پر ناظرین کو آگاہ کرتے ہین۔

نتیجہ

اس بحث کا خلاصہ و نتیجہ یہ ہے کہ شارع نے بہت سے امور پر کفر کا اطلاق کیا ہے پر اُس سے اس کفر کا جو ملت سے نکالی ہے اور ہمیشہ کے لئے جہنم کو واجب کرے ارادہ نہین کیا۔ ایسا ہی علماء اسلام نے بہت سے افعال و اعتقادات کو کفر ٹہرا رکھا ہے پر ان کے مرتکبین و معتقدین کو جو اہل قبلہ سے ہین اور وہ غفلت یا تاویل و اجتہاد سے ان کفریات مین مبتلا ہین کافر نہین کہا۔ اس سے ہمارے سُنی بہائی متبع و مقلد حنفی و محدث (جو اپنے مخالفین عمل و اعتقاد کو کافر کہتے ہین) عبرت پکڑین اور ایک دوسرے کی تکفیر اور عام مسلمانون کی تکفیر سے جو بعض افعال و اعتقادات کے سبب انسے سرزد ہوتی ہے **بازآوین**۔ خصوصًا اُن باتون مین جنکا کفر ہونا نہ صریح کتاب و سنت سے ثابت ہے نہ علما سلف سے مروی ہے صرف انکے تو اپنے اجتہاد سے متولد ہے اور یہ **خیال فرماوین** کہ جب حالت مین بعض ایسی باتون سے (جنپر شارع نے اور علما سلف نے کفر کا اطلاق کیا ہے) اہل اسلام کو کافر کہنا اور ملت سے خارج کرنا جایز نہین تو پھر ہمارے اجتہادی کفرون سے انکی تکفیر و اخراج از ملت کیونکر جایز ہے۔ کیا ہماری تجویز اجتہاد کو نصوص شارع و اقوال سلف پر مزیت

و فوقیت ہے اور یہہ بھی لحاظ کرین کہ اسلام آگے ہی روے زمین پر کم ہے مسلمانون کی تعداد غیر مذاہب کے لوگون کی نسبت نہایت قلیل ہے اب اِس رہی سہی تعداد کو اور نہ گہٹاوین - اور بجاے اسکے اِس تعداد کے بڑہانے مین کوشش کرین باہمی تنفر کو (جو تکفیر کا نتیجہ ہے) حد اعتدال پر لاوین اور جہان تک اصول اسلام کا مقتضا ہے باہم اتحاد پیدا کرین - اور اِس اتحاد کے ذریعہ اسلام و اہل اسلام کی ترقی کے وسایل سوچین - یہہ بات مدت سے ہم کہہ رہے ہین اور یہ بہی یقیناً جانتے ہین کہ فریقین کے متشدد و متنفر پسند ہماری اِن باتون سے خوش نہین ہین - مگر ہمکو ان کی خوشی ناخوشی سے مطلب نہین ہے اپنے مولا جل و علا کی خوشی کی طلب ہے اور اس خداوند سے امید ہے کہ ہماری ان باتون کا لوگون کے دلون پر اثر پیدا کریگا کوئی نہ کوئی فریقین نے ان باتون کو سُنے اور ماننے والا اسکے بندون مین ضرور ہوگا - اب نہین تو کسی اور ہی صدی مین وہ ایسے لوگونکو پیدا کریگا جنکو اِن باتون سے نفع پہنچیگا -

ولنعم ما قیل

فقل ما یفیض الحق من غیر سامع ففی الدھر من یرجی له الفوز ظافرا

تو کہتا رہ زمانہ سامعین سے خالی نہین گذرتا - زمانہ مین ایسے لوگ بہی ہین جنسے فوز مطلب متوقع ہے

ہمارے شیخ اجل حجۃ الخلف بقیۃ السلف سید محمد نذیر حسین صاحب محدث دہلوی نے ہمارا اِس مضمون کا ضمیمہ نمبر۱ جلد ۳ دیکہا تو اِس پر بڑی خوشی سے اپنا توافق ظاہر کیا اور ساتہہ اسکے بعض لوگون کے تنفر و وحشت کا بہی خوف جتایا آخر مین اس شعر پر کاربند ہونیکا حکم دیا -

حافظ وظیفه تو دعا کردن است و بس در بند آن مباش که نشنید یا شنید

اللّٰھم ربنا فتقبل منا و وفقنا بقبول ما ینفعنا و لا یضرنا آمین

اِس مضمون مین اہل اسلام کو کافر کہنے نکہنے کا حکم بیان ہوا - مشرک و بدعتی کہنے کا تفصیلی بیان کسی اور مضمون مین ہوگا ان شاء اللہ

ہندوستان† کے حدیث پر عمل کرنیوالے

وہابی نہین

لایق توجہ گورنمنٹ

نمبر ۳

††سرحدی قومین (جو اکثر گورنمنٹ کی بغاوت مین سر اٹھاتی ہین اور وہ عام ناواقفون مین وہابی کہلاتی ہین) واقع اور نفس الامر مین اہلحدیث (یا وہابی) نہین - اہلحدیث کی روش وخیالات سے انکو کوئی خاص تعلق یا مناسبت نہین بلکہ عام مخالفت ومنافرت ہے -

بعض لوگون کا یہہ خیال ہے کہ سید احمد صاحب بریلوی - اور مولوی محمد اسمعیل صاحب دہلوی (جنہون نے مذہب اہلحدیث کو ہند مین عام رواج دیا ہے) ایک مدت سرحد پر رہے ہین اور انہون نے اپنے مذہب کے مخالفون سے جہاد کئے ہین - ان ہی کے باقیماندہ لوگ سرحد مین رہتے ہین اور وقتاً فوقتاً گورنمنٹ سے بغاوت کرتے ہین -

مگر تحقیق وانصاف کے روسے اس خیال کی صداقت پر کوئی روشن دلیل نہین ہے - محض وہم واشتباہ پر اسکی بنا ہے -

نہ سید احمد مرحوم ومولانا محمد اسمعیل صاحب مرحوم نے اپنے مخالفین مذہب سے صرف مخالفت مذہبی

---

† ہندوستان سے تمام ملک ہند مراد ہے جسمین پنجاب بھی داخل وشامل ہے -

†† اس سرحدی بحث سے پہلے ہمکو اہلحدیث ہند کی چال وچلن سے بحث کرنا منظور تھا چنانچہ مضمون نمبر ۱ کے خاتمہ پر ہمنے نوٹ دیا تھا - مگر چونکہ اس بحث مین اہلحدیث ہند کے تاریخی حالات اور اس مذہب کو ہند مین رواج دینے والون کے حالات مذکور ہین - اسلئے ہمنے اس بحث کو مقدم کیا ہے - اور زمانہ حال کے اہلحدیث کا چال ڈھلن نمبر ۴ مین بیان کیا جاویگا - انشاء اللہ تعالیٰ -

کے خیال سے جہاد کیا ہے اور نہ انکے باقیماندہ اتباع نے کبھی گورنمنٹ انگلشیہ سے مقابلہ کیا ہی
اگرچہ مخالفتین اور بغاوتین جو سرحد مین واقع ہوتی ہین انہی لوگون سے ہوتی ہین جو اہلحدیث
(یا یون کہو کہ وہابیون) کے دشمن جانی ہین اور ایک وہابی کے مارنیکو سو کافر کے قتل کرنے
سے زیادہ موجب ثواب جانتے ہین۔

اس بات کی شہادت مین اگر ہم صرف اپنے تجربہ اور معلومات کو پیش کرین تو شاید خود غرضی
وقومی طرفداری کی تہمت سے عامہ خیالات مین صادق البیان نہ سمجھے جاوین۔ لہذا اس باب مین
ایسے شخص کے قول کو پیش کرنا مناسب سمجھتے ہین جسپر طرفداری قوم کے ساتھہ طرفداری خیرخواہی
گورنمنٹ کا بھی عام یقین ہے وہ انرایبل **سید احمد خان** صاحب بہادر سی ایس آئی ہین جو اپنے
رسالہ **جواب ڈاکٹر ہنٹر صاحب** مین ہمارے دعوی کی پوری تصدیق کرتے ہین چنانچہ
اس رسالہ کے صفحہ ۱۵ مین فرماتے ہین۔

ہندوستان کے گوشہ شمال ومغرب کی سرحد پر جو پہاڑی قومین رہتی ہین وہ سنی المذہب حنفی
قومین ہین اور اور لوگ اُن کے ہم مذہب جس قدر ہندوستان مین رہتے ہین اُن سب
مین وہ قومین اپنے مذہب کی پابند زیادہ ہین۔ اور جس طرح پر ان قومون کو اپنے مخالف مذہب
مسلمانون کے تین فرقون سے عداوت ہے اِس قدر اور باقی ماندہ فرقون کو اپنے مخالفون
سے عداوت نہین ہے چنانچہ یہ قوم اپنے مذہب مین اس قدر سخت ہی کہ اگر کوئی اور شخص
اُن کے ملک مین جاوے تو جب تک وہ اپنے مذہبی عقاید کو مثل انکے نہ کرلے اسوقت تک
وہان اُسکی جان ومال کی خیر نہین ہوتی۔ چند سال کا عرصہ ہُوا کہ ایک میرے دوست حاجی
سید محمد مرحوم شافعی المذہب ساکن جار جیا اتفاق سے سرحد کی انہین قومون مین گئے تہے مجہہ سے
کہتے تہے کہ مجہکو شافعی ہونیکی سبب سے اِس قوم مین طرح طرح کی مصیبتین اُٹھانی پڑین اور
گو مین دیہات وقصبات بلکہ خاص مساجد مین امن تلاش کرتا تہا لیکن مجہکو در اصل مسجد مین
بہی امن نہ معلوم ہوتا یہہ پہاڑی قومین حنفی لوگون کے فروعات کو بجائے اصول کے

سمجھتے ہین چنانچہ انہین فروعات حنفیہ مین سے ایک کتاب درمختار ہے جو سنہ ۱۷ء یا سنہ ۱۱۶۶ء مین لکھی گئی تھی اور فروعات حنفیہ مین سے یہہ کتاب نہایت معتبر اور معتمد علیہ ہے اس کتاب مین چند اشعار عربیہ اس مضمون کے درج ہین جنمین فروعات حنفیہ کو اور امیہ کے فروعات پر ترجیح دی ہے اور اورون کو برا لکھا ہے انہین شعرون مین سے ایک شعر کا ترجمہ یہہ ہے "خدا کی لعنت اور تہر بیشمار اس شخص پر جو امام ابو حنیفہ کے مذہب کا پیرو نہین ہے"† - یہہ پہاڑی قومین اولیا کرام کے مقابر اور مزارون کو خصوصاً پیر بابا کے مقبرہ کو جو بونیر مین ہے اور کاکا صاحب کے مزار کو جو کوٹہ مین ہے نہایت خلوص عقیدت سے پوجتے ہین اور مجھکو مند پہاڑی لوگون کے دیکھنے کا اتفاق ہوا لیکن میری نظر سے آجتک کوئی پہاڑی پٹھان ایسا نہین گذرا جو سوا حنفی مذہب کے اور کسی مذہب کا پیرو ہو یا وہابیت کی جانب ذرا بھی میلان خاطر رکھتا ہو البتہ حیات افغانی مین جسکو گورنمنٹ کے ایک خیرخواہ اور ملازم مسلمان نے اردو زبان مین تصنیف کیا ہے (جو سنہ ۱۸۶۷ء مین لاہور مین چھپی ہے) یہہ فقرہ لکھا دیکھا ہے - چند عرصہ سے ملا سید میر کوٹہ کے پیرو وہابی سمجھے جاتے ہین اور اخوند سوات کے پکے پیرو جو حنفی المذہب ہین ملا سید میر کے معتقدین کو گمراہ سمجھتے ہین اور اکثر عثمانزئی اور ناصر اللہ کی اولاد وغیرہ جو گڑہی اسمٰعیل کا باشندہ تہا ملا سید میر کے طرفدار اور باقی پہاڑی قومین اخوند سوات کے پیرو ہین - پس اسی فقرے سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ سرحد کی قومون کے عقیدے مین وہابیت کا نام کو بہی اثر نہین ہے - باین لحاظ اس بات کا ہرگز گمان نہین ہو سکتا کہ سرحد کے پٹھانون اور وہابیون مین کسطرح سازش ہو سکتی ہے چنانچہ سنہ ۱۸۶۴ء مین وہابیون نے پہاڑون مین جاکر قیام کیا اور انہون نے اس بات کا قصد کیا کہ سکہون پر ہم لوگ جہاد کرین اور شہید ہون لیکن چونکہ پہاڑی قومین ان کے عقاید کے مخالف تہین

---

† وہ اصل شعر یہہ ہے ولعنة ربنا اعداد رمل * علی من رد قول ابی حنیفہ * یعنی بقدر دشمار ریگ بیابان اس شخص پر خدا کی لعنت ہو جو امام ابو حنیفہ کی قول کو رد کرے - نعوذ باللہ من ذالک الظلم
اڈیٹر

اسلیئے وہ وہابی ان پہاڑیون کو ہرگز اس بات پر راضی نہ کر سکے کہ وہ ان کے مسایل کو بہی اچہا سمجہتے مگر البتہ چونکہ وہ سکہون کے جور و ستم سے نہایت تنگ تہے اس سبب سے وہابیون کے اس منصوبہ مین وہ بہی شریک ہوگئے کہ سکہون پر حملہ کیا جاوے اور آخر کار وہابیون اور پہاڑیون نے متفق ہو کر سکہون پر حملہ بہی کیا لیکن چونکہ یہہ قوم مذہبی مخالفت مین نہایت سخت ہے اس سبب سے اس قوم نے اخیر مین وہابیون سے دغا کرکے سکہون سے اتفاق کر لیا اور مولوی محمد اسمعیل صاحب اور سید احمد صاحب کو شہید کیا پس ان باتون کو ذرا اچہی طرح یاد رکھنا چاہیے کیونکہ ان سے وہابیون کی وہ تاریخ بخوبی معلوم ہوتی ہے جسکو ڈاکٹر ہنٹر صاحب نے پہاڑی قومون کے ساتھہ وہابیون کی سازش خیال کیا ہے -

ڈاکٹر ہنٹر صاحب نے اپنی کتاب کے پہلے باب مین وہابیون کے باغی لشکر قایم ہونے کی ایک کیفیت بیان کی ہے مگر چونکہ مجہکو اس تحریر مین چند در چند شبہہ ہین اسلیئے مین بہی ہندوستان کے وہابیون کی ایک مختصر کیفیت لکہتا ہون اور جبتک مین ایک مختصر کیفیت وہابیون کی نہ بیان کرونگا اسوقت تک یہ بات اچہی طرح نہین کہلی کہ ڈاکٹر صاحب کو کن امور مین دہوکہ ہوا ہے اور اس معاملہ مین اصلی کیفیت کو ڈاکٹر صاحب نے کس مبالغہ اور زیادتی کے ساتھ بیان کیا ہے -

ہندوستان کے وہابیون کی **تاریخی کیفیت** پانچ زمانون سے متعلق ہے - پہلا زمانہ ۱۸۲۳ع سے شروع ہوتا ہے اور ۱۸۳۰ع تک پورا ہوتا ہے اور یہ وہ زمانہ ہے جس مین مولوی محمد اسمعیل صاحب اور سید احمد صاحب نے اُن سکہون پر جہاد کیا تہا جو اپنے مسلمان رعایا کو تکلیف پہنچاتے تہے اور انتہا اس زمانہ کی اسوقت تک ہوئی جبکہ پشاور دوبارہ ان کے پیرؤن کے ہاتہہ سے نکل گیا -

دوسرا زمانہ ۱۸۳۰ع سے ۱۸۳۱ع تک یعنی پشاور کے فتح ثانی سے لیکر مولوی محمد اسمعیل صاحب اور سید احمد صاحب کی وفات تک ہے -

تیسرا زمانہ اسوقت سے شروع ہوتا ہے جبکہ یہ دونوں بزرگ شہید ہوئے اور انتہا اس زمانہ کی اسوقت ہے جبکہ گورنمنٹ انگریزی پنجاب پر قابض ہوئی اور وہابی لوگ معہ عنایت علی اور ولایت علی کے سرحد سے اپنے گہرون کو بہیجے گئے یعنی ۱۸۳۱ء سے لیکر ۱۸۴۷ء تک ہے **چوتہا زمانہ** اسوقت سے مراد ہے جبکہ ولایت علی اور عنایت علی نے دوبارہ سرحد پر حملہ کیا اور انتہا اس زمانہ کی ان دونون کے مارے جانے تک ہوئی۔ **پانچوان زمانہ** حال کا زمانہ ہے جسکو ڈاکٹر ہنٹر صاحب نے صریح غلطی سے وہابیون کی بغاوت کا زمانہ بیان کیا ہے پس ان پانچون زمانون مین وہابیت کا پہلا زمانہ

نہایت عمدہ تہا اور جو کام اس زمانے کے وہابی کرتے تہے ان سے گورنمنٹ انگریزی واقف تہی اور کسی طرح ان لوگون کیطرف گورنمنٹ کی بدخواہی کا گمان نہین ہوتا تہا چنانچہ اس زمانہ مین علی العموم مسلمان لوگ عوام کو سکہون پر جہاد کرنیکی ہدایت کرتے تہے تاکہ وہ اپنے ہموطن مسلمانون کو اس قوم کے ظلم و تعدی سے نجات دین۔

اس زمانہ مین مجاہدین کے پیشوا سید احمد صاحب تہے مگر وہ واعظ نتہے واعظ مولوی محمد اسمعیل صاحب تہے جنکی نصیحتون سے مسلمانون کے دلون مین ایک ایسا ولولہ اثر خیز پیدا ہوتا تہا جیسا کہ کسی بزرگ کرامت کا اثر ہوتا ہے مگر اس واعظ نے اپنے زمانہ مین کبہی کوئی لفظ اپنی زبان سے ایسا نہ نکالا جس سے ان کے ہم شہریون کی طبیعت ذرا بہی گورنمنٹ انگریزی کیطرف سے منحرف ہوکر برافروختہ ہو بلکہ ایک مرتبہ وہ کلکتہ مین سکہون پر جہاد کرنیکا وعظ فرما رہے تہے اثناء وعظ مین کسی شخص نے ان سے دریافت کیا کہ تم انگریزون پر جہاد کرنیکا وعظ کیون نہین کہتے وہ بہی تو کافر ہین۔ اسکے جواب مین مولوی محمد اسمعیل صاحب نے فرمایا کہ انگریزون کے عہد مین مسلمانون کو کچہہ اذیت نہین ہوتی اور چونکہ ہم انگریزون کی رعایا ہین اسلیئے ہمپر اپنے مذہب کے روسے یہہ بات فرض ہے کہ انگریزون پر جہاد کرنے مین ہم کبہی شریک نہ ہون۔ پس اس زمانہ مین ہزارون مسلح مسلمان اور ہتیار

سامان جنگ کا ذخیرہ سکھون پر جہاد کرنے کے واسطے ہندوستان مین جمع ہوگیا مگر جب
صاحب کمشنر اور صاحب مجسٹریٹ کو اس امر کی اطلاع ہوئی تو انہون نے گورنمنٹ کو اطلاع
دی گورنمنٹ نے انکو صاف لکھا کہ تمکو اس معاملہ مین ہرگز دست اندازی نہین کرنی چاہیئے
کیونکہ انکا ارادہ کچہہ گورنمنٹ انگریزی کے مقاصد کے برخلاف نہین ہے غرضکہ ۱۸۲۴ء مین
یہہ لوگ سکھون پر جہاد کرنیکے واسطے سرحد پر پہنچے اور اسکے بعد ہندوستان سے برابر انکے
پاس مدد پہنچتی رہی اور گورنمنٹ بہی اس امر سے بخوبی واقف تہی جسکے ثبوت مین ایک مقدمہ
کی کیفیت نظیراً مین درج ذیل کرتا ہون -
دہلی کے ایک ہندو مہاجن نے جس کے پاس جہادی لوگون کی امداد کے واسطے روپیہ
جمع کیا گیا تہا امداد کے روپیہ مین کچہہ تغلب کیا اور مسٹر ولیم فریزر صاحب بہادر متوفی
کمشنر دہلی کے روبرو انپر نالش دایر ہوئی اور انجام کار مولوی محمد اسحاق صاحب مدعی
کے حق مین اس دعوی کی ڈگری ہوئی اور جو روپیہ مدعا علیہ سے ڈگری کا وصول ہوا
وہ اور ذریعہ سے سرحد کو بہیجا گیا بعد اسکے اس مقدمہ کا اپیل صدر کورٹ الہ آباد مین ہوا
وہان بھی عدالت ماتحت کا فیصلہ بحال رہا - اس زمانہ مین وہابیون نے سرحد کی قومون
کی مدد سے پشاور فتح کیا اور بعد فتح کے دوست محمد خان والئے کابل کے بہائی سلطان
محمد خان کو حوالہ کردیا مگر سلطان محمد خان نے قریب سی تہوڑے عرصہ کے بعد پشاور کو
رنجیت سنگہ کے ہاتہہ فروخت کرڈالا -
مگر دوسرے زمانہ مین گویا وہابیت کا زوال شروع ہوگیا تہا چنانچہ جب پہر سکھون
کا پشاور پر قبضہ ہوگیا تو سید احمد صاحب اور مولوی اسمعیل صاحب کے پیرون کا
بالکل جی ٹوٹ گیا کیونکہ انکو معلوم ہوگیا تہا کہ سرحد کے پٹھان ہمارے مذہب کے
باعث سے ہم سے دلی عداوت رکہتے ہین اب ہمکو ان سے کسی قسم کی امداد کی توقع نہین
رکہنی چاہیئے اور ہماری یہہ قلیل جماعت کسی طرح کامیابی کے ساتہہ سکھون کا مقابلہ بہی

کر سکتی - اور اسی وجہ سے اُنہون نے یہہ بہی کہا تہا کہ اب ہمکو اپنے مذہب کے رو سے یہہ جہاد جایز نہین رہا علاوہ اسکے لوگون کے باہم بہی اس امر مین اختلاف ہو گیا کہ آیا سید احمد صاحب ان کے پیشوا ہونے کی قابلیت رکہتے ہین یا نہین چنانچہ انمین سے اکثر کی تو یہہ راے تہی کہ وہ اس کام کے لایق نہین ہین اور بعض نے اس کے خلاف بیان کیا۔ مگر مولوی اسمعیل صاحب نے اس حالت مین بہی اُن جہگڑون کے دفعیہ کے واسطے حتی الامکان کوشش کی اور ایک کتاب موسوم بہ منصب امامت لکہی (جو سنہ ۱۲۶۵ھ مطابق سنہ ۱۸۴۹ء مین کلکتہ مین طبع ہوئی تہی) لیکن ان کی یہہ تمام کوششین بے فایدہ ہوئین اور انجام کار وہ جماعت بالکل ٹوٹ گئی جسمین کئی ہزارون آدمی ہندوستان مین اپنے گہرون کو واپس چلے آے چنانچہ منجملہ ان کے ایک نہایت مشہور و معروف مولوی محبوب علی تہے (جنکا انتقال سنہ ۱۸۶۴ء مین ہوا) اور دوسرے مولوی حاجی محمد بنگالہ کے رہنے والے تہے مگر چونکہ انکا نکاح دہلی مین ہوا تہا اِس سبب سے وہ کئی برس تک دہلی مین رہے اور سنہ ۱۸۶۷ء کو مقام اَلوَر مین اونہون نے وفات پائی - شاید اس مضمون کے پڑہنے والے اس عجیب بات کے سُننے سے بہی خوش ہون کہ مولوی محبوب علی صاحب وُہی شخص تہے جنکو سنہ ۱۸۵۷ء مین باغیون کے سرغنہ بخت خان نے عین ہنگامہ غدر مین طلب کیا اور ان سے یہہ درخواست کی کہ آپ اس زمانہ مین انگریزون پر جہاد کرنیکی نسبت ایک فتوی پر اپنے دستخط کرین مگر مولوی محبوب علی صاحب نے صاف انکار کیا اور بخت خان سے کہا کہ ہم مسلمان گورنمنٹ انگریزی کے رعایا ہین ہم اپنے مذہب کے رو سے اپنے حاکمون سے مقابلہ نہین کر سکتے اور طرہ برین یہہ ہوا کہ جو ایذا بخت خان اور اسکے رفیقون نے انگریزون کی بیبیون اور بچون کو دی تہی اسکی بابت بخت خان کو سخت لعنت و ملامت کی -

اِس زمانہ کے بعد سید احمد صاحب کے پیرو بہت ہی کم ہو گئے اور آخر کار وہ سنہ ۱۸۳۱ء

مین اپنے اکثر رفیقون کے ساتہہ خادی خان کی دغابازی سے شیر سنگہ کے مقابلہ مین شہید ہوگئے اور انکے شہید ہوتے ہی جو لوگ جہادیون کے ہمراہ تہے انمین سے بہت سے لوگون نے جہادیون کا ساتہہ چہوڑ دیا مگر اور لوگون نے انکا دل تہامنے کے لئے مصلحتاً یہہ خبر مشہور کردی که سید احمد صاحب ابتک زندہ ہین صرف بطور کرامات غائب ہوکر کسی پہاڑ کے کہو مین پوشیدہ ہوگئے ہین مگر آخرکار جب اس دہوکہ کا حال کہل گیا تو سید احمد صاحب کے پیرو اپنے گہرون کو لوٹ آئے اور اس زمانہ کے بعد جہاد کی امداد کے واسطے ممالک مغربی و شمالی سے آدمی اور روپیہ کا پہنچنا بالکل بند ہوگیا اور جو کچہہ واقعات اس زمانہ کے بعد ہوئے وہ چندان دلچسپ نہین ہین اس مقام پر مین یہہ بات بیان کرتا ہون که سید احمد صاحب نے پشاور پر سکہون کا پہر قبضہ ہونیکے بعد اپنے اُن رفیقون سے جو جہاد مین جان دینے پر آمادہ تہے یہ کہا کہ تم جہاد کے لئے مجہہ سے بیعت شرعی کرو چنانچہ کئی سو آدمیون نے اسی وقت بیعت کی اور یہ بات تحقیق ہے که جو شخص شیر سنگہ کے مقابلہ مین لڑائی مین بچ رہے تہے انمین سے صرف چند آدمی تو اپنے پیشوا سید احمد صاحب کے شہادت کے بعد پہاڑیون مین باقی رہگئے تہے جنمین سے اکثر لوگ پٹنہ اور دیگر اضلاع بنگالہ کے رہنے والے تہے اس کے بعد مولوی عنایت علی اور ولایت علی ساکن پٹنہ ان کے سردار ہوے لیکن انہون نے جہاد کے سرانجام مین کچہہ کوشش نہین کی اور جب پنجاب پر گورنمنٹ انگریزی کا تسلط ہوا تو مولوی عنایت علی اور ولایت علی معہ اپنے اکثر رفیقون کے ۱۸۴۷ء مین اپنے گہرون کو واپس بہیج دئے گئے۔ پس اس سے ہمکو یہہ بات معلوم ہوگئی که خاص پٹنہ یا بنگالہ کے اور ضلعون سے بلکہ عموماً ہندوستان سے روپئے اور آدمی بانی وہابیت کے پہلے تین زمانون مین ضرور سرحد کو بہیجے گئے تہے لیکن میری راے مین یہہ بات بہت کہلی ہوئی ہے که انمین سے کوئی آدمی انگریزی گورنمنٹ پر حملہ کرنیکیواسطے نہین گیا تہا اور نہ اُنسے یہ کام لیا گیا اور نہ ان تین زمانون مین کسی کو اس بات کا کچہہ خیال ہوا که ہندوستان

کے مسلمانون کی نیت بغاوت کیجانب مایل ہے مگر با این ہمہ ہمارے ڈاکٹر ہنٹر صاحب اپنی کتاب کے صفحہ ۷۹ مین یہہ بیان کرتے ہین کہ "پچاس برس کا عرصہ ہوا ہوگا جب ایک خلیفہ بطریق رسالت بنگالہ کو آیا اور وہان اُس نے قیام کیا اور قرب وجوار کے تمام زمیندار اس کا اعتبار کرنے لگے اور اُس نے بڑی مضبوطی اور موثر بیان کے ساتھہ جہاد کا وعظ کیا اور جو سرحد پر لشکر تھا اس کے پاس بھیجنے کے واسطے اُس نے پٹنہ کو اور بہی آدمی اور روپیہ بھیجا"۔

یہہ سب ۱۸۳۱ء یا اُسکے قریب کا ذکر ہے جس سے کئی برس بعد پنجاب پر سرکار انگریزیہ کا تسلط ہوا تھا۔ پس کیا ڈاکٹر ہنٹر صاحب کو فی الواقع یہہ یقین ہے کہ اِس زمانہ مین روپیہ اور آدمی اس غرض سے بھیجے گئے تھے کہ سرحد کی قومون کو انگریزون پر حملہ کرنے مین مدد پہنچے۔

مین خیال کرتا ہون کہ شاید ڈاکٹر صاحب اِس بات کو تو تسلیم کرینگے کہ ۱۸۲۱ء سے کئی برس پہلے بھی سکھون پر مسلمانون کا جہاد ہو رہا تھا اور غالب ہی کہ جن آدمیون اور روپیون کا ڈاکٹر صاحب نے ذکر کیا ہے وہ سب پنجاب کے بادشاہون کی رعایا کو شکست دینے کے واسطے بھیجے گئے ہونگے اب یہان سے مین یہہ بات ثابت کرنا چاہتا ہون کہ چوتھے زمانہ† (یعنی زمانہ حال) مین بھی میرے اُن ہم مذہبون کی نسبت جو اب ہندوستان مین رہتے ہین کسی قسم کی بدگمانی کی کوئی وجہ نہین ہے مگر چونکہ انگریز لوگ مسلمانون کی عام رائے اور خیالات سے ناواقف ہین اسلئے وہ ضرور مجھکو مسلمانون کا طرفدار سمجھین گے اور اس سبب سے شاید میرے خیالات یا تحریر پر وہ بہت کم التفات اور اعتماد کرینگے لیکن اس امر کے سبب سے مجھکو ایک ایسے معاملہ کے اظہار مین ڈرنا نچاہیے جسکو مین اپنے ذہن مین بالکل سچ سمجھتا ہون جب مولوی عنایت علی اور ولایت علی ۱۸۴۷ء مین ہندوستان کو لوٹ آے تو اس وقت سید احمد صاحب کے چند پیرو سرحد پر باقی رہگئے اور یہ بات بہی صحیح ہے کہ ان دو شخصون نے

† زمانہ حال کو آپنے پانچوان زمانہ ٹھہرایا تھا۔ شاید یہان کاتب کی غلطی ہے۔ یا یہ کہ چوتھے زمانہ کی ضمن مین پانچوان زمانہ کا حال بھی بیان کیا ہے اسلئے دونون کو یکجا کر دیا ہے۔ (اڈیٹر)

پٹنہ اور اسکے قرب و جوار کے آدمیون کو اس بات کی ترغیب دینے مین ہرگز کوتاہی نہین کی کہ وہ جہاد مین شریک ہون اور اس کام کے واسطے روپیہ جمع کرین چنانچہ وہ برابر بڑی سرگرمی سے کوشش کرتے رہے اور جس بات کا ابتک ان کو دل سے خیال تہا اس کا اظہار انہون نے ۱۸۵۰ء مین اسطرح پر کیا کہ وہ پہر ہندوستان سے سرحد کیجانب چلے گئے مگر ڈاکٹر ہنٹر صاحب نے یہہ خیال کیا ہے کہ یہ لوگ دوبارہ سرحد کو انگریزون پر حملہ کرنیکی نیت سے گئے تہے اور انہون نے بجائے سکہون کے انگریزون پر جہاد کیا تہا حالانکہ جب ان لوگون کو انگریزون سے کسی طرح کی کوئی شکایت نہ تہی تو پہر انکا یہہ ارادہ کرنا کسی طرح پر صحیح نہین ہو سکتا البتہ جو ظلم و تعدی سکہہ لوگ مسلمانون پر کرتے تہے اس سے ہمکو یہہ بات معلوم ہوگئی ہے کہ مسلمان سکہون پر کس وجہ سے حملہ کرنا چاہتے تہے ڈاکٹر ہنٹر صاحب نے یا کسی اور شخص نے اس بات کی کوئی وجہ نہین بیان کی کہ مسلمانون کے دل مین انگریزون سے یہہ عداوت دفعتًا کیونکر پیدا ہوگئی کیونکہ مسلمانون کو انگریزون سے کچہہ عداوت نہتی بلکہ جو سکہہ جمون مین رہتے تہے ان پر وہ حملہ کرنا چاہتے تہے -

مجہکو یہہ سب حال اس شخص کی زبانی معلوم ہوا ہے جسکی ملاقات خاص مولوی عنایت علی اور مولوی ولایت علی سے اسوقت مین ہوئی تہی جب وہ سرحد کو جاتے تہے اسوجہ سے مجہکو اسکی صداقت مین کسی طرح کی کلام نہین ہے اور یہہ بات بخوبی یاد رکہنی چاہئیے کہ وہابی اپنے مذہب مین بڑے پکے اور نہایت سچے ہوتے ہین وہ اپنے اصول سے کسی حال مین منحرف نہین ہوتے اور جن شخصون کی نسبت مین یہہ لکہہ رہا ہون وہ اپنے بال بچون اور مال و اسباب کو گورنمنٹ انگریزی کی حفاظت مین چہوڑ گئے تہے اور ان کے مذہب مین اپنے بال بچون کے محافظون پر حملہ کرنا نہایت ممنوع ہے اس لحاظ سے اگر وہ انگریزون سے لڑتے اور لڑائی مین مارے جاتے تو وہ بہشت کی خوشیون اور شہادت کے درجہ سے محروم ہو جاتے بلکہ اپنے مذہب مین گنہگار خیال کئے جاتے ہم کو یہہ بات بہی ثابت ہو چکی ہے کہ وہابیون کی

باقیماندہ جماعت سرحد پر نہایت قلیل رہگئی تہی اور پہاڑی قومین ان کے مذہب کی باعث سے انسے سخت عداوت رکہتی تہین پس جب ہم ڈاکٹر ہنٹر صاحب کی کتاب مین اس قسم کے فقرے پڑہتے ہین کہ (لارڈ ڈلہوزی صاحب نے اپنے دوسرے مراسلہ مین سرحد کی ان قومون پر حملہ کرنیکی تجویز کی نسبت جو بحث کی تہی جنگلی بیہودہ عداوت کو جو انکو کفار کے ساتہہ تہی ہندوستان کے معتقد وہابیون نے غایت درجہ تک ٹہر کا دیا تہا (صفحہ ۲۳) تو ہمکو بلکہ ہر ایک شخص کو ہنسی آتی ہے ڈاکٹر صاحب شاید اس نہایت ضروری امر کو بہول گئے ہین کہ یہہ پہاڑی قومین قدیم زمانہ سے سرکش اور مفسد ہین اور جو قومین ان کی سرحد پر رہتی ہین خواہ وہ کافر ہون یا مسلمان انکو انہون نے کبہی چین نہین لینے دیا اور بلا امتیاز کسی کے خود دہلی کے مسلمان بادشاہون اور سکہون کے ساتہہ لڑتے رہے ہین اور مثل اُس آیرلینڈ کے باشندے کی جو میلہ مین تماشائیون سے خواہ نخواہ جنگ وجدال کا خواہان ہوتا تہا جب تک اس قوم سے کوئی شخص لڑنے کے لئے موجود ہوتا تہا اُسوقت تک اسکو اس بات کی کچہہ پرواہ نہوتی تہی کہ وہ شخص کون ہے یہانتک کہ نادر شاہ سا شخص بہی جو بڑا ظالم تہا اور جسکے نام سے تمام ہندوستان لرزتا تہا انکو ہرگز اپنا مطیع نہ کرسکا اور ولایت علی اور عنایت علی اور انکے قلیل ہمراہیون کی نسبت ایک کوئی بات ایسی نہین معلوم ہوئی ہے جس سے یہ ثابت ہو کہ وہ ہندوستان مین گورنمنٹ انگریزی پر حملہ کرنیکا منصوبہ رکہتے تہے چنانچہ ۱۸۵۱ء سے چند برس بعد انکا انتقال ہوا اور اسکے بعد انکے تمام ہمراہی ادہر ادہر چلےگئے - البتہ یہہ بات بالکل صحیح ہے کہ جبتک یہہ مولوی سرحد پر مقیم رہے اسوقت تک آدمی اور روپیہ پٹنہ اور بنگالہ کے دیگر اضلاع سے سرحد پر پہنچتا رہا لیکن کسی شخص کو یہہ یقین نہ تہا کہ وہ انگریزون پر حملہ کرنے مین کام آوینگے اور نہ یہ امر قرین قیاس ہے کہ ایسی کمزور فوج ایسی زبردست انگریزی سلطنت کے تہ وبالا کرنے کا ارادہ کرے پس میرے علم و یقین کے موافق وہابیت کے پانچوین زمانہ کو بہی جہاد سے کچہہ تعلق

نہین ہے کیونکہ مین خوب جانتا ہون کہ مولوی ولایت علی اور عنایت علی کے انتقال کے
بعد جہاد کے سرانجام کے واسطے بنگالہ سے نہ تو روپیہ بہیجا گیا اور نہ آدمی گئے البتہ ۱۸۵۷ء
کے ہنگامہ کے بعد ہندوستان کے بعض سرکش آدمی جنکے ساتھہ کچھہ باغی بہی تہے ملکا اور
ستانا واقعہ ترائی نیپال اور بیکانیز اور راجپوتانہ کے بیابانون مین جا رہے تہے اور وہان
انکے جا رہنے کا سبب یہہ تہا کہ انہون نے ان مقامات کو سنگین سزا سے بچنے کے لئے امن
کا مقام خیال تہا جو غدر کے سبب سے ان ایام مین لوگون کو سرکار کیطرف سے ہوئی تہی اور
جو لوگ گوشہ شمال و مغرب کی سرحد کو بہاگ گئے تہے ان کا ایک عام خوف سے ایک
موقع پر جمع ہو جانا ایک عقلمندی کی بات تہی حالانکہ اس مجمع مین خاص مسلمان ہی نتھے
بلکہ ہر قوم کے ہندو اور مسلمان سب تہے پس ان لوگون کی نسبت یہہ خیال کرنا (جیسا
کہ ڈاکٹر ہنٹر صاحب نے بیان کیا ہے) کہ وہ گورنمنٹ پر حملہ کرنیکی نیت سے جمع ہوئے تہے
میرے نزدیک ایک بیہودہ بات ہے کہ اسکی جانب کوئی دانشمند التفات نہ کریگا البتہ یہہ
بات ممکن ہے کہ ان مفرورون کی جماعت مین سے بعض شخص ایسے بہی ہون جو اپنے
گہر والون سے ہندوستان مین خط وکتابت رکہتے ہون اور اس بات کا بہی کچھہ تعجب نہین
ہے کہ ان کے عزیز واقارب ان لوگون کو روپیہ پیسہ بہیجتے ہون اسلئے کہ ان کی بغاوت کے
سبب سے انکے قرابتی لوگون پر یہہ بات لازم نہ تہی کہ وہ ان سے خط وکتابت نہ کرتے بلکہ
ایسی ہی حالت مین اپنے یگانہ اپنا کا زیادہ خیال کیا کرتے ہین اور پاس محبت سے ایسے شخص
کی مدد کرنا گویا اپنے ذمہ فرض سمجہتے ہین - پس ظن غالب یہہ ہے کہ ڈاکٹر ہنٹر صاحب نے اس
خیال بندی کے واسطے کہ گورنمنٹ انگریزی پر جہاد کرنے کے واسطے برابر انتظام کے ساتھہ
روپیہ اور آدمی یہان سے پہنچتے تہے" بلاشبہہ یہی معاملہ ایک بڑی پکی بنیاد ہوئی ہوگی اور
دوسری وجہ اس خیال کی شاید یہہ ہوئی ہو کہ ہندوستان سے اخوند سوات کے پاس روپیہ
جاتا تہا مگر جو لوگ میری ان مضمون کو پڑہین گے وہ غالبًا اس بات سے واقف ہونگے کہ مسلمان

کی شریعت مین ہر مالدار مسلمان پر سال کے آخیر مین اپنی مالیت کا چالیسوان حصہ خدا کی واسطے
نکالنا فرض ہے اور اس چالیسوین حصہ کو انکی شریعت مین زکوۃ کہتے ہین پس گو بہت سے مسلمان
اپنی شریعت کے اس فرض کو ادا نہین کرتے اور اس صورت سے اپنے ہمجنسون کا فایدہ نہین چاہتے
لیکن جو پکے مسلمان وہابی کہلاتے ہین یا جنکی طبیعت کا میلان اس سچے عقیدے وہابیت کی
طرف ہے وہ اس فرض کو بہی مثل اور فرضون کے نہایت مضبوطی اور احتیاط کے ساتھہ ادا
کرتے ہین اور جو روپیہ وہ اپنے خزانہ مین سے زکوۃ کے طور پر نکالتے ہین اسکو حتی الامکان
اپنے قرب وجوار کے مساکین اور ان مسافرون مین تقسیم کر دیتے ہین جنکا گذر ان کے قصبون
اور دیہات مین ہو- اور مسافر اور مساکین کے علاوہ ان نامی گرامی متوکل عالمون اور
عابدون کو دیتے ہین جو ترک تعلق کر کے گوشہ عزلت مین بیٹھے ہین اور انکے سوائی جو طلبا مسجدون
وغیرہ مین رہتے ہین انکی تعلیم کے واسطے بہی دیتے ہین اور اس رفاہ کے کام اور نیک فعل
مین ان پر مذہب کے رو سے کچھہ یہ بات فرض نہین ہے کہ جس شخص کو وہ زکوۃ کا روپیہ دین
اسکے حالات تحقیق بہی کر لیا کرین مگر ہم دیکھتے ہین کہ اس زمانہ کے مسلمانون کو بغاوت مین مدد
دینے کے الزام سے محفوظ رہنے کا اس قدر اندیشہ ہو گیا ہے کہ اب وہ مسافرون وغیرہ کو اس
قسم کا روپیہ نہین دیتے اور اکثر اوقات اس باب مین احتیاط کرتی ہین اور حقیقت مین بہی ایسا ہی
ہے کہ جو مسلمان زکوۃ دینے والے ہین وہ ضرور اس الزام مین مشتبہ ہین اخوند سوات کے نسبت
مجہکو بہی گمان ہے کہ بلاشبہ اسکی پاس بہت سی دولت مند مسلمان زکوۃ بہیجتی ہون گے
لیکن جیسی اسبات کا گمان ہے اسی طرح اسبات کا یقین ہے کہ اخوند سوات وہابی نہین ہے
اور جو روپیہ اسکے پاس پہنچتا ہو گا اسکو گورنمنٹ پہ جہاد کرنیکا کچھہ سروکار نہ ہو گا- دہلی
مین مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب مرحوم کا مدرسہ اور شاہ غلام علی صاحب کی خانقاہ دونون
ایسے مقام تہے کہ وہان علاوہ ہندوستان کے تمام دنیا مین سے روپیہ پیسہ آتا تہا پس اگر کوئی
شخص یہہ بات کہدی کہ شاہ عبدالعزیز صاحب کے مدرسہ اور خانقاہ مین جہاد کیواسطے روپیہ آتا تہا

باقی آیندہ

صفحہ ۳۶۷ سے تا آخر خصوصاً صفحہ ۳۷۰ لائق توجہ گورنمنٹ و اعیان ملک

اشاعۃ السنۃ النبویۃ

علی صاحبہا الصلوۃ والتحیۃ

نمبر دوازدہم — جلد چہارم

ضمیمہ متضمن مسایل مذہب محدثین اہل سنۃ معہ

بابت محرم سنہ ۹۹ مطابق دسمبر سنہ ۸۱ء

شرح قیمت وغیرہ امور متعلقہ نمبر سابق مین دیکھو

مہتمم سے خط و کتابت بحسب نشان ذیل کرو

ابو سعید محمد حسین لاہور محلہ سید مٹھہ

اشتہار کتاب تائید الاسلام

اس کتاب مین اصول اسلام (ثبوت قران - ثبوت نبوت - ثبوت احادیث) مدلل بیان کی گئی ہین اور اسکی خاتمہ مین افضلیت حضرت محمد رسول اللہ بہ نسبت جمیع انبیاء عمارہ طور پر بدلایل عقلیہ و نقلیہ ثابت کی گئی ہے جسکا حظ دیکھنے پر تعلق رکھتا ہے - اس وقت اس کتاب کی ضرورت نہایت درجہ کی ہے - طالبان حق بہت جلد اپنی درخواست معہ قیمت بحسب نشان ذیل ارسال فرماوین - جو شخص زیادہ نسخہ خریدیگا اسکو بحساب فیصدی ۵ ڈسکونٹ ملیگی قیمت فی جلد ۱۲؍ محصول ا؍

المشتہر مولف غلام اللہ - لاہور موچی دروازہ مسجد کمانگران

اشتہار

ہماری دوکان پر کتب مفصلہ ذیل بقیمت ذیل موجود ہین - تفسیر محمدی ہفت منزل ۱۲؍ - ابن ماجہ مجتبی مطبوع مطبع فاروقی ۴؍ - موطا مالک ۴؍ - بلوغ المرام مترجم ۱۲ - سفر السعادت ہر دو فارسی و اردو قیمت ہر دو ۲؍ - موضوعات شوکانی ۲؍ - عجالہ نافعہ ا؍ - تقریب التہذیب ۴؍ - بلاغ المبین حضرت شاہ ولی ۱۴؍ - اربعین نوادی ا؍ - فتوح الغیب ۱۰؍ - روضۃ الاحباب ۲؍ - فتح المبین تالیف مولوی بدیع الزمان صاحب جسمین عمل بالحدیث و تقلید کی بحث ہے اور وہ مضامین ظفر المبین شیخ محی الدین صاحب سے کئی درجہ زیادہ مطالب پر مشتمل ہے قیمت ایکروپیہ کاغذ قسم دوم ۱۲؍ - ان کتابون کے سوای اور ہر قسم کی کتابین حدیث و تفسیر و فقہ و اصول و قصص و حکایات ہماری دوکان پر موجود ہین جنکی تفصیل خوف طوالت سے اس اشتہار مین نہین ہوئی - جن صاحبون کو جس قسم کی کتاب مطلوب ہو ہماری دوکان سے طلب فرماوین اور جنکو ہماری دوکان کی کتب کی تفصیل مطلوب ہو وہ فہرست مفت طلب کرین -

المشتہر - فقیر اسد و عبد الرشید کتب فروشان لاہور کشمیری بازار -

مطبع ریاض ہند امرتسر مین چھپا

انجمن ہمدردی اسلامی لاہور

یہہ وہی انجمن اشاعۃ اسلام ہے جسکی اول تجویز ضمیمہ اشاعۃ السنہ نمبر ۲ جلد ۳ مین ہوئی تھی پھر ضمیمہ نمبر (۱۰) مین ایک جزبہر کی تحریر اسمین ہوئی تہی اور اسمین عامہ اہل اسلام کو اس انجمن کے قایم کرنے کی رغبت دلائی گئی تھی - پھر ضمیمہ نمبر ۱۲ جلد ۴ بابت دسمبر ۱۸۸۱ء مین اسکی قایم ہوجانیکی خبر مشتہر کی گئی - اسکے بعد پھر اسکی کوئی خبر و کیفیت اشاعۃ السنہ مین درج نہ ہوئی (گو اور اخبارات مین جیسے اخبار عام - اخبار انجمن پنجاب وغیرہ مین اسکی کارروائیون کی اشاعت ہوتی رہی) اس سے ناظرین اشاعۃ السنہ (جو اردو اخبارات کو نہین دیکھتے) متعجب ہوکر کہتے ہونگے - کہ وہ انجمن کیا ہوئی سو گئی - یا اس نے عدم کی راہ لی - پھر کبھی اُسکی آواز نہ نکلی - مگر حقیقت مین نہ وہ انجمن راہی عدم ہوئی نہ اس اثنا مین وہ کبھی سوئی ہے بلکہ آہستہ اہستہ وہ اپنا کام کرتی رہی ہے - اس سال مین اُس نے وہ کام نمایان کئے ہین جنکو سنکر شایقین قدر شناس بے اختیار کہہ اُٹھین ع **آفرین باد برین ہمت مردانہ تو** - ہمنے ان کارروائیون کو اس خیال سے مشتہر نہین کیا تہا کہ اس انجمن کو استحکام ہو لے تب ہی اسکی کارروائیون کی اشاعت عمل مین اوے بدون استحکام ایک چیز کو شہرت دینا پھر اسکی تنزل پر افسوس ظاہر کرنا موجب شماتت اعدا ہوتا ہے اب بحمد اللہ اس انجمن نے خوب پاؤن جمالئے ہین اسلئے ہم بہی اسکی کارروائیون کی اشاعت کیطرف متوجہ ہوئے ہین - انشاء اللہ نمبر آیندہ مین (جو جلد پنجم کا پہلا نمبر ہوگا اور وہ عنقریب شایع ہونیوالا ہے) اسکی کارروائیون کو ہم مشتہر کرین گے -

---

بقیہ
مبحث اثبات نبوت

یہ دونون اقسام دونون قوتون کے انسان مین دو طرح پر پائی جاتے ہین - ایک یہہ کہ دونون قوتین آپسمین مقابلہ و زور کرین - ہر ایک اپنے مقتضائے پر پورے زور سے چلنا چاہے ملکیہ درجہ اول یا دوم اپنا پورا تسلط چاہے - بہیمیت درجہ اول و دوم اپنا پورا تصرف - پہر جو دونون مین زور آور ہو وہ غلبہ پائے اور اپنا کام کرلے - دوسرے کے اثر و زور کو توڑ دے - دوسری یہہ کہ دونون آپسمین صلح و اتفاق کرلین - ملکیہ اپنی تیزی و زور کو کم کردے اور اپنے افعال (عقل - پاکیزگی - فراخ حوصلگی - نفع رسانی غیر خیال انجام کار - وغیرہ وغیرہ) کے درجہ کمال سے کچہہ تنزل کرے اور بہیمیت کچہہ ترقی کرے اور اپنے افعال (بے عقلی - آزادگی - خود غرضی - نقد طلبی وغیرہ وغیرہ) کو گہٹا دے -

اس دو طرحکے **اتفاق و اجتماع** دونون اقسام ملکیہ و بہیمیت سے کئی اقسام پیدا ہوتے ہین پر **عام اقسام** اسکے آٹھہ ہین *

(۱) ملکیہ درجہ اول کا بہیمیت درجہ اول کے ساتہہ زور و غلبہ سے اجتماع (۲) ملکیہ درجہ اول کا بہیمیت درجہ اول کے ساتہہ صلح سے اجتماع (۳) ملکیہ درجہ اول کا بہیمیت درجہ دوم کے ساتہہ زور سے اجتماع (۴) ملکیہ درجہ اول کا بہیمیت درجہ دوم کے ساتہہ صلح سے اجتماع - اسی طور پر ملکیہ درجہ دوم کے بہیمیت درجہ اول و دوم کے ساتہہ زور و صلح سے مجتمع ہونیسے چار قسم اور پیدا ہوتے ہین -

ان مختلف اقسام اجتماع سے مختلف آثار پیدا ہوتے ہین اور جس شخص مین جس قسم کا اجتماع ہو اس سے اسی قسم کے مناسب افعال سرزد ہوتے ہین مثلاً جسمین درجہ اول کی بہیمیت ہوتی ہے وہ ریاضت و مشقت کے کام کرسکتا ہے - پہر اگر اسکی ملکیت بہی درجہ اول کی ہو وہ اپنی ریاضت و مشقت سے امور ریاضت و سیاست کے کام لیتا ہے اور جسکی ملکیہ

درجہ دوم کی ہو وہ بوجھہ اُٹھانے اور اسکی مانند کاموں مین مضبوط ہوتا ھی اور جسمین بہیمیت درجہ دوم ہوتی ہے وہ بھاری اور مشکل کاموں سی جی چُراتا ہے پہر اگر اسکی ملکیۃ کامل ہوتی ھی تو وہ اُن کاموں سے کنارہ کش ہوکر خدا کی طرف متوجہ اور اسکی یاد مین لگا رہتا ھی اور زاہد و صوفی بنجاتا ھے اور جسکی ملکیۃ درجہ دوم کی ہوتی ھے وہ اگر قید بہیمیت سی آزاد ہوتا ھی تو زاہد بنجاتا ہے ورنہ سُستی اور نالایقی سے سبھی کاموں کو چھوڑ بیٹھتا ہے - پہر جن لوگون مین ان قوتون کا اجتماع نزدر دغلبہ سی ہوتا ہے انمین اگر بہیمیت کا غلبہ ہوتا ھی تو وہ صرف جسمانی امور مین مصروف رہتی ہین - اور اگر ملکیۃ کا غلبہ ہوتا ھے تو وہ صرف روحانی امور مین مشغول رہتے ہین اور جنمین ان قوتون کا صلح واتفاق سے اجتماع ہوتا ھی وہ جسمانی و روحانی دونون قسم کے کامون مین مصروف رہتی ہین - وقس علی ہذا -

انہی اختلاف اجتماع ملکیۃ و بہیمیت سی وہ اختلاف سعادت (جسکی تشریح نمبر سابق مین گذری ھی) پیدا ہوا ھی مگر اسکا یہہ لازمہ نہین ہے کہ جس سے جو کوئی کام یا فعل (صفت بہیمی یا ملکی کے موافق) سرزد ہوتا ہے وہ اسمین مجبور ہے اور اسکا تبدل و تغیر ناممکن ھی - ملکیۃ کا تابع بہیمیت ہوجانا اور ہر ایک کا اپنی مقتضا ہی سے کمزور و زور آور ہوجانا خود بتا رہا ھے کہ اُن افعال مین جو اُن قوتون سے سرزد ہوتی ہین تغیر و تبدل ممکن ھی اور یہ تغیر و تبدل بہی انسان کی جبلت و فطرت مین داخل ہے اس سی یہہ ثابت ہوا کہ بعض اشخاص (اہل سعادت قسم دوم و سوم جنکا ذکر دبیان نمبر سابق مین بصفحہ ۳۲۵ ہوچکا ہے) جنکو وہ سعادت سر دست حاصل نہین باوجودیکہ یہہ عدم حصول انکی جبلت و فطرت سی پیدا ہوا ھی اس سعادت کو حاصل کر سکتے ہین اور یہہ امر بہی انکی جبلت و فطرت کے مخالف نہین -

پہر اس **سعادت** کا حصول **دو صورت** سی ہوتا ھے **ایک** یہہ کہ انسان اپنی بہیمیت سی

---

† اسمین اہل نیچر کے مذہب سی احتراز ہے جو ہر ایک انسان کے اخلاق کو اسکی فطرت و بناوٹ کا ایسا نتیجہ سمجھتے ہین جسکا تغیر و تبدل ان وہ ناممکن جانتے ہین دیکھو اشاعۃ السنہ نمبر ۹ جلد ۳ صفحہ ۲۶۹ اور تفسیر اہل نیچر صفحہ ۱۸ وغیرہ -

گویا خارج ہوجائے ایسی ریاضتین وتدبیرین عمل مین لاوی جنسی طبعی افعال و آثار مین قصور وفتور واقع ہو اور اسکی تیزی وجوش مٹ جاوی - طبعی لذات کہانا - پینا - لوگون سی اختلاط کرنا - مرغوب چیزون کیطرف راغب ہونا - مکروہ چیزون سے تنفر کرنا چھوٹ جاوے - یہہ صورت پرانے اشراقین فلاسفرون اور زاہدون اور راہبون کے عمل مین رہی ہے - اس صورت سے بعض لوگ تو اپنے مطلب ومراد کو پہنچ جاتے ہین اور بہتیرے دیکھتے ہی رہ جاتے ہین اور باوجود زہد وجفاکشی کامیاب نہین ہوتے -

دوسری صورت یہہ ھی کہ انسان اپنی بہیمیت کی اصلاح ودرستی کرے اور اسکی کجی وزیادتی کو نکال ڈالے - باوجودیکہ اصل بہیمیت باقی رھی - لذیذ کہانے کہائے مگر نہ اس قسم کے اور اس قدر جس سے اسکی ملکیت کو نقصان پہنچے - لوگون سے اختلاط کرے مگر نہ اس حد تک کہ اپنے علوم وروحانی حظوظ کو بہول جاوے - یہ صورت ان لوگون مین پائی جاتی ہے جو ہادی یا رہبر خلایق کہلاتے ہین -

اس صورت دوم کے حاصل کرنے کے اصول بہت ہین پر ان سب کی **اصل اصول** چار خصلتین ہین - ان خصلتون کے التزام واختیار کرنیسے یہہ صورت سعادت انسان کو حاصل ہوتی ھے -

اول پاکیزگی وستھرائی جسکی حقیقت یہ ھی کہ انسان نجاستون سے (جنسی طبع کو تنفر وانقباض ہوتا ھے اور کس وناکس انسے اجتناب رکھتا ھی) بدن ولباس کو پاک رکھی -

دوم اپنے خالق کی جناب مین فروتنی - اسکی حقیقت یہ ھی کہ خداوند واحد کی قدرت کی نشانیون اور صفتون مین غور وفکر عملمین لاوی - جس سی روح یا نفس ناطقہ کو خدا کی طرف میلان ہوتا ھے اور اسکے آگے حواس واعضا جہک پڑتے ہین چنانچہ عاجز رعایا کو اپنے بادشاہ کی دربار مین ایسی حالت طاری ہوتی ہے -

سوم فراخ حوصلگی - اسکی حقیقت یہہ ھی کہ نفس (یا روح) قوای بہیمیت کا تابع نہ ہو ر ھے اسکا

زنگ اسپر نہ پڑے جب نفس امور معاش کیطرف متوجہ ہو (مثلاً کسی عورت کا اشتیاق کرے یا کسی اور لذت مین پڑے) تو اس سے صرف اپنی ضرورت پوری کرے جب اس سے فارغ ہو تو ایسا ہو جاوے کہ گویا اس کام مین کبھی نہ تہا۔ ایسا نفس جب بدن سے مفارقت کرتا ہے نہایت انس و عمدہ عیش مین رہتا ہے۔ اپنے آپ مین ظلمانی و جسمانی لذات کے تعلق کا کچھہ اثر نہین پاتا۔ اس خصلت کے مقابلہ مین تنگ دلی و بخل کی خصلت ہے۔ جب نفس مین وہ خصلت ہو وہ ان جسمانی لذات مین منہمک ہو جاتا ہے اور وہ لذات اسمین ایسی مؤثر و متنقش ہو جاتی ہین جیسی کسی چیز پر مہر لگجاتی ہے۔

یہی وجہ ہے کہ فراخ حوصلہ لوگون کا اگر ظاہری نقصان ہو جاوے تو وہ اسکی پروا نہین کرتے اور تنگ دلون کا کچھہ جاتا رہے تو اسکے فراق مین مدہوش ہو جاتے۔

اس خصلت فراخ حوصلگی اور اسکے مقابل تنگدلی کے کئی نام و تعبیرات ہین جو حسب موقع و محل استعمال کئے جاتے ہین۔ مال کے موقع پر ان خصلتون کو سخاوت و بخل سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ اشتہاء شکم و شہوت نفس کے موقع پر انکو عفت و شہوت پرستی سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ آرام و آسایش کے محل مین انکو صبر و بیقراری کہا جاتا ہے۔ مذہبی خیال سے ممنوع چیزون کے کرنے نہ کرنے کی نسبت انکا نام پرہیزگاری و بدکاری ہے۔

چہارم منصف مزاجی۔ یہہ ایک ایسی نفس کی صفت ہے جسکے سبب نفس سے ایسے افعال سرزد ہوتے ہین جن سے نظام بشری و تمدن بوجہ سہولت قایم رہے اور روح کی روحانیت زایل نہو اس صفت عدالت کی ضد ظلم ہے جس سے نظام بشری و تمدن تباہ ہو جاتا ہے اور انسان کی انسانیت مین فرق آجاتا ہے۔

یہ خصایل انسانی **فطرت** کے مناسب ہین اور فطرت انسان مین ان خصایل کا مادہ و ملکہ موجود ہے۔ ولیکن بعض لوگون کو انکی تحصیل یا تکمیل سے بعض امور داخلی یا خارجی مانع ہو جاتے ہین اور یہہ امر ہی اسی فطرت سے تعلق رکھتا ہے۔

پہر انہی لوگون کے لیئے ان موانع کے دور کرنے اور ان خصایل کے حاصل یا کامل کرنیکو اسباب بہی موجود ہین اور یہہ امر بہی اسی فطرت سے ناشی ہے -

وہ موانع وحجاب بہت ہین **از انجملہ** ایک حجاب طبیعت بہیمیت ہی جسمین وہ لوگ مبتلا ہوتے ہین جو رات دن لوازم بہیمیت کہانے - پینے - مادہ سے جفت ہونے وغیرہ جسمانی لذات مین مصروف رہتے ہین - اور انکے سبب وہ روحانی کمالات سے تعلق نہین رکہتے - **وازانجملہ** حجاب رسم و رواج زمانہ ہے جسمین وہ لوگ مبتلا ہوتے ہیں جو کسی نہ کسی وقت ان لوازم بہیمی ولذات جسمانی سے رہائی پاتے ہین اور اپنے کمال کو پہنچنے اور سعادت حقیقی کے حاصل کرنیکا قصد کرتے ہین مگر جب اپنی ابناے جنس کو انہی لوازم بہیمیت مین مصروف دیکہتے ہین تو انہی کے تابع ہو رہتے ہین وعلی ہذا القیاس -

ان موانع کے دور کرنے اور ان خصایل کے حاصل یا کامل کرنیکے یہہ **اسباب** ہین قوت عملیہ کو کام مین لانا اور یہہ سوچنا کہ انسان کیا چیز ہے اور اسکا کمال نوعی کیا ہے پہر اسکی مطابق عملی تدبیر کرنا - لذات بہیمی کو اعتدال پر لانا - اور رسوم فاسدہ کو ضوابط نظام عالم کی کہسوٹی پر لگانا - وعلی ہذا القیاس -

یہہ حقیقت وصفات انسانی کی تشریح ہے جس سے ایک جز مقدمہ سابعہ کا اثبات ہوا - اور بخوبی معلوم ہوگیا کہ انسان کیا چیز ہے ؟ اور اسکی صفات کیا ہین جو اسکو اور حیوانات ونباتات وجمادات سے ممتاز کرتی ہین - جن کا خلاصہ عام فہم یہہ صفات ہین (۱) عالم دنیوی کے متعلق قواعد وضوابط بنانا (۲) ان قواعد کے مطابق دنیوی اسباب وسامان مہیا کرنا (۳) ان قواعد کے سیکہنے بنانے مین ایک دوسرے سے تعلیم پانا (۴) ان قواعد واسباب مین جسمانی تربیت کیساتہہ روحانی اصلاح کا بہی لحاظ رکہنا (۵) خدا کی توحید وصفات کو جاننا (۶) اسکا حق اور اسکا طریق ادائی پہچاننا (۷) خالق ومخلوق دونون کے معاملہ مین ستہرائی فروتنی - فراخ حوصلگی منصفی کا پابند رہنا (۸) علوم غیبی کا جنکو عقل وقیاس ووہم نہ پہنچ سکے ہونا

(۹) ان صفات کی ضدون و نقیضون کا بہی محل ہونا (۱۰) اور ان سے علمی و عملی تدبیرون سے بچ سکنا و علی ہذا القیاس —

ان صفات کا انسان مین بالفعل یا بالقوہ پایا جانا (میری دانست مین) ایسا محسوس و مشاہد امر ہے جیسے آفتاب مین روشنی اور آگ مین جلانا - اور چرند حیوانات مین گہاس چارہ کہانا اور پرندون مین اُڑنا و علی ہذا القیاس -

کوئی انسان صاحب ہوش و حواس و صحت و اعتدال انسان مین ان صفات کے موجود ہونے سے شک و انکار نہین کر سکتا - اور کوئی نہین کہہ سکتا کہ انسان مین بُری چیز (جسکو وہ بُرا سمجہتا ہے †) کے کرنیکا مادہ اور اس سے پاکی و ستہرائی حاصل کرنیکی طاقت نہین - کوئی نہین کہہ سکتا کہ انسان مین ظلم کرنے اور کسی چیز (اپنے مال یا جان) کو بے محل (جسکو وہ ‡ بے محل سمجہے) رکہنے کی قوت اور اس سے بچنے کی طاقت نہین ہے -

---

† اسمین اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ اگرچہ ممکن بلکہ واقعی امر ہے کہ بعض اشخاص بُری چیزون کو اچہا سمجہتے ہین مگر ان کے نزدیک بہی کوئی نہ کوئی بُری چیز ہے مثلاً ہندو گوبر کو پوتر (یعنی پاک) سمجہتا ہی مگر بول و براز انسانی کو تو وہ بہی بُرا سمجہتا ہے - شاید کوئی بن مانس ایسا بہی ہو جو اپنے بول و براز کو بُرا نہ سمجہتا ہو - مگر کسی نہ کسی چیز کو وہ بہی بُرا سمجہتا اور نفرت کرتا ہوگا - وہ تو نام کا انسان ہے ہم حیوانات گائی - بہینس - گدہے - کتے کو دیکہتے ہین کہ جس گہاس یا چارہ یا اور کہانے کی چیز کو طبعاً بُرا سمجہتے ہین سونگ کر چہوڑ دیتے ہین اور ہمارے مدعا کے اثبات کے لئے اسی قدر بس ہے -

---

‡ اسمین اسی قسم کا اشارہ ہے جو پہلے حاشیہ مین گذرا کہ اگرچہ بعض اشخاص کسی خاص چیز کو بے محل نہین سمجہتے مگر کسی نہ کسی چیز کو تو وہ بہی بے محل سمجہتے ہین -

انکار کرنا جو بجز سوفسطائی منکر حقایق اشیا کسی سے متصور نہین ہے اور سوفسطائی سے اسمقام ہمکو بحث نہین -

(۱) ہان شاید کوئی منکر نبوت و مذاہب یہہ اعتراض کرے کہ یہہ روحانی صفات اور انکے مناسب و نامناسب افعال نیک و بد **فطرتی** (مقتضاے و داخل فطرت انسانی) **نہین** بلکہ **تعلیمی** (تعلیم و تربیت کے نتایج) **ہین** بعض لوگون نے اپنی عقل یا کسی مذہب کی تقلید سے بعض امور کو اچھا ٹھہرایا ہے بعض کو برا - عام لوگون نے انکی تجویز و تعلیم کو مان لیا - عدالت کو اچھا سمجھا ظلم کو برا - عفت کو بہتر جانا - زنا کو بدتر -

اصل فطرت انسانی مین ان امور کو اسی طرح جاننا اور ان کے موافق عملدرآمد رکہنا داخل ہوتا تو ہر کسیکو بلا تعلیم و تعلم انکا علم و عمل حاصل ہوتا - بن سکہاے ہر کوئی خدا کی عبادت کرتا - بن تعلیم زنا کو برا جانتا - جیسے اور امور طبعی (سانس لینا ہنسنا رونا - چہینکنا - سونا - جاگنا - آنکھ کھولنا) بن سکہاے ہر کوئی جانتا ہے - مگر ہم صاف دیکھتے ہین کہ کوئی انسان ان روحانی باتون کو بن سکہاے نہین جانتا - اگر آدمی کے بچہ کو پیدا ہونے کے ساتھہ ہی کسی جنگل مین چھوڑ دیا جاوے اور کوئی اسکو تعلیم نہ کرے تو وہ ان باتون سے بہایم سے بڑہکر نسبت نہ رکھے - اس سے معلوم ہوا کہ یہہ صفات اور اسکے مناسب و نامناسب افعال تعلیمی ہین فطرتی نہین -

(۲) الم اور اگر یہہ صفات فطرتی ہین تو پہر نبوت و ہدایت عبث ہے - جنکی فطرت مین یہہ روحانی صفات ہین وہ خود بخود اپنے مقتضاے فطرت پر چلین گے اور نیک کام کرینگے - اور جنکی فطرت مین ان صفات کے برخلاف (بہیمی یا حیوانی یا شہوانی) صفات داخل ہین وہ ضرور ان ہی صفات کی مقتضاے پر چلین گے اور ان کے برخلاف کسیکی ہدایت و نصیحت کو ہرگز نہ سنین گے -

(۳) اور نیز اس تقدیر پر اگر دعوت و تعلیمات انبیا ان امور فطرتی کے موافق ہے تو اس دعوت کے لئے بعثت و نبوت تحصیل حاصل ہے - جو بات کسی کی فطرتی ہوتی ہے اسکی تعلیم و تاکید کی کیا حاجت ہے اور اگر دعوت و تعلیمات انبیا ان امور کے مخالف ہین تو انپر کسیکا عمل کرنا کیونکر ممکن ہے

پس بعثت و نبوت سے نتیجہ و فایدہ کیا ہے ؟

پہلے اعتراض کا جواب یہہ ہے کہ اگر یہہ صفات و افعال انسان کے لئے فطرتی نہ ہوتے تو تعلیم سے انسان کے لئے انکا حصول کب ممکن تہا - جسکی فطرت مین ایک کام کی صلاحیت و لیاقت نہین ہوتی اسمین تعلیم کیا اثر کرتی ہے - دیکہو فطرت انسانی مین اڑنے کی صلاحیت نہین تو وہ تعلیم سے کب اڑ سکتا ہے - جانوروں کی فطرت مین لکہنا نہین تو وہ سکہائے سے کب لکہہ سکتے ہین - بندر و ریچہ تعلیم سے انسانی حرکات اسلئے کرتے ہین کہ انکی فطرت اس امر کے لایق ہے طوطا سکہانیسے انسانی الفاظ اسلئے بولتا ہے کہ یہہ امر اسکی فطرت مین داخل ہے - اس سے ثابت ہوتا ہے کہ سیکہنے سکہانے سے ایک چیز کا حاصل ہونا عین اس امر کی دلیل ہے کہ اس چیز کا حصول سیکہنے والے کی فطرت مین داخل ہے - اور اگر فطرتی صلاحیت و لیاقت کا تعلیمی امور کے حصول مین دخل نہ ہوتا تو تعلیم سے ہر قسم مخلوق کو ہر چیز کا علم و عمل حاصل ہوتا انسان اڑتا اور درخت کلام کرتا - و علی ہذا القیاس

اور **معترض** کا یہہ **کہنا** (کہ یہہ امور فطرتی نہین **تعلیمی** ہین) معلوم نہین کیا معنی و مراد رکہتا ہے اگر اس سے یہہ **مراد** ہے کہ **تعلیم** ان امور کے وجود کی **مثبت** ہے یعنے واقعی اور نفس الامر مین ان امور کا انسان مین وجود نہین - تعلیم نے بہ خلاف واقع ان چیزون کا وجود قائم کر دیا ہے اور کسی چیز کو نیک کسیکو بد ٹہرا دیا ہے **تو اسکا باطل ہونا** ہم تقریر اعتراض سے پہلے ظاہر کر چکے ہین اور بیان کر آئے ہین کہ یہہ سوفسطائیون کا خیال ہے جو حقایق موجودہ اور انکے خواص و تاثیرات مشاہدہ کے منکر ہین اور یہہ کہنا ایسا ہے جیسے یہہ کہنا کہ آفتاب روشن نہین اور آگ گرم نہین جو اس مقام اثبات نبوت مین لایق تعرض و جواب نہین ہے -

اور اگر اس سے یہہ **مراد** ہے کہ **تعلیم** ان امور کے وجود کی **مظہر** ہے یعنی وجود تو ان اشیاء کا واقعی ہے مگر اسکا اظہار تعلیم نے کیا ہے - تعلیم نہ ہوتی تو ان چیزون کو اکثر لوگ نہ جانتے تو ان معنی ان امور کا تعلیمی ہونا فطرتی ہونے کے مخالف و منافی نہین ہے - تعلیم عین موافق

ومطابق فطرت واقع ہوئی ہے فطرت انسانی کا عین منشا ومقتضا یہی ہے کہ ان صفات وافعال کا حصول انسان کو تعلیم سے ہو نہ یہہ کہ بدون تعلیم وتعلم ہر کسیکو یہہ صفات وافعال حاصل ہو جائین -

اور معترض کا یہہ کہنا کہ (اگر ان امور کا علم وعمل فطرتی ہوتا تو بلا تعلم ہر کسیکو حاصل ہو جاتا جیسے اور امور طبعی کا حال ہے) وہم واشتباہ سے ناشی ہے - بیشک خاص وہ امور طبعی ‡ جو صرف طبیعت سے پیدا ہوتے ہین - خارج سے اُنکو تعلق نہین ہے انسان وغیرہ حیوانات کو بلا تعلیم وتعلم حاصل ہوتے ہین مگر عام امور فطرتی جنکا صدور صرف طبیعت سے نہین ہوتا اور انکا وجود اسباب خارجی (کہ از انجملہ تعلیم بھی ہے) پر موقوف ہے - انسان کو خود بخود بدون تعلیم وغیرہ اسباب کے حاصل نہین ہوتے - انکو فطرتی کہنا اِس معنی کر ہے کہ فطرت انسانی مین ان امور کے حصول کا (اُن اسباب سے جو اُسکے لائق ہین) مادہ وملکہ ہے نہ ان معنے کر کہ فطرت انسانی بدون اسباب خارجی انکے وجود کے لئے کافی ہے -

† پھر یہہ بات کہ وہ تعلیم (جو واقعی صفات وافعال نیک وبد کی مظہر ہے) تمام جہان مین عقل سے ہوئی ہے یا مذہب سے اسکا تصفیہ ہم قبل اثبات نبوت کرنا نہین چاہتے - اسمین ہمارا خیال یہی ہے کہ اصل اصول جملہ علوم وکمالات کا (جنکے لئے صرف طبیعت کافی نہین) الہام ہے - عقل اس الہام کے سمجھنے اور اس سے نتائج نکالنے اور اس سے استنباط کرنیکا آلہ ہے جیسے دوربین کے لئے آنکھہ - خداوند خالق عالم نے سب سے پہلے انسان کو اسی الہام سے سب کچھہ سکھایا پھر بھی وقتاً فوقتاً اسی الہام کے ذریعہ سے اپنے بندون پر علوم کا القا کیا - انہی لوگون سے اصل اصول علوم کو عام لوگون نے حاصل کیا - پھر خواہ اسپر بہت کچھہ بڑہایا یا کچھہ گھٹایا - اسکا پورا فیصلہ ہم تقریر اثبات نبوت مین ہوگا -

‡ اشاعۃ السنہ نمبر ۱ جلد ۳ مین ایسی ہی امور طبعی کے نسبت کہا گیا ہے کہ انکا حصول کسب وتعلیم سے نہین ہوتا جس امر کی وہان بحث ہے اسکی نسبت خصم کا یہی ادعا تھا کہ اسکا صدور صرف طبیعت سے ہے

انسان کے اکثر امور و صفات فطرتی اس قسم کے ہین کہ بدون تعلیم اسکو حاصل نہین ہوتے اسی نظر سے انسان کو مدنی الطبع کہا گیا ہے اور جو امور طبعی انسان کو بلا تعلیم و تعلم حاصل ہوتے ہین وہ نہایت قلیل و محدود ہین جنمین انسان کے ساتہہ اور بہایم بہی شریک ہین جیسے کہانا - پینا - سونا - جاگنا - فضلات (بول و براز) کا دفع کرنا وعلی ہذا القیاس)

ان روحانی صفات اور ان کے مناسب افعال سے معترض نظر اوٹہا کر اور امور عقلی (جن کے سبب وہ انسان کو بہایم پر فوقیت دیتا ہے اور انکو داخل یا لوازم فطرت انسانی سمجہتا ہے) کیطرف غور سے دیکہے پہر انصاف سے کہے کہ ان امور سے کسی امر کو انسان بدون تعلیم و تعلم حاصل کرسکتا ہے کوئی بلا تعلیم منطق یا علم ہیئت پڑہ سکتا ہے ؟ کوئی بلا تعلیم جوتا سینا جانتا ہے ؟ کوئی بلا تعلیم گہڑی بنا سکتا ہے ؟ وعلی ہذا القیاس - جب انسان کے سبہی عقلی کمالات کا یہہ حال تو خاصکر روحانی صفات اور اسکے موافق افعال کا تعلیم سے حاصل ہونا کیونکر محل اعتراض ہوسکتا ہے

اسی (۲) جواب مین معترض کے **اعتراض دوم** (کہ اگر یہہ صفات فطرتی ہین تو نبوت و ہدایت عبث ہے) کا **جواب** بہی ادا ہوا - اسمین بیان ہوچکا ہے کہ فطرت کے یہہ معنی نہین کہ ان صفات و افعال کے وجود کے لیے صرف فطرت انسانی بلا اسباب خارجی کافی ہے اور سابقًا بہ صفحہ ۲ بیان ہوچکا ہے کہ ملکیہ و بہیمیہ کے لوگون کی فطرت مین داخل ہونے سے لازم نہین آتا کہ لوگ ان صفات کی مناسب کام کرنے مین مجبور رہین اور بصفحہ (۴) بیان ہوا ہے کہ اصول سعادت کا حصول و زوال و نقصان و کمال اسباب و وسایل سے ہوسکتا ہے اور یہہ امر بہی عین مقتضائے فطرت ہے اس بات سے معترض کا اعتراض دوم باطل ہوتا ہے اور صاف بتاتا ہے کہ لوگون کو اپنی فطرت کے مقتضاء پر چلنا یا نہ چلنا اسباب خارجی سے تعلق رکہتا ہے جس کے سبب انکی فطری ہیئت کا

خارج سے نہین - اسکے جواب مین کہا گیا تہا کہ اگر وہ ایسا امر ہے تو چاہیئے کہ ہمین تعلیم کو دخل نہ ہو حالانکہ وہ امر بڑی مشقت و تکلیف سے حاصل ہوا ہے - اس سے ثابت ہوا کہ وہ محض طبعی نہین ہے پس کوئی ناواقف اسجگہ کے بیان کو اسمقام کے بیان کے مخالف نہ سمجہے -

بقیہ حاشیہ صفحہ ۳۶۵

[illegible]

جب ان روحانی صفات انسانی کا جو ظاہری آنکھہ سی کہائی نہین دیتی ہین صرف چشم بصیرت سے نظر آتی ہین کوئی انکار نہین کرسکتا تو اسکی صفات مرئیہ و مشاہدہ سی کسیکو کہان گنجایش انکار ہے ومع ذلک کوئی انکے وجود سے انکاری ہوگا تو ہمکو ناچار و مجبور ہوکہ کہنا پڑیگا کہ وہ حقیقی اور صحیح المزاج انسان نہین ہے گو ظاہرا صورت و لباس انسانی رکہتا ہے -

دوم تشریح نیکی و بدی

(بمعنی *صفت کمال و نقصان و مناسبت نامناسب باقتضائے فطرت انسانی)

تشریح اول مین ثابت ہوچکا ہے کہ انسان مین دو قسم کی صفات پائی جاتی ہین - **قسم اول** صفات بہیمی (یا حیوانی) جنمین انسان کے ساتہہ اور حیوانات و بہایم بہی شریک ہین - **قسم دوم** صفات ملکی (یا روحانی) جنکو انسان سے خصوصیت ہے - ان دونون قسم صفات کیلئے مناسب و مخالف افعال و اشیاء ہین جنکو بلحاظ اس مناسبت و مخالفت کے نیک و بد و مفید و مضر کہا جاسکتا ہے انسان کے لئے موجود ہین -

صفات بہیمی کے مناسب (نیک و مفید) وہ افعال و اشیاء ہین جنکی استعمال سی انسان کا مزاج طبعی درست رہے اور اسکی صحت و اعتدال مین فرق نہ آوے جیسے مناسب غذا (گوشت و روٹی) کہانا - آرام سے چلنا - بقدر مناسب سونا جاگنا وعلی ہذا القیاس -

ان صفات کے مخالف (بد و مضر) وہ اشیاء ہین جنسے اسکا مزاج طبعی بگڑجاوے صحت و اعتدال مین فرق آوے جیسے معمولی غذا قدر مناسب سی زیادہ یا زہر کہانا - کوٹہہ پرسے کودپڑنا - افراط سے جاگنا - وعلی ہذا القیاس -

اس قسم کے افعال و اشیاء نیک و بد بلحاظ مناسبت و نامناسبت طبیعت اور حیوانات و بہایم مین بہی پائے جاتے ہین - چرندہ جانور گہاس و دانہ کہائے تو اسکا مزاج طبعی درست رہتا ہے گوشت کہالے یا معمولی چارہ حد سے زیادہ کہالے تو اسکا مزاج طبعی فاسد ہوجاتا ہے - گوشت خور

* اس تفسیر و بیان معنی کی وجہ سابقا نمبر ۶ جلد ۴ مین بصفحہ ۲۳۴ بیان ہوچکی ہے ناظرین اسے مقام کو بنظر مراجعت دیکہین

پرندے و درندے گوشت کہالین تو صحیح المزاج رہتے ہین - گہاس کہائین تو طبعی اعتدال سے خارج ہو جاتے ہین وعلی ہذا القیاس -

ایسا ہی بعینہ انسان کی ملکی (یا روحانی) صفات کا حال ہے ملکیت (یا روحانیت) کے مناسب (نیک و مفید) وہ افعال واشیا ہین جنسے انسان کا روحانی مزاج قایم و معتدل رہے - اسکے مخالف (بد و مضر) وہ افعال واشیا ہیں جنسے وہ مزاج بگڑ جاوے اور انمین انسان ملکیۃ کو بہیمیت کے تابع کردے -

ان دونون قسم کے افعال (موافق و مخالف روحانیت) کی کسیقدر تشریح ضمناً پہلے بہی ہوچکی ہے اس مقام مین اور بہی تشریح کیجاتی ہے -

(۱) انسان کا اپنے خالق کو ماننا (۲) اُسکی ذات وصفات مین غیر کو شریک یا نظیر نہ جاننا (۳) کسی نہ کسی طریق سے اسکا حق احسان وشکریہ نعمت ادا کرنا (۴) اپنے ابنائے جنس سے ہمدردی وسلوک سے پیش آنا - (۵) اُنکی جان و مال سے بیوجہ و بلا استحقاق تعرض نہ کرنا ناحق خون - زنا - چوری - زبردستی - دہوکہ بازی نکرنا - اس قسم کے افعال ہین کہ ان سے انسان کی صحت روحانی قایم رہتی ہے اور ان افعال کے برخلاف وجود خالق سے انکار کرنا - اسکی ذات یا صفات مین کسیکو شریک جاننا - کسی نوع کا اسکا حق احسان نہ ماننا - اپنے ابنای جنس سے بظلم و تعدی پیش آنا - بلا وجہ کسیکو مار ڈالنا - بلا استرضا اور بدون کسی استحقاق و قانون کے کسی

✝ اس بیان کو کوئی بیان نمبر ۸ جلد ۲ اشاعۃ السنہ کے متناقض و مخالف نہ سمجہے وہان شکر محسن کا وجوب شرعی عقل سے ثابت نہ ہونا - اور فطرت سے اسکا ثبوت نملنا بیان کیا گیا ہے - اس مقام مین شکر کا وجوب فطرتی فطرت انسانی سے ثابت کیا جاتا ہے جس سے صرف یہہ مقصود ہے کہ یہہ شکر نعمت فطرت انسانی کے لئے مناسب ہے جیسے چہری کے لئے کاٹنا فطرۃً مناسب ہے آگے اسمین یہہ ادعا نہین ہے کہ اس شکر و ناشکری پر کوئی جزا و سزا اخروی ورضا و عتاب الہی بہی اسی فطرت انسانی سے ثابت ہوجاتی ہے جسکا قبل ورود شرع صرف فطرت سے ثابت ہونا محال ہے بس اُس جان اور اس بیان مین کوئی تعارض و تناقض نہین ہے -

عورت سے دست اندازی کرنا بلا وجہ کسی کا مال لے لینا - دغا فریب کرنا - ایسے افعال ہین جنسے مزاج ملکی (یا روحانی) انسان کا فاسد ہو جاتا ہے -

اس امر کا علم ویقین پیدائش و صفات انسانی کا جمادات و نباتات و حیوانات کی پیدائش وصفات پر قیاس و مقابلہ کرنیسے حاصل ہو سکتا ہے -

انسان کو خدا تعالی نے اپنے وجود کا علم دیا ہے اور ادائے شکر احسان کے لایق کیا ہے اور تمدن وحسن معاشرت کے اصول وقواعد بنانے اور اسپر چلنے کا ملکہ و مادہ عطا فرمایا ہے جن سب امور سے حیوانات و نباتات وغیرہ خالی ہین تو پہر اسمین کیونکر شک کیا جاسکتا ہے کہ انسان کے لئے خالق محسن کا حق شکر نعمت ادا کرنا اور اسکے وجود کا اقراری ہونا اور قواعد تمدن وحسن معاشرت کا پابند رہنا روحانیت انسان کے لئے مناسب نہین ہے -

جب کسی چیز کو کسی خاص ہیئت وصفت پر دیکھا جاتا ہے تو اس ہیئت وصفت کے مناسب اس چیز سے کام لینا اس چیز کے لئے مناسب سمجھا جاتا ہے مثلاً (۱) لوہے کو اگر بشکل تلوار یا چھرے کے دیکھا جاتا ہے تو اسکے لئے کاٹنا مناسب سمجھا جاتا ہے سوئی کی صورت مین ہو تو اس سے سینا مناسب معلوم ہوتا ہے - توے کی صورت مین ہو تو اس پر روٹی پکانا مناسب نظر آتا ہے - پہر جن صفات پر انسان کو دیکھا جاتا ہے ان صفات کے لایق انسان کا کام کرنا کیونکر مناسب اور بلحاظ فطرت انسان نیک و مفید نہین ہے -

(۲) جو حیوانات کیڑون کی طرح بلا توالد وتناسل پیدا ہوتے ہین ان کے لئے صرف غذا کا طالب ہونا مناسب نظر آتا ہے - اسکے سوائے کوئی گہر - کہو نسلہ - بل بنانا نر کا مادہ کو خاص کر لینا ضروری معلوم نہین ہوتا - اور جو جانور جفت ہو کر انڈے - بچے دیتے ہین اور انکو پالتے ہین اُن کے لئے یہہ کام مناسب نظر آتے ہین کہ وہ ایک نر و مادہ باہم اتفاق کرین اور اپنے لئے ایک کہونسلہ بنا دین پہر انڈون سے بچے نکالین پہر انکے لئے دانہ تلاش کر کے لادین - اور جس حالت مین انسان مین یہہ صفت توالد وتناسل موجود ہے تو پہر کیا اسکے لئے کوئی گہر جہونپڑا بنانا اور کوئی جورو مقرر کر لینا

اور اپنے بچون کو پالنا اور ان کامون کے لئے اسباب واصول مقرر کر لینا مناسب نہین ہے۔

(۱۳) اکثر حیوانات وطیور جس مادہ کی طرف رجوع کرتے ہین اگر اسکی طرف دوسرا نر رجوع کرتا ہے تو وہ اسپر غیرت کرتے ہین اور اس سے لڑتے اور کاٹتے ہین پہر جو غالب وزورآور ہوتا ہے وہ اس مادہ پر قابو پاتا ہے۔ اور اگر انکی جگہہ یا گہونسلے یا اُنکے متعلقین سے کوئی دوسرا حیوان دخل دینا مزاحمت کرنا چاہتا ہے تو وہ بشرط قدرت وطاقت انکی حمایت مین اس سے مزاحمت کرتے ہین حضرت انسان ان سب باتون مین ان سب حیوانات وطیور سے بڑہکر ہے۔ عورت ایسی چاہتا ہے جسکی طرف دوسرا شخص نگاہ بہی نکرے۔ گہر ایسا چاہتا ہے جسمین کوئی مداخلت کرنے نہ پاوے۔ اپنے گہر۔ جان۔ مال اولاد کی ایسی حفاظت چاہتا ہے کہ انکی طرف کوئی بُری نگاہ سے نہ دیکہے۔ پہر کیونکر خیال کیا جاسکتا ہے کہ انسان کے لئے اپنے جان ومال۔ جورو۔ بچون مکان کو مزاحمت غیر سے بچانا اور اس مزاحمت کے روکنے کے لئے قوانین ازدواج۔ حدود۔ قصاص ومعاملات مقرر کرنا۔ اور اپنے طریق معاشرت مین ان قوانین کا پابند رہنا روحانیت انسان کے لئے مفید اور مناسب نہین ہے۔ اور ان قوانین کے برخلاف جس عورت کو چاہنا کام مین لانا۔ جسکے مال کو پسند کرنا دبا لینا۔ جس جی کو چاہنا مار ڈالنا روحانیت انسان کے مخالف ومضر نہین ہے۔ ایسا خیال کرنا کمال ناانصافی ہے۔ اور اسمین انسان کو جمادات وحیوانات سے بھی ردی اور نکما ٹہرانا ہے۔ اس بیان سے ثابت ہوا کہ انسان کی صفات بہیمی وروحانی دونون کی مناسب ونامناسب افعال واشیا جنکو بنظر اس طبعی وفطرتی مناسبت ومخالفت کے نیک وبد کہا جاسکتا ہے موجود ہین وہوالمدعا۔

چند اعتراض اور انکے جوابات

ہماری اس بیان کو پڑہ سنکر کوئی یہہ تو نہین کہہ سکتا کہ ملکی یا روحانی صفتین (جو بیان ہوئی ہین) انسان مین بالفعل یا بالقوۃ پائی نہین جاتی۔ یا ان صفات کے مناسب ونامناسب افعال (نیک وبد) انسان مین موجود نہین۔ یہہ کہنا ایسا ہے جیسے آفتاب کی روشنی اور آگ کی گرمی سے

بقیہ مضمون نمبر ۳

(ہندوستان کے حدیث پر عمل کرنیوالے وہابی نہیں)

لایق توجہ گورمنٹ

تو اس وقت یہہ بات بہی تسلیم کیجا ویگی کہ اخوند سوات کے پاس جہاد کے واسطے روپیہ جاتا تہا۔

یہہ ہمنے ہندوستانی وہابیونکی گویا تاریخ بیان کی ہے اور مین درخواست کرتا ہون کہ جب وہ ڈاکٹر ہنٹر صاحب کی کتاب کی نسبت میری رائے کو پڑہین تو وہ اس مختصر تاریخ کا ضرور خیال رکہین مین یقین کرتا ہون کہ میرے اس مضمون سے یہہ بات بخوبی ثابت ہوگئی کہ ہندوستان کے وہابیون کا وہ جہاد جسکو ڈاکٹر ہنٹر صاحب نے گورمنٹ انگریزی کے متعلق بیان کیا ہے صرف سکہون کے مغلوب کرنے کے واسطے ہوا تہا۔ اور گو باغیون کی اس جماعت نے جو مقام ملکا وستانا مین رہتے تہے ۱۸۵۷ء کے بعد ہماری گورنمنٹ کو کسی قسم کی تکلیف دی ہو لیکن سرحد کی جماعت کو جس مین ہندو اور مسلمان دونون شریک ہون ہرگز جہادیون کی جماعت نہین کہہ سکتے جب ہم ڈاکٹر ہنٹر صاحب کی کتاب کہولتے ہین تو ہم اُسکے اول ہی صفحہ مین یہہ فقرہ درج پاتے ہین کئی سال سے ہماری سرحد پر باغیون کی ایک جماعت نے شورش مچا رکہی ہے اور اکثر اوقات وہان کے اکثر گروہون نے ہمارے لشکر پر آکر حملہ کیا ہے اور دیہات مین آگ لگا دی اور ہماری رعایا کو قتل کیا چنانچہ ہماری فوج کو انکی یورش کی وجہ تین مرتبہ سرحد پر بڑی لڑائیون مین جانا پڑا۔ پس ڈاکٹر صاحب کی یہہ تحریر نہائت لطف کی ہے کیونکہ اسکے مطالب کو ان الفاظ

سے مزین اور مستحکم کیا ہے - باغیون کی جماعت ''متعصب گروہون'' لیکن ہمارے
مضمون کے ایسے پڑہنے والے جو تعصبات سے بری ہین فوراً ڈاکٹر صاحب سے یہہ
بات دریافت کرینگے کہ اِس جماعت سے صاحب موصوف کن لوگون کو مراد دیتے ہین اگر
صاحب موصوف اِس جماعت سے اُن وہابیون کی طرف اشارہ کرتے ہین جو سکہون پر
جہاد کرنے کے واسطے سرحد پر سکونت پذیر ہوئے تہے - تو مین ابہی کہہ چکا ہون کہ یہہ
بیان محض بے اصل ہے اور اگر انکی مراد اس جماعت سے وہ لوگ ہین جو ۱۸۵۷ء
کے بعد ملکا اور ستانا مین جا رہے تہے جنمین ہندو اور مسلمان دونون شامل تہے تو اِس
صورت مین ڈاکٹر صاحب کے اس سوال کا کیا مطلب ہوگا کہ کیا ہندوستان کے مسلمانون
پر اپنے مذہب کے رو سے ملکہ معظمہ پر جہاد کرنا فرض ہے ؟؟ کیونکہ ان لوگون کے فتنہ و
فساد کو اس سے کیا تعلق ہوگا - ڈاکٹر صاحب اپنی کتاب کے اول صفحہ مین لکہتے ہین کہ
''بارہا سرکاری تحقیقاتون سے یہہ بات ثابت ہوتی ہے کہ ہندوستان کے تمام اضلاع مین
سازش و فساد کا گویا جال پہیل رہا ہے اور پنجاب سے آگے جو پہاڑ برف سے ڈہکے ہوئے
ہین وہان سے لیکر اُن گرم میدانون تک جنمین سے گذر کر دریائے گنگ سمندر مین گرتا
ہے برابر باغی لوگ بستے ہین اور سرکاری رستون سے برابر دو ہزار میل تک یہہ لوگ
روپیہ اور آدمی منزل بمنزل باغیون کے لشکر مین بہیجتے ہین اور اس سازش مین اکثر
دولتمند اور تیز فہم لوگ بہی شریک ہین گروہ اپنے روپیہ کو بڑے انتظام اور ہوشیاری
سے روانہ کرتے ہین پس ایسے امور کے لحاظ سے گویا اب بغاوت کا نہایت خوفناک کام
بمنزلہ ایک ساہوکاری کے ہوگیا ہے'' پس اس فقرہ کے دیکہنے سے اور جو فقرہ ڈاکٹر صاحب
نے اپنی کتاب کے آغاز مین لکہا ہے اس کے دیکہنے سے اس بات کا یقین ہوتا ہے کہ
یہہ سازش بنگالہ کے مسلمانون نے انگریزی حکومت کے تہ و بالا کرنے کے واسطے علانیہ
تمام ہندوستان کے مسلمانون کے ساتہہ کی ہوگی حالانکہ میری دانست مین ڈاکٹر ہنٹر صاحب

بہی اِس بات کو تسلیم کرینگے کہ یہہ سازش بغاوت کے علاوہ اور امورمین بہی ہوسکتی ہے -
کیونکہ نیری اور ڈاکٹر ہنٹر صاحب کی دونونکی رای مین اب یہہ بات ثابت ہوگئی ہے کہ ہندوستان
مین کبہی سکہون پر حملہ کرنیکے واسطے ہی یہہ سازش ہوئی تہی - پس اس سازش کو گورمنٹ
ہند کے مطالب کے برخلاف بیان کرنا اور اُسکے سبب سے تمام فرقہ اہل اسلام کی جانب سے
عام لوگون کو بدظن کرنا ہرگز بجا نہین معلوم ہوتا -

{اسکے بعد ڈاکٹر ہنٹر صاحب کے اس قول کا جواب تہا جس مین انہون نے بعض سرکاری خواہ اخبار نویس مسلمانون پر کچہہ حرف گیری کی تہی ہمنے اُسکو سرحدی بیان سے اجنبی سمجہکر نقل نہین کیا}

صفحہ ۱۲ مین ڈاکٹر ہنٹر صاحب نے اُن باغیون کا ذکر کیا ہے جو سرحد پر رہتے ہین اور اُنہی کے ذیل مین سید احمد صاحب کے بہی حالات بیان کئے ہین اور جسطرح پر وہابیت کے مخالفون نے مذاق سے یہہ کہدیا تہا کہ سید احمد صاحب گویا ایک پیغمبر ہین اور اُنکے فلان شخص چار خلیفہ ہین اسیطرح ڈاکٹر صاحب نے بہی اُنکو پیغمبر لکہا ہے - اور صفحہ ۱۳ مین بیان کیا ہے "سید صاحب نے اپنے گماشتے اسواسطے مقرر کردے تہے کہ جو بڑے بڑے قصبے اونکے راہ مین واقع تہے وہان جاکر وہ لوگ تجارت کے منافع مین سے اپنا ایک محصول لیاکرین" مگر ہماری دانست مین ڈاکٹر صاحب کے اس بیان کے واسطے کچہہ سند نہین ہے -

صفحہ ۱۴ مین ڈاکٹر صاحب لکہتے ہین کہ "سید احمد صاحب نے اِن خلیفون کے دنیوی طمع کو اپنی لوٹ گہسوٹ کے بڑے بڑے وعدون پر بہت کچہہ بڑہا رکہا تہا اور اُن کے عقیدے کو اس بات پر پکا کردیا تہا کہ مجہکو خداوند تعالے نے تمام کفار یعنی سکہون سے لیکر چین والون تک نیست و نابود کرنے کا حکم دیا ہے" ڈاکٹر ہنٹر صاحب کے بیان کو مطابق کرتے ہین تو ہمکو چین والون کا کہین پتہ بہی نہین ملتا - پس امید ہے کہ ڈاکٹر صاحب ہمکو ازراہ مہربانی ضرور مطلع فرماینگے - کہ اُنہون نے چین والون کا ذکر کہان سے لیا ہے اور اسکی کیا سند ہے - صفحہ ۱۵ مین ڈاکٹر صاحب موصوف بیان فرماتے ہین "شمالی ہندوستان

کے اُن سرداروں اور راجاؤں نے جو دل میں کچھہ ناراض تھے برابر سید احمد صاحب کے لشکر کو فوجیں بہیجی تہیں" اگر ڈاکٹر صاحب اس مقام پر اپنا مطلب زیادہ وضاحت کے ساتھہ بیان کرتے تو نہایت مناسب ہوتا - کیونکہ اس فقرہ سے کسی شخص کو صاف صاف یہہ بات نہیں سمجھہ مین آتی کہ یہہ ناراض سردار کون تھے - اور وہ کس سے ناراض تھے علاوہ اسکے جو ماجرا کوہ ہمالیہ مین واقع ہوا تہا اُسکے بیان مین صاحب موصوف نے اپنی قوت متخیلہ سے زیادہ کام لیا ہے اور اسکے بعد فقرہ ذیل مین اُس سے بھی کچھہ زیادہ خیال بندی فرمائی ہے "سید احمد صاحب نے جو خلیفہ ۱۸۳۱ء مین مقام پٹنہ معین کئے تھے ان مین سے دو شخص سرحد کی جانب گئے اور اُنہوں نے وہاں جاکر اس بات کو لوگوں کے خوب ذہن نشین کیا کہ سید احمد صاحب نے انتقال نہیں فرمایا بلکہ وہ صرف بطور کرامت غایب ہو گئے ہین آیندہ کسی مناسب وقت مین ایک ملکوتی فوج لیکر ظاہر ہونگے اور ہندوستان سے کفار کو نکال دینگے" یہہ بیان محض افترا ہے اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ڈاکٹر صاحب نے اس بیان کو وہابیوں کے ساتوین عقیدہ+ کے اس معنی کی تصدیق کے واسطے درج کیا ہے جو اُنہوں نے اپنی طرف سے بیان فرمائے ہین شاید ڈاکٹر صاحب نے یہہ بات کسی ایسے شخص کی زبانی سُنی ہوگی جو وہابیوں کے مخالف عقیدہ رکہتا ہوگا یا وہابیوں پر جہوٹہا الزام لگانیکے واسطے آمادہ ہوگا کیسی افسوس کی بات ہے

+ وہ عقیدہ یہہ ہے - جو انریبل صاحب نے اپنے رسالہ کے صفحہ ۱۰ مین ڈاکٹر صاحب سے نقل کیا ہے - ہفتم مرشد کامل کی اطاعت کرنا - پھر صفحہ ۱۰ کہا ہے کہ مین نہیں سمجہا کہ مرشد کی لفظ سے جو ساتوین مسئلہ مین بیان ہوا ہے مصنف موصوف کی کیا مراد ہے - اگر اس سے اُنکی مراد ایمان کی رہنما ہے تو یہہ انکی غلطی ہے کیونکہ میرے مسئلہ کے موجب اپنے باپ بھی سوا کسی مرشد کی اطاعت کرنا فرض نہیں ہے اگر انکی مراد اس سے بادشاہ مذہب اسلام سے ہے تو اُنکا بیان صحیح ہے - مگر صاحب موصوف ایک بات کا بیان کرنا بھول گئے ہین وہ یہہ ہے کہ جب تک کوئی کافر بادشاہ مسلمانوں کے مذہب مین دست اندازی نکرے اُسوقت تک اُنکو اُس کافر کی اطاعت کرنا فرض ہے -

کہ ڈاکٹر صاحب نے اپنی کتاب مین مسلمانون کے عقاید بیان کرنے مین نہایت پوچ باتون پر
بھروسہ کیا ہے اور ایک ایسے عالم نے جو صرح ظلمت و نور مین امتیاز نہین کی جسکے سبب سے
اسکی ہوشیاری مین بڑا بٹا لگتا ہی ایک اور فقرہ ڈاکٹر ہنٹر صاحب نے اپنی کتاب مین ایسا
لکھا ہے کہ جو انگریز اپنی رعایا کے دلو نمین اپنی محبت کا تخم بونا چاہتے ہین وہ ہرگز ایسے
فقرہ کو نہ کہین گے جس سے اونکی مطلب مین خلل پڑتا ہے وہ فقرہ یہہ ہے "ہر ایک مسلمان
نے جو اسقدر سرگرم تہا کہ عیسائی گورمنٹ کے عہد مین خاموش نہین رہ سکتا تہا اپنی کمر باندہی
اور ستانا کے لشکر مین جانے کو مستعد ہوا" پس تمام ایسے مسلمانون کی نسبت جو ہندوستان مین
چپ چاپ بیٹہے تھے یہہ کیسی عام تہمت ہے معلوم ہوتا ہے شاید ڈاکٹر صاحب اس
بات سے واقف نہین ہے کہ مسلمانون کے مذہب مین خصوصاً وہابیون کے عقاید کے
موافق اس باب مین کیا ہدائیت ہے یا شاید ڈاکٹر صاحب دیدہ و دانستہ ان کی معنی
غلط بیان کرتے ہین وہابی لوگ اپنے رسول کے احکام کی سچی سچی اطاعت کرتے ہین
اور یہہ بات مشہور ہے کہ جب آنحضرت کے زمانہ مین مکہ کے مسلمانون کو اذیت پہونچی تو
آنحضرت نے اپنے پیرون کو حکم دیا کہ وہ حبش کے عیسائی سلطنت مین جا کر پناہ لین
پس اب یہہ بات کہنا کہ سچے مسلمان انگریزی سلطنت مین خاموش نہین رہ سکتے تھے اور
سرحد پر جانا چاہتے تہی محض افترا ہے کیا ڈاکٹر ہنٹر صاحب کے نزدیک جو مسلمان ہندوستان
مین باقی رہے تھے انمین کوئی بہی پکا مسلمان نہتہا مینے یہہ بیان کیا تہا کہ جو لوگ جہاد
کے واسطے سرحد پر جمع ہوئے تھے وہ گورمنٹ انگریزی پر جہاد کرنا نہین چاہتے تھے چنانچہ
میرے اس بیان کی تصدیق ڈاکٹر ہنٹر صاحب کی اس تحریر سے ہوتی ہے جو انکی کتاب کے
صفحہ ۲۳ مین موجود ہے وہ لکہتے ہین کہ اُسی سال یعنی ۱۸۵۲ع مین انہون نے ہمارے
ایک رفیق یعنے ریاست امب کے سردار پر حملہ کیا جسکے سبب سے انگریزی فوج کا روانہ
کرنا ضرور معلوم ہوا" بعد اسکے ڈاکٹر صاحب تحریر فرماتے ہین کہ "مین اُن زیادتیون اور لوٹ

کہسوٹ اور قتل و قتال کا مفصل ذکر نہین کرتا جنکے باعث سے ۱۸۵۸ء مین گورمنٹ انگریزی
کو سرحد کی قومون سے لڑنا پڑا اور اس عرصہ مین سرحد کی قومون کو ہمیشہ متعصب مسلمانون نے
گورمنٹ انگریزی کی مخالفت پر برانگیختہ رکھا" پس مین پوچھتا ہون کہ ڈاکٹر صاحب اپنے
اس بیان کی سند کیا رکھتے ہین اور انکو کیسے معلوم ہوا کہ سرحد کی قومون کی یہہ دایمی مخالفت
متعصب مسلمانون کے برانگیختہ کرنیسے تہی اگر صاحب موصوف نے اپنے اس خیال کو اس
بنا پر پیدا کیا ہے کہ سرحد کی قومین سیکڑون برس سے ان لوگون کے ساتہہ جنگ و پرخاش
رکہتی تہین جو انکے متصل رہتے تہے تو میری دانست مین صاحب موصوف کی جانب سے
ہمارے مسلمانون پر ناحق کی تہمت ہے اور مجہکو اسکے سبب سے سخت حیرت ہے کیونکہ وہ
قومین تو خود ہی اسقدر جنگجو اور پرکینہ ہین کہ انکو کسیکی ترغیب و تحریک کی ضرورت ہی نہین
ہے اسکے بعد صاحب موصوف لکہتے ہین کہ "اس عرصہ مین یعنی ۱۸۵۷ء ۱۸۵۸ء مین اُن باغیون نے
جو ستانا مین تہے بنظر دانشمندی یہہ کام کیا کہ خود تو سرکاری فوج سے علانیہ مقابل نہوے
مگر درپردہ سرحد کی قومونکے دلونمین جوش و خروش پیدا کرتے رہے اور متعصبانہ اثر اُن
کی طبیعتونمین ڈالتے رہے" مگر اُنکے اس بیان سے میرے اس قول کی تصدیق ہوتی ہے
کہ جس جہاد کا منصوبہ ہندوستان مین ہوا تہا وہ سکہونکی نسبت تہا گورمنٹ انگریزی پر حملہ کے
واسطے نہ تہا کیونکہ اگر ایسا ہوتا تو جو لوگ مذہبی جوش کے پیدا کرنیمین ایسے سرگرم تہے کہ وہ اپنے
جوش مین آکر سکہون سے لڑتے تہے دس برس تک گورمنٹ انگریزی پر حملہ کرنیسے باز
نہ رہتے اور یہہ ایک ایسی بات ہے جسکو میری دانست مین سب لوگ تسلیم کرینگے مگر ڈاکٹر ہنٹر
صاحب اس قابل تسلیم بات سے اسلئے اپنی لاعلمی ظاہر کرتے ہین کہ اسکے سبب سے انکا یہہ
قصہ نہایت پر تاثیر ہوجاوے اور جو سرنامہ انہون نے اپنی کتاب کے واسطے تحریر کیا ہی جسکا
ترجمہ یہہ ہے کہ "ہندوستان کے مسلمانون پر ملکہ معظمہ پر جہاد کرنا فرض ہے" اس سرنامہ کی معنی
کو تقویت حاصل ہو اب ہم سنہ ۱۸۵۷ و ۱۸۶۳ و ۱۸۶۴ء کا ذکر کرتے ہین ڈاکٹر ہنٹر صاحب بیان فرماتے ہین کہ

۱۸۵۷ء مین ستانہ کے باغیون نے گورنمنٹ انگریزی پر حملہ کرنیکے ایک عام سازش کرنی چاہی اور نہائیت جرات کی ساتھہ اُنہون نے گورنمنٹ انگریزی سے اس بات کا تقاضا کیا کہ وہ انکو ایک تاوان کے وصول مین مدد دے اپنی کتاب کے حاشیہ مین ایک مقام پر صاحب موصوف نے خاص کر یہہ بیان کیا ہے کہ قوم یوسف زئی او پنجتار بہی اس سازش مین شریک تہین پس مین یہہ بات جانتا ہون کہ البتہ یہہ پچہلی دونون قومین ۱۸۵۷ء مین گورنمنٹ انگریزی سے لڑنیکا ضرور ارادہ رکہتی ہونگے - اسلئے کہ اس ہنگامہ مین لوٹ گہسوٹ اور دنیوی فایدہ کا نہایت عمدہ موقع حاصل تہا اور اُس عرصہ مین بلاشُبہ بہت سی اور قومین بہی اِس بات پر ایسی آمادہ تہین کہ انکو کچہہ ستانا کے باغیونکی تحریک کی ضرورت نہ تہی علاوہ اِسکے اِس بات کو سُنکر ہر شخص تعجب کریگا کہ جب ۱۸۵۷ء مین ستانا کے باغیون کی جانب سے ایسی عام سازش ہوئی تہی تو صرف ایک ہی برس بعد یعنی ۱۸۵۸ء مین ستانا اور سرحد کی قومون کے باہم کیون اِسقدر نفاق ہوگیا کہ اِن قومون نے اُنپر حملہ کیا اور انکا بڑا متعصب سردار سید عمر شاہ نامی جسکا ذکر صفحہ ۲ ۵ کے حاشیہ مین ہے اس حملہ مین مارا گیا میری دانست مین تو اس سے یہہ ثابت ہوتا ہے کہ پہاڑی قومون مین انکا کچہہ رعب تہا ڈاکٹر ہنٹر صاحب کا بیان ہے کہ یہہ لوگ قرب وجوار کے پہاڑی باشندون سے محصول لیا کرتے تھے (صفحہ ۴۲) مگر میری یہہ راے ہے کہ عنایت علی اور ولائت علی کے انتقال کے بعد چند آدمی پہلی جماعت مین کے رہگئے تہے اور وہ اسقدر کمزور تہے اور خوداُنہی مین باہم اسقدر نفاق تہا کہ وہ اس قسم کا ارادہ ہرگز نہین کرسکتے تہے البتہ ۱۸۵۷ء مین اور اُسکے بعد کچہہ سرکاری فوج کے بگڑے ہوئے سپاہی اور کچہہ اور لوگ ستانا مین جمع ہوگئے تہے اور اُنمین ہندو اور مسلمان سب تہے اور ہمارے پہلے بیان کے موافق یہہ وہی لوگ تہے کہ ہندوستان سے جلاوطن کردے گئے تہے اب ہمکو خود ڈاکٹر ہنٹر صاحب کے بیان سے یہہ بات ثابت ہوگئی (صفحہ ۴۳) کہ ۱۸۵۸ء سے لیکر ۱۸۶۳ء تک اُن متعصب مسلمانون اور انگریزی فوج

مین کبھی لڑائی نہین ہوئی جسکا ذکر ڈاکٹر ہنٹر صاحب نے لکھا ہے البتہ ۱۸۵۷ء کے بعد کئی لڑائیان ہوئین لیکن ان لڑائیون سے کیا نتیجہ نکلا - میری دانست مین تو ان سے صاف صاف یہہ نتیجہ نکلا کہ جو کچھہ اس سال کے بعد ظہور مین آیا اُسمین اغوا کرنیوالے سرکاری فوج کے باغی سپاہی تھے سید احمد شاہ صاحب کے گروہ مین کا ایک شخص بھی اسمین شریک نتھا اور جسطرح ڈاکٹر ہنٹر صاحب کے اور اقوال کی سند نہین ہے اسیطرح اُنکے اس قول کی بھی اصل نہین ہے کہ جو شعلہ ہندوستان مین بھڑکا تھا اس شعلہ کو ہندوستان کے متعصب مسلمان اور زیادہ بھڑکاتے تھے جو ہنگامے گورنمنٹ انگریزی کے مقبوضہ دیہات مین بچون کی چوری اور غارت گری اور آتش زدگی وغیرہ کے ظہور مین آئے ہین اُنہین سرحد کی قومونکی بہت کچھہ سازش اور شرکت تھی بس ان ہنگامون کو سید احمد صاحب کے پیرون کی طرف منسوب کرنا اور اُنکے باعث سے ہندوستان کے تمام مسلمانون کو متہم کرنا نہائت ہی نازیبا ہے -

ڈاکٹر ہنٹر صاحب کی کتاب اول کے آخیر مین امبیلہ کی لڑائی اور سرحد کی قومون کے اُس فساد کا بھی ذکر ہے جو ۱۸۶۳ء مین انہون نے کیا تھا مگر اس مقابلہ کی نسبت میری یہہ رائے ہے (اور جو انگریزی افسر اُس موقع پر موجود تھے وہ بھی اسکی تصدیق کرتے ہین) کہ انکا یہہ مقابلہ کچھہ مقام ملکا کے باغیون کی محبت کے سبب سے نتھا بلکہ گورنمنٹ انگریزی نے جو اُنکی مرضی کے خلاف اُنکے ملک مین ہوکر حملہ کیا تھا اس سبب سے وہ ناراض ہوگئی تھین مگر انکی ناراضی بھی حق بجانب تھی اگر انکو یہہ اطلاع ہوتی کہ ہم صرف درہ امبیلہ سے رستہ چاہتے ہین تو غالبًا وہ سب گورنمنٹ انگریزی کی طرفدار رہتین مگر ان کو ہماری منصوبونکی اطلاع نہوئی اسی سبب سے اُنکے دل مین شبہ پیدا ہوا اور اسی شبہ کے سبب سے انہون نے ستانا کے گروہ کی طرفداری کی مگر مین یقین کرتا ہون کہ ایسے موقع پر اگر بجاے پہاڑی قومون کے انگریز لوگ ہوتے اور ان کو ایسی صورت پیش آتی تو وہ بھی ایسا ہی کرتے

صفحہ ۳۹ مین ڈاکٹر ہنٹر صاحب نے محمد اسحق اور محمد یعقوب اور مولوی عبد اللہ ان تینون سرداروں کا

ذکر کیا ہے لیکن یہہ نہین لکھا کہ یہہ تینون شخص کہان سے آئے تہے آیا پٹنہ سے آئے تھے یا خوبی بنگالہ سے یا شمالی ہندوستان سے یا کہین اور سے آئے تہے حالانکہ ہر شخص انکے حالات کی تفتیش اور تحقیق کا خواہان ہے ہین انکے ناموں سے محض ناواقف* ہون اور گو مینے انکی نہایت تحقیقات کی مگر مجہکو کہین پتا نہین لگا ڈاکٹر ہنٹر صاحب نے گورنمنٹ پنجاب کی طرف سے اس بات پر افسوس ظاہر کیا ہے کہ گورنمنٹ موصوف ہندوستان کے متعصب مسلمانون کو نہ نکال سکتی ہے اور نہ انکو اس شرط سے گورنمنٹ کا مطیع کرسکتی ہے کہ وہ گورنمنٹ کی اطاعت قبول کرین اور ہندوستان مین اپنے گہرون کو لوٹ آوین (صفحہ ۴۱ و ۴۲) مگر صاحب موصوف نے بنظر دانشمندی یہہ نہین لکھا کہ وہ متعصب مسلمان ۱۸۵۷ء کے باغی تہے یا سید احمد صاحب کے گروہ کے باقیماندہ لوگ تہے اگر صاحب موصوف اس بات کا بہی مفصل ذکر کرتے تو یہہ باب عمدہ طور سے ختم ہوجاتا -

ڈاکٹر ہنٹر صاحب کی کتاب کے صفحہ ۵۴ مین ایک شریر اور زبردست آدمی تتو میان نامی کی اُن زیادتیون کا ذکر ہے جو اُسنے معاملات اراضی کے متعلق کی تہین اور ہندؤن کی گائیون

* مولوی محمد اسحٰق صاحب و مولوی محمد یعقوب صاحب دہلی کے مشہور نامی علما تہے جنسے ازبیل صاحب بہی بخوبی واقف ہین چنانچہ اپنے رسالہ کے صفحہ ۲۲ مین انکا ذکر کرتے ہین جو ہمارے رسالہ کے صفحہ ۳۴ مین گذرا مگر یہہ دونون مولوی صاحبان سرحد مین نہین گئے - بہت زمانہ دہلی مین رہے - غدر سے پیشتر دونون صاحب مدینہ کی طرف ہجرت کرگئے اور وہان ہی فوت ہوئے اس بات کو دہلی کے زن و بچہ جانتے ہین انکا سرحد پر جانا کسیکے خیال مین نہین ہے - اسی نظر سے شاید ازبیل صاحب نے ان نامونکے مولویون سے جو سرحد پر گئے تہے لاعلمی بیان کی ہے -

رہے مولوی عبداللہ جنکا سرحد پر جانا ڈاکٹر ہنٹر صاحب بیان کرتے ہین اُنکو ہم بہی نہین جانتے کہ وہ کون تہے اور کہانکے تہے اور کب گئے ہان ایک مولوی عبداللہ جو اسوقت سرحد پر موجود ہین انکی نسبت جو ہمارا علم و خیال ہے اُسکو ہم بعد نقل تمام کلام ازبیل صاحب کی (جو سرحدی حالات کے بیان مین ہم نقل کرنا چاہتے ہین) ظاہر کرینگے -

کو بجبر حلال کیا تہا اور یہہ بہی لکہا ہے کہ اسی عرصہ مین کسی دولتمند مسلمان کی بیوہ لڑکی کا نکاح بغیر رضامندی اُسکے وارثون کے اُس گروہ کے کسی سردار سے ہوا تہا اور ان سب باتون کو ڈاکٹر ہنٹر صاحب نے وہابیون کی ایک ایسی سازش کا نتیجہ قرار دیا ہے جو انگریزی حکومت کے تہ و بالا کرنیکے واسطے کیگئی تہی حالانکہ یہہ ایسی فضول اور لغو تہمتین ہین کہ انکا جواب دینا بہی فضولیات معلوم ہوتا ہے کیونکہ ایسے فساد اور جہگڑے ہمیشہ تمام ہندوستان مین ہوتے رہے ہین مگر انکو کبہی سرکاری معاملات سے کچہہ سروکار نہین ہوا اور نہ اُنکو کسی نے انگریزون پر جہاد سمجہا ڈاکٹر صاحب نے سید احمد صاحب کے کرامتہً غائب ہوجانے کے قصہ کو کسی قدر مبالغہ اور اصرار کے ساتہہ بیان کیا ہے حالانکہ یہہ ایک ایسا لغو قصہ ہے جسکو اسوقت کے تمام مسلمان بہی اپنے اعتقاد مین نہایت ضعیف سمجہتے تہے پس جسقدر کہ ڈاکٹر صاحب موصوف ان مسلمانون کی ضعیف الاعتقادی کو لوگون کے ذہن نشین کرنا چاہتے ہین درحقیقت اسکی کچہہ اصل نہی۔

اب مین اس مضمون کے ناظرین کو اس خط کے مضمون کیجانب مائل کرتا ہون جو بنگالہ کے ایک راسخ الاعتقاد عالم نے لکہا تہا اُس خط مین عالم مذکور نے اولاً سید احمد صاحب کے کرامتہً غائب ہوجانیکے قصہ کی اصلیت دریافت کی ہے اور اُسکے بعد اپنے معتقدین کو یہہ ہدایت کی ہے کہ وہ وہان سے اپنے گہرون کو واپس چلے آوین پس ذرہ سوچنا چاہیئے کہ اُس عالم کی اس چہٹی اور اس ہدایت کا نتیجہ کیا نکلتا ہے۔ ہمارے نزدیک تو اُس سے صاف یہہ عمدہ نتیجہ نکلتا ہے کہ یہہ شخص اپنی صفائی طبیعت سے اس بات کو بہت بُرا سمجہتا تہا کہ مذہبی سرگرمیون کو دہوکہہ بازی سے برانگیختہ کرے اور اُسکا یہہ منشا ہرگز نہ تہا کہ وہ سلطنت انگریزی مین کسی قسم کا فتور برپا کرے حالانکہ ڈاکٹر ہنٹر صاحب نے اُسکو بہی ایک متعصب عالم لکہا ہے ڈاکٹر ہنٹر صاحب کی کتاب کے صفحہ ۱۶ مین سید احمد صاحب اور عبدالوہاب کی ایک مفصل تاریخ لکہی ہے وہ تحریر فرماتے ہین کہ جو بات اتبک انکے دلمین بطور خواب و

وخیالات تھی وہ انجام کار ایک آتشین شعلہ بنکر اس درجہ کو پہونچی کہ وہ اپنی دلمین جملہ اضلاع ہندوستان مین اسلام کا جھنڈا قایم خیال کرنی لگے اور انگریزونکی مذہبی آثار کو انکی نقشونکے ساتھہ گویا زمین مین مدفون سمجھنے لگے پس اسمین شبہہ نہین کہ سید احمد صاحب اور اگر ٹھیک ٹھیک سمجھو تو مولوی اسمٰعیل صاحب نے اپنی تمام ہمت کو اس بات پر مصروف کیا تھا کہ جہانتک ممکن ہو ہندوستان مین اپنے مذہب اسلام کی تہذیب اور اصلاح کرنی چاہیئے اسلئے کہ ہندوستان مین بہت سی بے اصل باتین مسلمانونکے مذہب مین داخل ہو گئی تہین اور اسی لحاظ سے ڈاکٹر صاحب کا یہہ قول نہایت صحیح ہے کہ سید احمد صاحب تمام اضلاع ہندوستان مین اپنی مذہبی تہذیب کا جھنڈا قایم کرنا چاہتے تھے مگر یہہ بالکل غلط ہے کہ وہ گورنمنٹ انگریزی کے مذہب کے نیست و نابود کرنیکے فکر مین تھے میری دانست مین ڈاکٹر صاحب کی یہہ راے بالکل بے سند ہے اور اس قابل نہین ہے کہ اسپر ذرا بھی التفات کیا جاوے جو اطلاع سید احمد صاحب نے مسلمانون کو دی تھی وہ صرف اس بات کی تھی کہ وہ سکھون پر جہاد کرنیکے لئے آمادہ ہوئے ہین پس ڈاکٹر صاحب کی راے خود سید احمد صاحب کی اس ہدایت ہی سے بالکل باطل ٹھہرتی ہے اور کوئی وہابی ایسی راے ظاہر ہی نہین کر سکتا تھا اسلئے کہ وہ انکے عقاید کے بالکل خلاف ہے مین جانتا ہون بلکہ مجھکو یقین کامل ہے کہ غالباً اس معاملہ مین ڈاکٹر صاحب کو کسی ایسے شخص نے دہوکہ دیا ہے جو وہابیت کے خلاف اعتقاد رکھتا ہے۔

یہہ **خاتمہ** کلام ازابل صاحب ہی جو سرحدی حالات کی باب مین انہون نے فرمایا ہی اسمین جو بیان کیا گیا ہے کہ سرحدی بغاوتون مین اہلحدیث (یا وہابیون) کی کبھی سازش نہین ہوئی اور سید احمد صاحب اور مولوی اسمٰعیل صاحب اور انکی باقیماندہ گروہ نے کبھی گورنمنٹ انگلشیہ کی مقابلہ کا ارادہ نہین کیا اور نہ کبھی اس غرض و ارادہ سے ہندوستان سے سرحد پر آدمی یا روپیہ بھیجا گیا ہی ہمارے خیال و معلومات کی شہادت کی رو سے بہی راست و نہایت درست ہے **مگر** معلوم نہین کہ ازابل صاحب نے پانچوین زمانہ کی حالات مین صرف انہی غدر کے مفرور باغیونکا جو نینیال و بیکانیر و ذرا جہوتملہ کے بیابانون سے ملکا وستانا کے قریب جمع ہو گئے تھے حال بیان کیا اور گروہ سید احمد صاحب کی ان باقیماندہ لوگونکا جو اُس زمانہ مین اُس نواح مین تھے اور ابتک اُسی سرحد مین موجود ہین کیون ذکر نہین کیا **غالباً** ازابل صاحب کو ان لوگونکے اصلی حالات کا علم معتبر وسیلہ سے حاصل نہین ہوا اسلیے ان سے انکا ذکر فرو گذاشت ہوا۔

جہانتک ہمکو انکا علم ہی ہم اُسکو بنظر خیرخواہی گورنمنٹ و ملک و برادران اسلام کی بیان کرنا مناسب سمجھتے ہین
ہمکو متعبر اشخاص (جو بعض سرحدی افیسرن گورنمنٹ ہند کی طرف سے اُس گروہ مین کئی بار گئی ہین)
کی زبانی معلوم ہوا ہے کہ سرحد ہزارہ مین اُس گروہ کی باقیماندہ اشخاص ابتک موجود ہین جنکے سردار مولوی عبد اللہ
پسر مولوی ولایت علی ہین **مگر** انکا یہہ ارادہ نہین ہے کہ وہ گورنمنٹ سے مقابلہ کرین یا گورنمنٹ کا ملک فتح کر لیوین
نکبھی انہون نے اسلئے وہ سبی گورنمنٹ کی مقابلہ مین پیش قدمی کی ہے **وہ** لوگ اپنی جان بچانیکے لئے
وہان پناہ گزین ہین اسکے سوائے اور کوئی خیال سرکار نہین کہتی اب تک وہ اپنے اُسی پرانے عزم پر
(جسکا ظہور واثر بقول انریبل سید احمد خان صاحب بہادر کے اُنکی چوتہے زمانہ کی اخیر تک رہا تہا انکا اختتام ہو گیا تہا)
رہی اسکے بعد وہ سرحدی باغی اقوام کی شورشون اور مفسدون مین شریک بہی کئے خیالپنچہ ڈاکٹر ہنٹر صاحب نے سمجہا ہے
کو واقع مین وہ شریک نتہی خیالپنچہ انریبل سید احمد خان صاحب نے انکے جواب مین ثابت کر دیا ہی کہ انکا ایک آدمی بہی
انمین شریک نتہا اور بعید نہین کہ جب انپر بلا وجہ ہاتہہ اوٹہایا گیا ہو تو انہون نے اپنی جان بچانیکے لئے
ہاتہہ ہلایا ہو تبس وہ اس شرکت (واقعی یا خیالی) کی سبب متہم ہو کر خائف مواخذہ گورنمنٹ ہو گئی اور
ابتک وہ اسی خوف مین ہین اور اُس جگہہ کو جائے پناہ و امن سمجہتے ہین۔ **ہمارے خیال** مین
اگر گورنمنٹ ازراہ مراحم و الطاف خسروانہ انکو پوری طمانیت امن دیکر وہانسے بلالی تو غالباً وہ لوگ اُس جگہہ
کو چہوڑ آوین۔ اس امر کی تجویز و تحریک کے لئی ہمارے خیال مین کئی صورتین ہین جنکو پولیٹکل معاملات
سمجہکر ہم پبلک طور پر شایع نہین کر سکتے۔ اگر کوئی پولیٹکل افیسر پرایوٹ طور پر ہمسی اُن صورتونکا
استفسار کری اور اس باب مین ہماری قوت علمیہ و عملیہ سی (جسقدر کہ ہی گو نہایت ہی قلیل اور حقیر کیون
نہو) کام لینا چاہے تو ہم حاضر ہین **ہم** یہہ بہی **خوب** جانتے ہین کہ ایسے امور سلطنت مین اُنہی لوگون
کی بات کی طرف توجہ ہوتی ہے جو پولیٹکل مین اور امور سلطنت مین مشیر و دخیل ہوتے ہین **مگر** اس امر کے
لحاظ سے اپنی خیال کے اظہار سی جسکو ہم گورنمنٹ و ملک و اسلامی بہائیون کیلئے بہتر سمجہتی ہین رک جانا مناسب نہین
سر ہنری ڈیوس صاحب سابق لفٹنٹ گورنر پنجاب کی خدمت مین بو ساطت ایک پولیٹکل افیسر کے ہمنے اپنے اُن خیالات کا
اظہار کیا تہا۔ صاحب موصوف نے ان خیالات کو پسند کیا مگر انکے اہتمام و انصرام کا بوجہ اپنی ذمہ نہ لیا بلکہ ہمپر ڈالنا چاہا

اور ہمسے وہ اہتمام نہوسکا اگر صاحب موصوف ان خیالات کا اہتمام اپنے ذمہ لیتے تو وہ خیالات گورنمنٹ و ملک کو اپنا فائدہ دکہاتے تو غالباً وہ لوگ وہانسے منتشر ہوجاتے۔ اب بہی کوئی اس طرف

توجہ کرے تو ہم بسروچشم حاضر ہیں۔

فہرست بعض مطالب جلد چہارم اشاعۃ السنۃ جو کل مضامین سے اجمالاً خبر دے اور ناظرین کو مطالعہ اصل مضامین کی رغبت دلاوے

مضامین	نمبر صفحہ	مضامین	نمبر صفحہ
اشاعۃ السنہ کا اثر تہذیب الاخلاق اور اسکے ناظرین	۲	معجزہ کیلئے یہہ شرط نہین کہ اُس کا کوئی امر	
اشاعۃ السنۃ کا طرز جدید	۷	یا متعلق عادت کے موافق نہو	۴۰
تنقیح البیان جواب تفسیر نیچری کے بعض مطالب	۸	بحث نقلی انجیل کا جواب - انجیل سے پیدایش	
بعض مضامین تفسیر نیچری کا مسیلمہ کذاب کی کتاب سے ماخوذ ہونا	۱۱	مسیح کا بیان	
بقیہ دلایل مثبت وجود ملائکہ	۱۷	مسیح کی نسل داؤد سے ہونے کی تاویل	۴۲
ملائکہ مقربین	۱۸	انجیل مین مخاطب کے نزدیک تحریف لفظی ہونا	۴۴
ملائکہ حاملین عرش	۱۹	عہد عتیق مین مسیح کے سوا اور لوگون پر خدا کا	۴۵
ملائکہ بیت المعمور	۲۰	بیٹا ہونیکا اطلاق -	
ملائکہ بہشت و دوزخ	۲۱	عیسائیون پر سوال کہ پہر اسمین مسیح کی کیا خصوصیت ہے	۴۶
نقل احادیث ذکر ملائکہ	۲۲	عبارت سیکلوپیڈیا مین مخاطب کے تصرفات کا بیان	۴۷
آنحضرت کی اپنی مخالفون سے لڑائی - اور جہاد کا محل و معنی	۲۵	سیکلوپیڈیا سے منگنی کا بیان	۴۸
مخالف کی تاویل وجود ملائکہ کا ابطال	۲۷	منگنی کے بعد خلوت کرنا یہودیون مین ناجائز تہا	۵۰
ملائکہ کے نظر نہ آنے کی وجہ - مخالف کی اس	۲۹	سیکلوپیڈیا سے شادی کا بیان	″
بات کا جواب کہ جبرئیل وغیرہ ملائکہ کا ذکر		سیکلوپیڈیا سے مریم کے حالات نسبت	
قران مین عندیہ یہود کے موافق ہے -		منگنی کے زمانہ مین یوسف کو مریم سے خلوت و	۵۳
مضمون ولادت مسیح علیہ السلام	۳۳	ملاقات نہوتی	
نقل خلاصہ مضمون مخاطب - عقلی بحث کا خلاصہ		مخاطب کا اصل کتاب سیکلوپیڈیا کو ندیکہنا	۵۴
نقلی بحث انجیل کا خلاصہ	۳۴	یہودیون کی کتاب سے منسوبہ عورت کا حرم ہونا	۵۵
مخالف کا نقل انجیل مین تصرف	۳۷	بحث نقلی انجیل کا دوسرا جواب	۵۷
مخاطب کی نقلی بحث قرآن کا خلاصہ - مخاطب کا کذب	۳۸	بحث نقلی از قرآن - پیدائش مسیح کی نسبت	
عقلی بحث کا جواب - معجزہ نبوت اور وجود	۳۹	یہود و نصاری کے مختلف دعوے	۵۸
نبی سے پہلے بہی ہوتا ہے		قرآن کثر اختلافات یہود و نصاری کا فیصلہ	
آنحضرت کے معجزات قبل نبوت و پیدایش	۴۰	کرتا ہے - قرآن مجید کا ان دعاوی کی نسبت فیصلہ	۵۹

مضامین	نمبر صفحہ
مسیح کا بلا باپ ہونا قرآن نے مسلم رکھا ہے۔ اسپر سورہ مریم کی شہادت	٦١
جبرئیل کی مریم کو بشارت دینے کے متصل ہی حمل ہو جانا۔	٦٢
پیدا ہونیکے متصل ہی مریم کا مسیح کو اٹھالانا	٥٨
اسکے متصل مسیح کا جواب مین کلام کرنا۔	٦٦
مسیح کے بلا پدر پیدا ہونیسے یہود ونصاری کے نتیجہ کا ابطال	٦٨
بشارت کے متصل حمل ہونے مین مخاطب کے کلام کا جواب۔	٧٠
اسیوقت اٹھالانے مین کلام مخاطب کا جواب	٧٣
اسیوقت متہم ہونیمین کلام مخاطب کا جواب	٧٤
حالت صغر مین مسیح کے کلام کرنے مین کلام مخاطب کا جواب	٧٦
اس بیان کے خلاف پر ایک سوال	٧٧
بقیہ مضمون تفرقہ بین الاسلام والزندقہ بعث بعد الموت کی حقیقت۔	٨١
امور کفریہ کی تفصیل۔ اسمین ایک وصیت	٨٢
وقانون تکفیر۔ فروعات مین تکفیر نہین مگر جہان یقیناً تکذیب ہو۔	٨٣
اسکی مثال۔ اصول کے مؤول کی تکفیر	٨٤
اسپر مخاطب کے چند اعتراض از انجملہ ایک یہہ اعتراض کہ کسیکے قول سے ایک بات نکالنا پھر اسپر حکم تکفیر لگانا آفت ہے	٨٥

مضامین	نمبر صفحہ
ان اعتراضونکے جواب۔ منکر قطعیات کو مؤول ہونا کافری	٨٧
لغات مشہورہ قطعیہ مین۔ قانون تکفیر کا خلاصہ و تشریح	٨٩
خلاصہ مضمون مذہب معاشرت۔ جواب دفعہ سوم آنحضرت نے سبھی احکام مشہورہ صحابہ سے نہین فرمائے	٩٥
جواب دفعہ چہارم۔ انتم اعلم بامور دنیاکم کی تفسیر	٩٦
مضمون الدین یسر، تہذیب الاخلاق کی دوسری غلطی	٩٨
مخاطب کی اس بات کا جواب کہ مسلمانون نے احکام معاشرت کے لفظی معنون کو مذہب قرار دیا ہے	٩٩
جواب دفعہ پنجم۔ اسلامی ریاستوں کا تنزل معاشرت کو مذہب سے خارج کرنیکے سبب ہوا ہے، اسکی تائید مین شہادت نظم الممالک	١٠٠
یورپ کے علوم وصنایع کا ماخذ عرب ہے۔ عرب اپنی عادت و وضع کو نہ بدلتی	١٠١
انگریزی وضع ولباس و گفتگو اختیار کرنیوالونکا حال	١٠٢
سلطنت عثمانیہ کے احترام شریعت کا بیان	١٠٣
جس سلطنت مین احکام شریعت کے موافق حکمرانی نہو وہ مستحق زوال ہے۔	١٠٥
آخری تباہی سلطنت روم کا سبب	١٠٦
سلطان محمود اور اسکے بیٹے سلطان عبدالمجید خان و سلطان عبدالعزیز خان کا حال	١٠٧
تباہی وبربادی ریاست خراسان کا سبب بھی مخالفت شریعت ہے۔	١١٠
تہذیب الاخلاق قدیم مین معاشرت کو مذہب سے ملایا ہے۔ تہذیب الاخلاق قدیم مین دین کا دنیا سے رشتہ قایم کیا ہے۔	١١١

مضامین	نمبر صفحہ
تہذیب الاخلاق قدیم کا مضمون (اسلام کی دنیوی برکتین) اسکی تائید مین۔	١١٢
ایک اور مضمون تہذیب الاخلاق اسکی تائید مین جسمین امور ذیل کا بیان ہے۔	١١٣
(۱) ہمارے دنیوی حالات الہی شریعت سے آزاد نہین	١١۴
(۲) امور ریاست زمانہ خلفاء راشدین جسمین معاشرت کو مذہب کی تابع کیا ہے	١١۵
جواب دفعہ ششم۔ مخاطب کی اس بات کا جواب کہ امور دنیاوی قابل تغیر ہین پہر دین (جو ناقابل تغیر ہے) کیونکر ممیز ہو سکتی	١١٨
اس بات کی تمثیلات یعنی لباس۔ شراب خنزیر۔ نکاح محارم	١١٩ لغایت ١٢٢
ان احکام کی مثال چند ادویات مین جیسے کونین	١٢٢
جواب دفعہ ششم۔ اسلام علوم و صنایع کی ترقی سے مانع نہین اسکی تائید مین شہادت تعلم الممالک	١٢۴
عرب کے فنون و دستکاری	١٢۵
تجارت و زراعت۔ و سیاست مدن	١٢٦
خلفاء راشدین کے حالات و اقوال اپنے وارث کو ولی عہد کرنا امیر معاویہ کی سنت ہے	١٢٧
ایک شہر قرطبہ کی ابادی	١٢٨
مسلمانون مین علوم و فنون کے تنزل کے اسباب	١٣٠
ان اسباب کا مآل مخالفت شریعت ہے	١٣٢
خلاصہ کلام درباب مذہب و معاشرت	١٣٧
اثبات وجود خارجی شیطان بائبل سے	١۴۵
مخاطب کیا کوہ طور کی آتش فشانی کی تجویز کا جواب	١۴٨
مخاطب کا دریا کے پہٹ جانے سے انکار اور مد و جزر کی تجویز کا جواب	١۵٠
مناظرت مذہبی پر مناسب رائے	١٦٣
کسی کے معبود کو برا کہنے کا حکم	١٧١
کسی کو الزام دینے کا قانون۔ ہر مذہب و ملت مین تین قسم کے مسایل ہوتے ہین	١٨١
اسلامی مذہب مین ان اقسام کی وجود پر دلائل	١٨٢
مجتہد کا مذہب وہی ہے جو اسنے کہا ہو	١٨٣
اس قانون کی تقریر	١٨۵
روزہ نیچریون کے تصرفات کا ابطال	١٩٠
اصول استدلال۔ اول یقین شک کا معارض نہین ہوتا۔ دوم دلیل محتمل مفید یقین نہین ہوتی	١٩١
سوم اتفاقی تواتر حجت ہے	١٩٢
استدلال فرضیت روزہ	١٩٣
باوجود عموم دلائل احکام قطعی ہونا	١٩۵
اہل نیچر کا نقلی دلیل علی الذین یطیقونہ سے استدلال انکا عقلی دلیل سے استدلال کہ حکم فرضیت روزہ علی الاطلاق مختلف اشخاص کے لئے مناسب نہین۔	١٩٧
نقلی دلیل کا جواب کہ وہ کئی احتمال رکہتی ہے۔ اول احتمال لفظی معنی یطیقونہ مین	١٩٨
دوم احتمال معنی تکلیف مین	٢٠٣
سوم احتمال مفعول یطیقونہ مین	٢٠۴
عقلی دلیل کا جواب جسکا خلاصہ یہہ ہے کہ اس حکم مین بہی لوگون کے حالات کا لحاظ رکہا گیا ہے۔	٢٠٧
پنجاب یونیورسٹی اور اسکی تعلیم و امتحان کے فوائد	٢١٠
النیچر۔ اور اہل نیچر کا نیچر کو نہ سمجہنا۔	٢٢٣
نیچر دو قسم محسوس و معقول۔	٢٢٩

مضامین	نمبر صفحہ
بقیہ اثبات نبوت - خلاصہ مطالب مقدمات سابقہ	۲۳۱
مقدمہ ہفتم کہ انسانی فطرت احکام سے مامور و مکلف ہونیکی خواہشگار ہے۔	۲۳۳
ہندوستان کے حدیث پر عمل کرنیوالے وہابی نہین - کسیکا مذہب لقب مقرر کرنیکا قانون	۲۳۷
اہلسنت کو بدعتی کہنے سے مولوی اسمعیل صاحب کی ممانعت	۲۳۹
وہابی لقب کو برا جاننے کی وجہ۔	۲۴۱
نوابصاحب بہوپال کی تصانیف جنمین بغاوت گورنمنٹ انگلشیہ کی ممانعت ہے - نوابصاحب کی کارروائیان متضمن خیرخواہی گورنمنٹ و ملک - نوابصاحب کی کتاب موائد کے مطالب ذیل - (۱) اہلحدیث لفظ وہابی کو گالی سمجھتے ہین -	۲۴۲
(۲) کسی اہل ہند کو نجد سے کوئی تعلق نہین -	۲۴۴
(۳) عہد والون سے غدر نکرنے کی ممانعت کے دلائل	۲۴۶
(۴) روسا و رعایا ہند کا گورنمنٹ برطانیہ کیساتھ عہد تھا ہوا	۲۴۷
غدر مین اکثر وہی شریک تھے جو اہلحدیث پر تہمتین لگاتے ہین	۲۴۹
(۵) وفاء عہد کی تاکید کے دلائل -	۲۵۰
(۶) مذہبی جہاد کے معنی اور شروط	۲۵۷
نوابصاحب کی کتاب ہدایۃ السائل سے عبدالوہاب نجدی کی زیادتیون کا بیان -	۲۶۱
(۲) کلمہ گو کو کافر نکہنے اور قتل نکرنیکے دلائل	۲۶۲
موحدین ہند اور انکو وہابی کہنے کا پہلا وقت -	۲۶۳
(۳) ہر شہر مین وہابی کے معنی جداگانہ ہین	۲۶۶
محمد بن عبدالوہاب کیساتھ اہلحدیث کیبعض باتو مین شریک ہونیکا جواب	۲۷۱

مضامین	نمبر صفحہ
مضمون مولوی الفت حسین صاحب ولادت مسیح وغیرہ مضامین تہذیب الاخلاق کے متعلق	۲۷۳
تتمہ مقدمہ سابعہ منجملہ مقدمات اثبات نبوت اور صفات انسانی کی تشریح	۲۸۷
کفر و کافر - کفر کے معنی لغوی کفر کے معنے شرعی	۲۹۵ و ۲۹۶
ان افعال کی تفصیل جنپر شارع نے کفر کا اطلاق کیا ہے اور معنی شرعی کا ارادہ نہین کیا	۲۹۷
اسپر چند احادیث کی شہادت	۳۰۱
یہی اہلحدیث و جمہور فقہاء کا یہی مذہب ہے	۳۰۴
اس مذہب کے مخالف مذاہب خوارج معتزلہ مرجیہ کا بیان	۳۰۶
اہل قبلہ کو کافر نہ کہنا -	۳۰۸
مضمون وہابی نمبر ۲ جسکا حاصل یہہ ہے کہ مضمون نمبر ۱ موحدین عام کی ہے	۳۱۳
شکریہ گورنمنٹ ممالک مغربی و شمالی و اودھ کی ہے	۳۲۱
نقل چٹھی جسمین گورنمنٹ معہ لفا شاعۃ السنت کو وہابی کہنے پر معذرت	۳۲۲
بقیہ تشریح حقیقت انسانی	۳۲۳
بقیہ مضمون کفر و کافر	۳۲۷
سب شیخین پر تکفیر نکرنا	۳۳۱
مضمون وہابی نمبر ۳ جسمین یہہ بیان ہے، کہ سرحدی قومین جو گورنمنٹ کے مخالف ہین وہابی نہین -	۳۳۸
سید احمد خان کے رسالہ سے سرحدی حالات کا بیان	۳۳۹
ہندوستان کے موحدون کی تاریخ	۳۴۱
پہلا - دوسرا - تیسرا - چوتھا - پانچوان زمانہ پہلے زمانہ کے حالات	۳۴۲
دوسرے تیسرے - چوتھے - پانچوین زمانہ کی حالات	۳۴۳ لغایت ۳۴۸
بقیہ فطرت صفات انسانی	۳۵۳

ومنها انهم اطمئنوا بالتقليد و
دب التقليد في صدورهم دبيب النمل وهم
لا يشعرون وكان سبب ذلك تزاحم الفقها
وتجادلهم فيما بينهم فانهم لما وقعت
فيهم المزاحمة في الفتوى كان كل من
افتى بشيء نوقض في فتواه ورد
عليه فلم ينقطع الكلام الا بمسير
الى تصريح رجل من المتقدمين
في المسئلة وايضا جور القضاة فان
القضاة لما جار اكثرهم ولم يكونوا
امناء لم يقبل منهم الا ما لا يريب
العامة فيه ويكون شيئا قد قيل
من قبل وايضا جهل رؤس
الناس واستفتاء الناس من لا علم
له بالحديث ولا بطريق التخريج
كما ترى ذلك ظاهرا في
اكثر المتاخرين وقد نبه
عليه ابن الهمام وغيره
وفي ذلك الوقت يسمى غير
المجتهد فقيها۔
ومنها ان اقبل اكثرهم على التعمقات

ازانجملہ یہہ کہ وہ تقلید پر راضی ہوگئے۔ تقلید
انکے دلون مین ایسی بے خبر اور آہستہ چلکر گھسی
جیسے چیونٹی آہستہ چلتی ہے جس سے انکو خبر ہی
نہوئی۔
اسکا (ایک) یہہ سبب ہوا کہ فقہا کا باہم
اختلاف تھا اور جب اُن لوگون پر فتوونکا
ازدہام ہوا اور کسینے کچھہ فتوے دیا اور اسکے
مقابلہ مین دوسرے نے کچھہ اور فتوے دیا اور
پہلے کے فتوے کو رد کیا تو ناچار اُس پہلے کو
کسی نہ کسی متقدمین سے نام لینا پڑا دوسرا
سبب قاضیون کا ظلم ہوا جب اکثر قاضیون نے
ظلم اختیار کیا اور اُنسے امانت و دیانت کا
اعتقاد اُٹھہ گیا تو انکا وہی فتوے و قول
قبول ہونے لگا جو اُنسے پہلے لوگون نے
کہا ہو اور عام لوگون کو اُسمین شک و شبہ
نہو تیسرا سبب علما کا جاہل ہونا اور ایسے لوگونکا
مفتی بن جانا جو نہ حدیث کا علم رکھتے اور نہ طریق
تخریج جانتے چنانچہ اکثر متاخرین کا یہی حال ہے
ایسا ہی ابن ہمام وغیرہ نے بیان کیا ہے
اسوقت سے غیر مجتہد فقیہ کہلانے لگے۔
اور ازانجملہ یہہ کہ اکثر لوگ ہر فن مین بیجا غور کرنے

فی کل فن فمنهم من زعم انه یوسس
علم اسماء الرجال ومعرفة مراتب
الجرح والتعدیل ثم خرج من
ذلك الی التاریخ قدیمه وحدیثه
ومنهم من تفحص عن نوادر الاخبار
وغرائبها وان دخلت فی حد
الموضوع ومنهم من کثر القیل
والقال فی اصول الفقه واستنبط
کل لاصحابه قواعد جدلیة فاورد
فاستقصی واجاب وتقصی وتفنن فی
طول الکلام تارة وتارة اخری
اختصر ومنهم من ذهب الی
هذا بفرض الصور المستبعدة
التی من حقها ان لا یتعرض لها عاقل
وبفحص العمومات والایماءات
من کلام المخرجین فمن دونهم
مما لا یرتضی استماعه عالم ولا
جاهل وفتنة هذا الجدل والخلاف
والتعمق قریبة من فتنة الاولی
حین تشاجروا فی الملك وانتصر
کل رجل لصاحبه فکما اعقبت
ملکا عضوضا ووقائع صماء عمیاء کذلك اعقبت

لگ گئے بعضون نے تو یہہ سمجھ لیا کہ ہم اسما
الرجال و مراتب جرح و تعدیل کی بنا قایم
کرتے ہین پہر وہ اس سے نکل کر نئی
اور پرانی تاریخون مین پڑ گئے - بعضے
شاذ و نادر حدیثون کو ٹٹولنے لگے اگرچہ وہ
حد موضوعات مین داخل ہون - اور بعضے
اصول فقہ کی قیل و قال مین کثرت
کرنے لگے پس ہر کسی نے اپنے لوگون کے
لیئے جدلی (الزامی جہگڑون) کے قواعد
استنباط کر دیئے - سوال و جواب پورے
بیان کیئے کسی چیز کی تعریف کی کسیکی تقسیم
کسی نے ایک کلام کو طول دیا کسی نے اسکا
اختصار کر دیا کسی نے ایسی بعیدہ صورتین
فرض کر کے مسائل بنائے جنسے تعرض کوئی
عاقل پسند نکرے اور مخرجین اور انسے نیچے
درجہ کے لوگون کے عموم و ایما کلام سے وہ
وہ باتین نکالین جنکو کوئی جاہل اور عالم نہ
سنے - اس جہگڑے اور اختلاف و بیجا غور کا
فتنہ اس فتنہ کے قریب ہوا جو ابتدا
مین ملک و سلطنت پر لڑنے اور جہگڑنے
سے ہوا تہا - پس جیسے کہ اس جہگڑے سے کاٹ کہانا نیز الی

هذا جملة واختلاطا
وهماً ما لها من ارجاء
فنشأت بعدهم قرون على
التقليد الصرف لا يميزون
الحق من الباطل ولا الجدل من
الاستنباط فالفقيه يومئذ هو الثرثار المتشدق
الذي حفظ اقوال الفقهاء قويها
وضعيفها من غير تمييز فسردها
بشقشقة شدقيه والمحدث
من عد الاحاديث صحيحها
وسقيمها وهذها كهذ الاسمار
بقوة لحييه ولا اقول ذلك كليا
مطردا فان لله طائفة من عباده
لا يضرهم من خذلهم وهم حجة الله
في ارضه وان قلوا ولم يات قرن
بعد ذلك الا وهو اكثر فتنة
واوفر تقليداً واشد انتزاعاً
للامانة من صدور الرجال

بادشاہت اور اندہی بہرے واقعات پیدا
ہوئے ویسے ہی اس اختلاف اور جہگڑے
سے ایسے شکوک و اوہام پیدا ہوئے جنکے
کنارے نظر نہیں - اُنکے بعد ایسے لوگ محض
تقلید پر پیدا ہوئے جو حق کو باطل سے اور
استنباط کو جدال سے متمیز نہ کرسکے - اُس
دن سے فقیہہ وہ کہلایا جو بہت مُنہ پہٹ
بکواسی ہوا جسنے چند اقوال فقہا قوی و ضعیف
بلا تمیز یاد کرلئے اور باچہین نکال کر پڑہ سنائے -
اور محدث وہ ہوا جسنے چند احادیث صحیح و ضعیف
گن رکہین اور جبڑون کے زور سے کہانیون
کی طرح مُنہ سے پہینک دین - یہہ بات اُن
دونون فریق کی نسبت مین کلی اور عام طور پر
نہین کہتا (جس سے کوی مستثنےٰ نہو سکے)
یہہ اسلئے کہ دنیا کے (ہر طریقہ و زمانہ) مین
ایسے بندگان خدا بہی ہوتے ہین جنکی شان مین
+ لا یضرہم من خذلہم وارد ہے - وہ زمین مین
خداتعالی کی نشانیان ہین اگرچہ ایسے لوگ
کم بلیئے گئے ہین - اس کے بعد جو زمانہ آیا وہ اُس فتنے مین بڑہکر اور اُس تقلید
مین کامل تر - اور لوگون کے سینون سے امانت نکالنے مین سخت تر ہوا -

+ یہہ ایک حدیث کا ٹکڑا ہے جسکا حاصل یہہ ہے کہ میری امت مین ایک گروہ ہمیشہ رہیگی جو حق پر قایم رہینگی انکو کوی ضرر نہ پہنچا سکیگا جو انکو رسوا کرنا چاہیگا۔

حتى اطمئنوا بترك الخوض في امر الدين	یہانتک کہ لوگ امر دین مین غور ترک کرنے اور
وبان يقولوا انا وجدنا اباءنا	بچھلون کی تقلید کرنے پر مطمئن ہو بیٹھے -
على امة وانا على اثارهم مقتدون	اس بات کا شکوہ خدا ہی کی جناب مین ہے
والى الله المشتكى وهو المستعان وبه الثقة وعليه التكلان	اور اسپر اعتماد و توکل ہے -

یہہ آخر کلام حضرت شاہ ولی اللہ صاحب قدس سرہ ہے - جو بعینہ یا اختصار منقول ہوا اور صدر کلام جناب (جسمین سبب اختلاف صحابہ وتابعین کا بیان ہے اس نظر سے کہ اسکا ماحصل عبارت ایقاف مین آچکا ہے) بالاختصار نقل کیا گیا -

اس کلام سے جو فواید ونتایج مستفاد ہین وہ خواص ناظرین پر مخفی نہین - تاہم بنظر اعلام عامہ ناظرین بعض فواید ونتایج کا بیان مناسب ہے وہ فواید بہت ہین پر اس مقام مین آٹھ (۸) فواعد کے بیان پر اکتفا کیا جاتا ہے -

(۱) اصحاب نبوی آنحضرت کے اقوال وافعال پر عمل کرنے مین قواعد ومسائل فقہیہ (جو پیچھے تجویز ہوئے ہین) کی پابندی نہ تھی - اور نہ آنحضرت نے انکو یہہ قواعد و مسائل بتائے ہین - اس باب مین انکے لئے بجز اپنی سمجھہ وطمانیت قلب کے کوئی اور دستور العمل نہ تہا (دیکھو صفحہ ۱۵ و ۲۵ نمبر سابق

(۲) بعض صحابہ کا بعض احادیث پر عمل کرنے نہ کرنے مین ایسی طور پر اختلاف ہوا ہے کہ اس اختلاف سے انکو تارک احادیث نبوی ومنکر نبی نہین کہا جا سکتا - اور نہ وہ اختلاف ایک دوسرے کے تکفیر وتضلیل کا باعث ہوا ہے (دیکھو صفحہ ۵۲)

(۳) ایسا ہی اختلاف تابعین مین بعض احادیث کے عمل وترک مین ہوا ہے - (دیکھو صفحہ ۵۳)

(۴) مجتہدین کا بعض احادیث کے عمل وترک مین بہی اختلاف اسی قسم سے ہوا ہے (دیکھو نمبر ۵۴ سے ۵۸)

(۵) اہل حدیث و اہل رائے کا باہمی اختلاف بہی نیک نیتی سے ہوا ہے - اہلحدیث نے جو آبرار رجال کو چہوڑکر حدیث و آثار پر فتوے دینے کا التزام کیا ہے یہہ انکا کمال اتباع ہے (دیکہو نمبر صفحہ ۵۹ سے صفحہ بہر ۶۰) - اہل رائے نے جو حدیث پر فتوے دینے اور اسکے بیان کرنے سے توقف کیا ہے - اور بجائے اُسکے اقوال و اجتہاد و سلف کو پیش کرنا یا ان اقوال سے بات نکالکر پیش کردینا مناسب سمجھا ہے یہہ بہی نیک نیتی اور خدا پرستی سے خالی نہین ہے اور بعض آثار سلف بہی اس روش کے موید مین (دیکہو صفحہ ۶۲ و صفحہ ۶۳)

(۶) اہلحدیث نے علم و عمل بالحدیث کا پورا پورا سامان بہم پہونچا دیا ہے اور تصنیف و تالیف و تصحیح و تصعیف و جرح و تعدیل و معارضہ و تطبیق کا کوئی دقیقہ باقی نہین چہوڑا (دیکہو صفحہ ۶۹ سے صفحہ ۷۲) - اور اہل رائے نے اپنے اصول کے مطابق عمل کرنیکے لئے فقہ و مسایل اجتہادی کو جمع کردیا ہے (دیکہو صفحہ ۷۳) لہذا فریقین کو اپنے اپنے اصول پر بے تردد عمل ممکن و میسر ہے -

(۷) صرف ایک مذہب کی تقلید محض چارسو برس کے بعد شروع ہوئی ہے - پہلی اور دوسری صدی مین تو اسکا نام و نشان بہی نہ تہا - تیسری صدی مین کچہہ کچہہ میلان مذہب کی طرف شروع ہوا تاہم چوتہی صدی تک خالص تقلید مذہب واحد کا رواج نہین ہوا - چوتہی صدی کے بعد جو ہوا سو ہوا (دیکہو صفحہ ۷۷)

(۸) چوتہی صدی کے بعد فریقین کے اکثر لوگ جادہ اعتدال سے خارج ہوگئے - نہ اہلحدیث اصول و روش اہلحدیث پر رہے نہ اہل تقلید مجتہدین کے چال پر رہے - فریقین سے علوم کم ہوگئے اور بجائے اسکے نفسانی جہگڑے پہیل گئے (دیکہو صفحہ ۷۹ تا آخر)

ان **فوائد** سے **نتایج** بہی بہت نکلتے ہین پر از انجملہ اس مقام مین **دو** نتیجہ کا بیان ضروری ہے

اول یہہ کہ جن باتون کو ہمارے وقت کے عوام اہلحدیث ناجائز اور دین اسلام سے خارج سمجہتے ہین (جیسے کسی حدیث کو کسی وجہ سے نہ ماننا - یا کسی عالم کے قول و اجتہاد پر چلنا

وہ باتین مطلقاً اور بہرحال ناجائز اور دین سے خارج نہین بلکہ اُنہی صورتون سے جنکا اثر و وجود زمانہ صحابہ مین پایا نہین گیا اور جن باتون کو ہمارے وقت کے اکثر مقلدین مذاہب ضروری جانتے ہین (جیسے ہر مسئلہ مین کسی خاص عالم کی پیروی و تقلید کرنا۔ یا یاکسی حدیث پر بلا وساطت مجتہد مذہب عمل نہ کرنا) یہہ باتین ضروری نہین۔ پہلی صدیومین ان باتونکا نام نشان بہی نہ تہا پہر ضروری ہونا کہان۔

دوم (جو نتیجہ اول کی فرع ہے) یہہ کہ اسوقت کے اکثر اشخاص فریقین (اہلحدیث واہل تقلید) اپنے اپنے اسلاف کی روش و اصول سے ناواقف ہین۔ اور چوتہی صدی کے ضدی لوگون کی روش پر ہوگئے ہین۔ ایکدوسرے کو اُن باتون کے سبب بُرا جانتے ہین جن باتون سے بُرا جاننا اُنکے اصول مذہب کا مقتضا ہین ہے بنا ءعلیہ مین اپنے دونون قسم (عینی + وعلاتی) بہائیون کی خدمت مین ناصحانہ التماس کرتا ہون کہ اپنے اپنے اسلاف کی چال اختیار کرین۔ پچہلی صدیون کی روش کو چہوڑ دین میرے عینی بہائی (اہلحدیث) جو صرف اردو مترجم کتب حدیث سے چند احادیث کا ترجمہ پڑہ یا سُنکر (باوجودیکہ انکو حدیث کے الفاظ تک پڑہنے نہین آتے چہ جائیکہ وہ

+ حدیث مین آیا ہے الانبیاء بنو علات ابوہم واحد وامہاتہم شتی۔ ترجمہ سبہی انبیا سوتیلے بہائی ہین جنکا باپ ایک ہے مائین مختلف یعنی اصول ادیان سب کے ایک ہین فروعات مختلف۔ اسی محاورہ سے ہمنے اپنے اُن (حنفیہ وغیرہ مقلدین) بہائیون کو جو صرف ہم سے اصول اسلام مین شراکت رکہتے ہین علاتی یعنی (سوتیلے بہائی) کہا ہے۔ اور ان (اہلحدیث) بہائیون کو جو ہم سے اصول و فروع دونون مین شراکت رکہتے ہین عینی بہائی کہا ہے۔ آئندہ جہان کہین ہم عینی بہائی کا لفظ بولینگے اُن سے اہلحدیث مراد ہونگے اور جہان کہین علاتی کہینگے وہان سے حنفیہ وغیرہ مقلدین مراد ہونگے۔ ناظرین ہمارے اس محاورہ کو یاد رکہین۔

انکے صحت و سقم و نسخ و تاویل کا حال جان سکیں محدث اور لوگون کے مقتدی و مفتی + بن بیٹھے ہین - ہر کسی کو بعض احادیث کے ترک عمل یا خلاف سے مشرک و منکر حدیث نہ کہدیا کرین - جب تک کہ اس حدیث کے متعلق امور ذیل کو تحقیق نہ کرلین -

(۱) وہ حدیث جسکا کوئی خلاف کرتا ہے صحیح بھی ہے یا نہین (۲) اس حدیث کی صحت مخالف کے نزدیک مسلم ہے یا اسمین اسکو کوئی محدثانہ جرح و کلام ہے (۳) اسکے معنی یقیناً وہی معنی ہین جو ہم سمجھتے ہین یا اسمین اور معانی کا بھی احتمال ہے (۴) اس حدیث کا مخالف اسکے مقابلہ مین کسی اور حدیث ارجح یا مساوی سے متمسک ہے یا محض رائے اسکا متمسک ہے - اور یہہ سوچ لین کہ بعض احادیث کا خلاف و ترک عمل تو صحابہ و تابعین سے بھی ہوا ہے پھر انکو مشرک و منکر رسول نہین سمجھا گیا مبادا بعض مقلدین کا بعض احادیث کو ترک کرنا اسی قسم سے ہو اور انہی وجوہات سے ہو جو صحابہ و تابعین کے ترک عمل کے لئے بیان کی گئی ہین - اور میرے علاتی بھائی (حنفیہ وغیرہ اہل تقلید) جو تالیفات متاخرین علما (جنمین اقوال ائمہ مذاہب بھی صرف نام کو ہین چہ جائیکہ انکے مستندات کتاب و سنت سے بھی انمین ہون) پڑھ سنکر فقیہہ بن بیٹھے ہین ان کتابون یا اپنے

+ اسمین یہہ اشارہ ہے کہ اپنے عمل کے لئے صرف ترجمہ حدیث کا علم بھی کافی ہے اگرچہ مفتی اور مقتدا بننے کے لئے یا کسی حدیث کے مخالف کو مشرک کہنے کے لئے یہہ امر کافی نہین ہے - یہہ بات ہم پہلے بھی ضمیمہ نمبر ۲ مین بصفحہ ۱۱ جتا چکے ہین اور آئندہ بضمن (جز دوم مقدمہ) اس بات کو اور وضاحت سے بیان کرینگے - انشاءاللہ تعالے -

تصانیف علماء اہل حدیث مین جہان کہین مخالف حدیث کو مشرک کہا گیا ہے وہان ان امور و قیود کا لحاظ کرلیا گیا اور صاف کہا گیا ہے کہ جب کسی حدیث صحیح غیر منسوخ وغیر مؤول و غیر معارض کا علم ہو تو اس حدیث کا خلاف و معارضہ کسی کے قول و رائے سے شرک ہے (دیکھو حجۃ اللہ البالغہ عقد الجید معیار الحق منح الباری دراسات اللبیب وغیرہ)

ائمہ کے برخلاف حدیث پر عمل کرنے والوں کو دین و مذہب سے خارج نہ سمجھیں اور یہہ سوچیں کہ اپنی سمجھ کے موافق حدیث پر عمل کرنا وہ کام ہے جو پہلی اور دوسری صدی کے لوگ عموماً اور تیسری اور چوتھی صدی کے اکثر غالباً کرتے چلے آئے ہیں اور اسکا خلاف خیر القرون میں پایا نہیں گیا۔ زمانہ صحابہ و تابعین بلکہ ائمہ مجتہدین میں کسی عامی یا عالم کو حکم نہیں ہوا کہ وہ کسی خاص شخص یا خاص کتاب کا پابند رہے اور کسی حدیث پر بلا مراجعت و وساطت مجتہد عمل نہ کرے پھر اس کام کے مرتکب دین سے خارج کیونکر ہو سکتے ہیں۔ فریقین کو چاہیئے کہ جس مذہب و طریق کو پسند کریں اسکو دستور العمل بناویں دوسرے کے مذہب سے مزاحمت بیجا نکریں۔

شاید فریقین کے متشددین یہہ اعتراض کریں کہ یہہ باتیں کلام شاہ ولی اللہ کے نتائج ہیں ہمکو انکی تقلید کیا ضرور ہے **اسکا جواب** یہہ ہے کہ شاہ صاحب نے جو کہا ہے اپنے عقل و اپنی طرف سے نہیں کہا کہ اسکی تسلیم کو تقلید کہا جا سکے۔ بلکہ سلف و خلف کے حالات و مقالات کو کتب معتبرہ سے نقل کیا ہے۔ جسکو انکے بیان میں شک ہو وہ اصل کتب (جنسے شاہ صاحب نے یہہ حالات نقل کئے ہیں) دیکھ لے جناب مرحوم کی تقلید نکرے۔

یہہ مقدمہ کا پہلا جزو ہے جسمیں سبب اختلاف مذاہب بیان ہوا۔ اب **جزو دوم مقدمہ** بیان ہوتا ہے جسمیں ان شبہات کا جواب دیا جاتا ہے جو عمل بالحدیث کی بابت لوگ پیش کرتے ہیں

عمل بالحدیث پر (جو عین مذہب محدثین یا یوں کہو کہ اسکا اصل اصول ہے) اس طریق کو پسند نکرنے والے **چند اعتراض** کرتے ہیں از انجملہ ایک **اعتراض** یہہ ہے کہ حدیث پر عمل کرنا اجتہاد ہے جو مجتہدوں کا کام ہے۔ اور لوگوں کو جو رتبہ اجتہاد کو نہیں پہنچے یہہ امر جائز نہیں۔

اسکا جواب ایک تو یہہ ہے کہ ظاہری معنی قرآن و حدیث پر عمل کرنا اجتہاد نہیں ہے جو مجتہدوں کا کام ہے۔ اور نہ یہہ تقلید ہے جو بلا دلیل شرعی کسیکی بات مان لینے کا نام ہے بلکہ یہہ ایک قسم کا

استدلال ہے کہ ہر شخص جو لغت عرب (جو قرآن کی اصل زبان) سے واقف ہو یا کسی دوسری زبان کے ذریعہ سے قرآن وحدیث کے معنے و مطلب پر مطلع ہو سکے یہہ استدلال کر سکتا ہے پہر وہ اس استدلال و عمل مین نہ مجتہد کہلاتا ہے نہ مقلد اجتہاد جو مجتہدون سے مخصوص ہے خاص اس فعل کا نام ہے کہ قران وحدیث کی باریک باتون مین (جو ظاہر نہون) غور کرین اور جہد و مشقت کے ساتہہ اُنسے کوئی چہپی بات نکالین۔

یہی وجہ ہے کہ ظاہری معنے قرآن وحدیث کو قطعی سمجہا جاتا ہے اور جو بات قران وحدیث سے بذریعہ اجتہاد معلوم ہو اُسکو ظنی تسلیم کیا جاتا ہے اور نیز یہی وجہ ہے کہ آنحضرت صحابہ کے زمانہ مین اور اُسکے بعد عام لوگ جو مجتہد و فقیہہ کہلاتے بلا وساطت و مراجعت مجتہدین قران وحدیث کے ظاہری معنے پر عمل کرتے۔ اور آنحضرت اور انحضرت کے اجلہ اصحاب (خلفاء راشدین) وغیرہ انکو اس عمل سے منع نکرتے۔ اور نہ اس عمل مین پیروی مجتہدین کا حکم دیتے۔

علامہ ہارون بن بہاء الدین مرجانی حنفی رسالہ ناظورة الحق مین (جسکا نسخہ مطبوعہ بلغار مکہ معظمہ سے میرے ہاتہہ آیا تہا) فرماتے ہین کہ عبادتون اور عمل کے متعلق

"واما العمليات من العبادات وغيرها فالواجب فيها على كل احد العمل بالشريعة فياخذ بكتاب الله وسنة رسوله واجماع الامة ومهما لم يوجد الحكم في ظاهر الكتاب والسنة ولم يكن فيه اجماع الامة فيجب الاعتبار لاهنه والاجتهاد في محله ومحل الاجتهاد ما لا يكون فيه دلالة من الكتاب والسنة المتواترة والمشهورة والمعلومة ولا اجماع

اور احکام کے باب مین ہر ایک پر (مجتہد ہو خواہ عامی) یہی واجب ہے کہ شریعت پر عمل کرے قران وحدیث و اجماع امت سے احکام لے۔ اور جہان کہین ظاہر کتاب اللہ وحدیث و اجماع مین حکم نہ ملے تو وہان حسب موقع اجتہاد کرے۔ اور اجتہاد کا محل وہ احکام ہین جو قران وحدیث متواتر یا مشہور یا معلوم اور اسی قسم کے اجماع سے

متواتر ولا مشهور ولا معلوم وجهها
عجز المرء عن فقه الدليل واقامة
الحجة فقد اضطر الى التقليد
عند الحاجة مقدرة بقدر الضرورة
اسوة سائر الضرورات التي تبيح المحظورات
كتناول الميتة حال المخمصة وليس من
ضرورة ان لا يكون فقيهاً ان يكون
جاهلاً مقلداً البتة لعدم دورانهما
بين النفي والاثبات فان
محصل الامر في الاجتهاد مع كثرة تعاريفه
انه ملكة قوية وقوة شريفة تحصل
من ممارسة احكام الكتاب ودواوين
السنة يتمكن بها من فرط الاطلاع على
الاحكام الشرعية واسرار الدين۔
والتقليد اتباع قول غيره من قول
اوفعل من غير حجة ودليل يرجحه
على تركه سوى اتباعه ولا يلزم من كونه
مقلداً في مسئلة ان يكون كذلك
في مسئلة اخرى لكونه امراً ضرورياً
لا يصار اليه الا عند الحاجة على قدر الضرورة

ظاہر معلوم نہوں اور جب کوئی ایک حکم
کی دلیل جاننے سے عاجز ہو تو وہ تقلید
[illegible] ہمین قدر ضرورت
[illegible] ہے اور ضرورتونکا حال
[illegible] جو ممنوع چیزوں کو مباح کرتے ہین
(جیسے بہوک کی حالت مین مردار کہانا)
اور یہہ کچہہ ضرور نہین ہے کہ جو مجتہد نہو وہ
جاہل اور مقلد ہی ہو رہے یہہ اس لئے
کہ مجتہد ہونے اور مقلد ہونے مین ایسا مقابلہ
نہین ہے کہ ایک دوسرے کے نقیض ہوں جن دونونکا
اٹہہ جانا محال ہوتا ہے) کیونکہ اجتہاد کا حاصل
معنی یہہ ہے کہ وہ ایک ایسی قوت ہے جو
قرآن وحدیث مین باہر ہونیسے پیدا ہوتی
ہے جسکے سبب شرعی احکام اور باریک باتون
پر مطلع ہونے کی قدرت حاصل ہوتی ہے
اور تقلید کے معنی یہہ ہین کہ کسی کے قول و
فعل کا بلا دلیل تابع ہوجانا ان دونوں کی
تعریف ومعنی سے معلوم ہوتا ہے کہ کسیکے ایک
مسئلہ مین مقلد ہونیسے یہہ لازم نہین آتا کہ دوسرے
مسئلہ مین بہی وہ مقلد ہی رہے مقلد ہونا تو
ایک امر لاچاری ہے جو بوقت حاجت اور بقدر ضرورت ہی اختیار کیا جاتا ہے

الی ان اورد عدة آیات واحادیث
یوجب اتباع ما انزل الله علی
من امن بالله مثل اتبعوا ما انزل الیکم
من ربکم۔ واعتصموا بحبل الله جمیعا
ونحوها۔ ثم قال ومن زاغ عن
وزعم ان اتباع ما انزل الله تعالی
والاعتصام بحبل المتین قد انتهی
حکمه منذ زمان یاذ انخصص تلک
العمومات وبای حجة یوجب العدول
عن التمسک بظواهر النصوص والآیات
فالاحکام التی صرح الله سبحانه بها او
ابرم القول فی المراد منها تکون فریضة
قطعیة کالارکان الخمسة او حراما
قطعیا کحرمة الخنزیر والدم والمیتة
وعلیها اجماع الامة واتفاقهم علی کلمة
واحدة عن اخرهم ویلتحق بها فی وجوب
العمل به والاخذ بموجبه الاجماع
السابح علی المرتبة الاولی منه
لعصمة الامة وامتناع اجماعهم
علی الضلالة کاطعام بنت الابن
السدس تکملة للثلثین مع البنت الصلبیة

اس کے بعد علامہ نے چند ایسی آیات
واحادیث کو نقل کیا ہے جنسے عموماً
قران وحدیث کی پیروی کا وجوب
ثابت ہوتا ہے اسکے بعد فرمایا ہے
جو اس بیان سے کجروی اختیار کرے اور
یہہ کہے کہ قران وحدیث کی پیروی کا حکم
فلانے زمانہ تک ختم ہو چکا ہے (اسکے بعد کو
بلا واسطہ مجتہد یہہ امر جائز نہیں رہا ہے) وہ ان
عام دلائل کو کس دلیل سے مخصوص کریگا
جو ظاہر کتاب وحدیث کے تمسک کرنیسے
روک دے جن احکام کو خدا تعالے نے صاف
طور پر بیان فرمایا اور اسمین اپنی مراد کو
قطعی طور پر ظاہر کیا ہے جیسے اسلام کے پانچ
ارکان (کلمہ شہادت۔ روزہ۔ حج۔ زکوۃ)
ہین یا قطعی حرام جیسے خنزیر۔ خون۔
مردار کی حرمت ہے جن پر تمام امت کا
یک سخن اتفاق ہے اور انہی احکام مین
وہ احکام بھی شامل ہین جنپر اول درجہ کا
محض اجماع ہے جیسے بیٹی کے ساتھہ پوتی کو
وراثت کا چھٹا حصہ دینا اس قسم
کے احکام قطعاً ویقیناً ثابت ہین کیونکہ

فهذا الضرب من الاحكام ثابتة على
القطع والبتات فان ظواهر النصوص
ومحكمات الكتاب حجة قاطعة
وبينة واضحة على كل احد ...
فيها المجتهد والمستدل و
يستوي في مدركها العـ...
الخاص ويجري مجرى الضروريات
في نظر المومن المستدين - ومن
زعم انها ليست بحجة فقد كفر بالله
ورد قوله تعالى ولله الحجة
البالغة وجملة الايات والاحاديث
الموجبة لاتباع ما انزل وخالف
علماء الامة وفقهاء الملة فيما اجمعوا
على ان رد النصوص كفر وان قدم
الاسلام لا يثبت الا على ظهر
التسليم والاستسلام -
واما الاحكام التي تثبت بخفي تلحقه
الا يضاح او مجمل او مشكل يرد عليه
البيان او عام او مطلق يعتريه الخصوص
والتقييد او غير ذلك مما فيه نوع
خفاء واشتباه لابد من النظر واعمال الفكر

قرآن اور حدیث کے ظاہری معنی اور
کتاب اللہ کی محکم ... قطعی دلائل ہین اور
... مین مجتہد اور دلیل
... تقلید پر چلنے والا
... ہین اور وہ مومن دیندار کی نظر
مین بدیہی (یعنی یقینی) احکام ہین - پس
جو یہہ خیال کرے کہ یہہ ظاہر اور محکم نصوص
و آیات لایق سند نہین ہین وہ کافر ہے
اور خدا کے اس قول کو رد کر رہا ہے جو خدا نے
فرمایا ہے کہ ہمنے لوگون پر حجت پوری کر دی ہے
اور نیز اُن آیات و احادیث کو رد کر رہا ہے
جو سبہی احکام منزلہ کا اتباع واجب کرتی
ہین اور سبہی علما و فقہا امت کا اس بات
مین مخالف ہے جو اُنہون نے بالاتفاق
کہہ رکہی ہے کہ کہلی کہلی آیات و احادیث کو رد
کرنا کفر ہے اور اسلام پر ثابت قدم رہنا بجز تسلیم
و اتباع متصور نہین - اور جو احکام خفی و
مجمل و مشکل الفاظ سے ثابت ہون یا عام
محل تخصیص یا مطلق مورد تقیید یا ایسے اور
الفاظ سے جنہین کسی قسم کا اشتباہ و خفا ہوتا
ہے جسکے دور کرنے کو نظر اور فکر

عندہ وصرف الوسع وتوجیہ الہمۃ نحو
فالمتکفل بہذا الضرب من الاحکام
والقیم ببیانہا ہم اہل الفقہ والاجتہاد
واصحاب النظر والاستنباط (تلویح)

وکوشش خرچ کرنے کی ضرورت پڑتی ہے
اس قسم کے احکام کے بیان کرنے
والے خاص مجتہد و اہل نظر
و استنباط ہین۔

یہہ عبارت صاف ناطق ہے کہ قرآن و حدیث پر عمل و تمسک کرنا اجتہاد و مجتہدون سے مخصوص نہین ہے بلکہ یہہ عمل و تمسک ہر مسلمان متدین کا فرض ہے اجتہاد خفی باتون کے استنباط و استخراج کا نام ہے۔ اور محل اجتہاد وہی احکام ہین جو خفی دلائل سے ثابت ہون۔ اور اجتہاد و تقلید مین ایسی نسبت تناقض نہین ہے جس سے ثابت ہو کہ ظاہر حدیث پر عمل کرنے والا مقلد نہو تو وہ ضرور مجتہد ہی ہو جاتا ہے اور شیخ محمد معین سندہی حنفی نے دراسات اللبیب مین فرمایا ہے۔ اب رہا یہہ کہ

وبقی الشان فی بیان ان العمل بالحدیث
لیس من باب الاجتہاد ولا من باب
التقلید اما الثانی فلما بین فی اصول
الفقہ من ان العمل باحدی الحجج الاربعۃ
الشرعیۃ لا یکون تقلیداً وانما التقلید
التمسک بقول من یحسن الیہ الظن
وتعتقد حسن تمسکہ بالادلۃ الشرعیۃ
واتقانہ معرفتہا فکما ان العامل
بقیاسہ او باجتہادہ بطریق اخر
لا یسمی مقلداً فکذلک العامل
بالکتاب والسنۃ او بالاجماع

حدیث پر عمل نہ از قسم اجتہاد ہے نہ تقلید سو
بیان امر دوم یہہ ہے کہ دلائل شرعیہ پر عمل
کرنا تقلید [illegible] کہلاتا چنانچہ اصول فقہ مین
بیان [illegible] ہے کہ تقلید کسی
ایسے [illegible] سے حسن ظن
رکھتا ہے اور اسکا واقف [illegible] متمسک بدلائل
ہونا تیرے اعتقاد مین جم رہا ہے) بلا دلیل
مان لے۔ (نبا علیہ) جیسا قیاس یا اجتہاد
پر چلنے والے کو مقلد نہین کہا جاتا ویسا
ہی قرآن و حدیث و اجماع پر عمل
کرنے والے کو مقلد نہین کہا جاتا۔

وتقليد الشارع بمعنى تبعيته ليس بتقليد
مصطلح المنفي من العامل بالحديث
انما هو ذلك - واما الاول فلان
الاجتهاد في الاصطلاح استفراغ
الفقيه الوسع لتحصيل ظن
شرعي والعمل بنصوص الكتاب والسنة
وظاهرهما وما اجمع عليه الامة ليس مما
استفرغ الفقيه لطاقته وليس هو
من باب التحصيل مطلقا فضلا
عن تحصيل ظن لان الثلاثة
المذكورة موجبات للعلم وانما الظن
في الآحاد من السنن مثلا لقصور
الطريق وهو امر خارج عن نفس
السنة التي هي الحجة بخلاف
الاجتهاد فانه في نفسه امر موجب
للظن دون العلم ولهذا قال الشارح
العضدي في فوائد قيود التعريف المتقدم
وقولنا لتحصيل ظن اذ لا اجتهاد في القطعيات

اور شارع کی پیروی اصطلاحی تقلید نہین
ہے - اور بات [illegible] اول (یعنی عمل بالحدیث
[illegible] کہ اجتہاد اصطلاح اہل
[illegible] تمام کوشش کو کسی حکم
[illegible] متعلق ظن حاصل کرنیکے لئے خرچ
کرنے کا نام ہے اور قرآن وحدیث کے
ظاہری معنی اور اجماعی امر پر عمل کرنا اس
قسم سے نہین ہے کہ اسمین مجتہد کی کوشش و
طاقت صرف ہوجاوے ظاہری معنی قرآن
وحدیث واجماعی مسائل سے تو کوئی امر خود
حاصل نہین کیا جاتا چہ جائیکہ اسکے ظن کا
حصول ہو - یہہ اس لئے کہ یہہ تینون چیزین
بذات خود علم ویقین پیدا کرتی ہین ہماری
تحصیل وتصرف کا وہان کیا دخل ہے -
اور جو اخبار احاد مین ظن پایا جاتا ہے یہہ
خصوصیت اسناد سے ہے - اصل حدیث ہے
جو بذات خود حجت اور دلیل شرعی ہے
یہہ امر خارج ہے - اور اجتہاد اسکے برخلاف ہے
وہ بذات خود ظن کا موجب ہوتا ہے نہ علم ویقین کا اسی نظر سے شارح عضدی نے
اس تعریف اجتہاد کے فوائد قیود مین کہا ہے کہ ہمارا یہہ کہنا کہ اجتہاد تحصیل ظن کے لئے ہوتا ہے اس لئے ہے
کہ اجتہاد قطعیات مین نہین ہوتا یعنی جو امر کسی نص سے قطعی ویقینی طور پر ثابت ہو اسمین اجتہاد کا دخل نہین ہوتا

یہہ عبارت بہی بزور دا[illegible] ثابت کر[illegible] عمل بالحدیث از قبیل اعتقا[illegible]
اسمین جو بحوالہ کتب ا[illegible] ن ہوتا ہے ا[illegible]
حدیث مو[illegible] یقین[illegible] یہہ مسائل چہوٹی بڑی کتب اصول مین

[illegible]ی الظاهر والنص والمفسر المحکم
[illegible] الحکم ای یثبته قطعاً و یقیناً [illegible]
[illegible] حکم الظاهر والنص وجوب
العمل واعتقاد حقیقة المراد لا ثبوت الحکم
قطعاً و یقیناً لان الاحتمال وان کان
بعیداً قاطع للیقین ورد بانه لا عبرة
باحتمال لم ینشأ عن الدلیل والحق ان
کلا منهما یفید القطع وهو الاصل و
قد یفید الظن وهو ما اذا کان احتمال
غیر المراد مما یعضده دلیل (تلویح)

مین ظاہر و نص و مفسر و محکم کو بیان کرکے [illegible]ہ کہ یہہ سبہی اقسام قطعاً و یقیناً مثبت حکم ہوتے ہین - بعض لوگون کے نزدیک قسم اول و دوم وجوب عمل کے مثبت ہین پر موروث یقین نہین ہین کیونکہ انمین تاویل وتخصیص کا احتمال ہے جو یقین کو دور کرتا ہے مگر یہہ قول مردود ہے کیونکہ جو احتمال دلیل سے پیدا ہو وہ لایق اعتبار نہین ہوتا اور حق یہی ہے کہ یہہ دونون قسم بہی مفید یقین ہین اور یہی یقین انکا اصل مفاد ہے اور کبہی وہ مفید ظن بہی ہوجاتے ہین جبکہ کوی دلیل ا[illegible] معنے ظاہری کے خلاف پر قایم ہوتی ہے
اور بیان اجتہاد کے بعد فرمایا ہے اجتہاد کا اثر و مفاد غلبہ ظن ہے اس احتمال کے ساتھہ کہ اسمین

وحکمه ای الاثر الثابت بالاجتهاد غلبة الظن بالحکم
مع احتمال الخطا فلا یجری الاجتهاد فی القطعیات
وفیما یجب الاعتقاد الجازم فی اصول الدین (تلویح)

خطا بہی ہو - پس یہہ اجتہاد قطعیات مین جاری نہوگا اور نہ اعتقادی باتون مین جو اصول دین سے ہین -

وقال العلامة ولی الدین العراقی الدلیل
علی الجواز یعنی العمل بالامر المتقرر ان الصحابة
رضی الله عنهم ما کان کلهم فقهاء

اور علامہ ولی الدین عراقی نے کہا ہے (چنانچہ خبہ دراسات مین منقول ہے) دلیل سے جواز عمل بالحدیث نکلتا ہے اسلئے کہ صحابہ رضی اللہ عنہم سبہی لوگ علما

على اصطلاح العلماء فان فيهم الا [illegible]
[illegible] سمع منه صلعم حديثا
احدا وصحبه مرة ولا شك ان
من سمع منهم حديثا عن رسول الله
صلى الله عليه وسلم او اخذ امرا
كان يعمل به حسب فهمه فقيها
او لا ولم يعرف ان غير الفقيه كلف
بالرجوع الى الفقيه فيما سمعه من الحديث
لا فى زمانه صلعم ولا بعده فى ما [illegible]
[illegible] وهذا تقرير منه بجواز العمل
لغير الفقيه واجماع الصحابة
[illegible] وكذلك لامر الخلفاء الراشدين
غير الفقهاء من الصحابة سيما اهل البوادي
[illegible] اخذ وامر النبى صلعم
[illegible] اسطة حتى يعرضوا
[illegible] ولم يرو من هذا
عين ولا اثر وهذا هو ظاهر قوله
تعالى وما اتيكم الرسول فخذوه
وما نهكم عنه فانتهوا وشواهدها آيات
حيث لم يقيد بان ذلك على فهم الفقهاء

کی اصلا [illegible] پر مجتہد نہ تھے انمین شہری لوگ
بھی تھے اور جنگلی بھی [illegible] ہون نے
انحضرت [illegible] ایک دفعہ
[illegible] یہ نہین کہ جو
[illegible] علیہ وآلہ وسلم سے حدیث سنتا
یا اور صحابہ سے وہ موافق اپنی سمجھ کے اسپر عمل کرتا
مجتہد ہو یا نخواہ نہوتا۔ یہہ امر معلوم و ثابت نہین ہوا
جو انمین مجتہد نہتہا اسپر یہہ حکم لگا یا گیا ہو کہ وہ مجتہد کیطرف
رجوع کرکے اس سے اسکے معنے پوچھکر اس سنی ہوی
حدیث پر عمل کرے نہ انحضرت کے زمانہ مین یہہ امر
پایا گیا ہے نہ بعد آپکے صحابہ کے زمانہ مین اور اسمین
انحضرت کی طرف سے غیر مجتہد کیواسطے عمل بالحدیث
کی تقریر (واجازت) پائی جاتی ہے اور صحابہ کا اسپر
اجماع ہے یہہ بات نہوتی تو انحضرت کے خلفاء
راشدین (چاریار وغیرہ) غیر مجتہد صحابہ کو علی الخصوص
انکو جو جنگل مین رہتے حکم دیتے کہ جو کچھ انہون نے انحضرت
سے بلا واسطہ یا بواسطہ اور اصحاب کے سنا ہے
اسپر عمل نہ کرین جبتک کہ اسکو مجتہدین صحابہ کے
سامنے پیش نکر لین اور اس باب مین کوئی سر اثر روی
نہین ہے اور یہی اس قول خداوندی کا ظاہر مطلب ہے
جو کچھ تمکو رسول دے لیلو اور جس سے منع کرے بچ جاؤ یہی ہی اور آیات مین کہ فہم مجتہدونکی قید نہین ہے